تقرّبِ خُدا

ای۔ جی۔ ہوائٹ

انسان سے خدا کی محبت...................... 2
گنہگار کو مسِیحؔ کی ضرُورت.............. 22
توبّہ... 38
اِقرار....................................... 74
تقدیس.................................... 86
اِیمان اور مقبولیّت........................ 102
شاگردی کی جانچ......................... 120
خدا وند ِ مسیحؔ میں بڑھنا.................. 145
کاماورزندگی............................. 170
خُدا کی پہچان............................ 189
دُعا کرنے کا حق.......................... 210
شک کا علاج............................. 244
خُدا وند میں خُوشی و خرّمی............ 268

باب ۱

انسان سے خدا کی محبت

فطرت اور مکاشفہ دونوں کے دونوں خُدا کی بیحد محبت کے شاہد ہیں۔ ہمارا آسمانی باپ منبع حیات و دانش اور شادمانی ہے۔ قدرُت کی خُوشنما اور عجیب و غریب چیزوں کو غور سے دیکھیں۔ کہ خُدا نے کس خاص غرض و مطلب سے انہیں خَلق کیا ہے۔ اِس بات پر بھی غور کریں۔ کہ یہ چیزیں کس طرح نہ صرف بنی آدم ہی کی خوشی اور ضروریات کو رفع کرنے کے لئے بنائی گئی ہیں۔ بلکہ تمام ذی رُوح کے آرام کے لئے خلق کی گئی ہیں۔ دُھوپ اور بارش جن سے زمین آسودہ اور تروتازہ ہوتی ہے۔ اور پہاڑ، سمندر، میدان سب کے سب اپنی زبانِ حال

سے اُس خالِق کی بیحد محبت ہم سے بیان
کرے ہیں۔ خُدا ہی کا دستِ قدرت تمام مخلوقات
کی احتیاج برابر رفع کرتا ہے۔ حضرت داؤدؔ
نے کیسے شیریں الفاظ میں بیان کیا ہے۔ سب
کی آنکھیں تجھ پر لگی ہیں۔ تو اُن کو وقت پر
اُن کی خوراک دیتا ہے۔ ستُو اپنی مٹھی کھولتا
ہے۔ اور ہر ایک جاندار کی خواہش پُوری
کرتا ۱۴۵:۱۵،۱۶ زبور ہے۔

خُدا نے اِنسان کو بلکل پاک اور شادمان بنایا۔
اور خوبصورت زمین بھی اپنے ہاتھ سے خلق
کی تھی۔ تو وہ ابتری، تباہی اور لعنت کے
بدنُما داغوں سے مُبرا تھی۔ خُدا کی شریعت تو
محبت کی شریعت ہے۔ جسکو نہ ماننے کی
بدولت رنج اور مَوت اِس دنیا میں آ موجود
ہوئے۔ پھر بھی اِس تکلیف و اذیت میں گُناہ
کی بدولت پَیدا ہوتی ہے۔ خُداوند کریم کی

محبت کا اِظہار ہوتا ہے۔ لِکھا ہے کہ اِنسان کی وجہ سے خُدا نے زمین پر لعنت بھیجی۔ گو اونٹ کٹارے اور کانٹے یعنی دُکھ و درد اِنسان کی زندگی کو محنتِ شاقہ کا مجموعہ اور غمگین اور افسردہ کردیتے ہیں۔ مگر یہی وہ چیزیں ہیں ۔ جو اِنسان کی بہتری کے لئے مُقرر کی گئی تھیں۔ کہ اِنسان کو اُس تباہی اور بربادی سے جو گُناہ کے سبب سے وجُود میں آئی تھی۔ بزرگی، سرفرازی اور سُرخروئی حاصل ہو۔ اگرچہ یہ دُنیا ویسی نہیں رہی۔ جیسی کہ خُدا نے اِسے بنایا تھا۔ تاہم رنج و غم سے یہ بلکل بھری ہوئی بھی نہیں ہے۔ اگر تحقیق کی نظر سے دیکھیں۔ تو کائنات میں ہر طرف تشفی۔ تسلی۔ تسکین اور اُمید کے نشان نظر آئینگے۔ اونٹ کٹاروں پر رنگ برنگ کے پھُول کھِلے ہُوئے ہیں۔ اور کانٹون پر گلاب کے پھُول مہک رہے ہیں۔

ہر ایک کھِلنے والی کلی اور لہلہاتی ہوئی
گھاس پر گویا یہ لکھا ہُوا نظر جنپیاری پیاری
چڑیاں خُدا محبت ہے۔ آتا ہے۔ کہ سے ہَوا میں
گونج کے دلفریب راگ پیدا ہوجاتی ہے، اور
ہلکے ہلکے رنگ کے پھُول جن کی خوشبو
ہَوا کو معطر کر دیتی ہے۔ جنگل کے اوُنچے
اوُنچے درخت جو سبز پتوں کا لباس زیب تن
کئے ہوئے ہیں۔ اُن سب سے خُدا کی پدرانہ
شفقت ٹپکتی ہے۔ اور ظاہر ہوتا ہے کہ اُسے
بنی آدم کی دلبستگی آرام دہی اور مُسرت کا
کتنا خیال ہے۔

خُدا کے کلام سے اُس کی سیرت کا اظہار
ہوتا ہے۔ اُس نے خود اپنے لامحدود رحم اور
بے اِنتہا محبت کا بیان کیا ہے۔ جب حضرت
موسیٰ ؑ نے خُدا سے دُعا کی کہ -مجھے اپنا

جلال دِکھادے تو خُدا نے جواب دیا۔ میں اپنی ساری نیکی تیرے سامنے تجھ پر ظاہر کر دنگا۔ خروُج ۳۳: ۱۹، ۱۸ ۔ اور یہی اُس کا جلال ہے۔ خُدا موسٰے کے سامنے سے گزرا۔ اور فرمایا۔ خُداوند ، خُداوند خُدائے رحِیم اور مہربان، قہر کرنے میں دھیما اور شفقت اور وفا میں غنی۔ ہزاروں پر فضل کرنے والا۔ گُناہ اور تقصِیر اور خطا کا بخشنے والا۔ خرُوج ۳۴: ۶، ۷ غصہ کرنے میں دھیما اور نہایت مہربان ہے۔ یوناہ ۴: ۲۔ وہ شفقت کرنا پسند کرتا ہے۔ میکاہ ۷: ۱۸

زمین اور آسمان پر بیحد اَیسی علامتیں اور نشانات نمایاں ہیں۔ جنہوں نے اِنسان کے دِلوں کو خُدا سے پیوست کردِیا ہے۔ قدرُت کی خوشنما چیزوں اور دنیا کے عزیز ترین اور عمیق ترین تعلقات کے ذریعہ سے خُدا نے

اپنے آپ کو بنی آدم پر آشکارہ کرنے کی سعی کی ہے۔ لیکن پھر بھی یہ سب چیزیں خُدا کی محبت کو کامِل طوَر سے ظاہر نہیں کرسکتیں۔ حالانکہ یہ سب ثبوت دینے کے لئے ہیں۔ لیکن سچائی اور نیکی کے دُشمن شیطان نے اِنسان کے دِلوں کو اندھا کردِیا ہے۔ تاکہ اِنسان خُدا سے ترساں و لرزاں رہے۔ اور اُس کو ایک ظالم اور معاف نہ کرنے والا خُدا سمجھے۔ شیطَان نے لوگوں کو بہکا کر یہ سمجھا دیا ہے ۔ کہ خُدا کی خاص صفت اور عادت سختی ہے۔ اِس لئے وہ نہایت ہی سخت گیر قاضی اور ظلم کا برتاؤ کرنے والا حاکم ہے۔ شیطَان نے لوگوں کے دِلوں پر خالق کو بڑی عداوت آمیز نظر سے اِنسان کی خطائیں اور قصور دیکھنے والا ثابت کرنیکی کوشش کی ہے کہ جو سزا کا حکم جاری کرنے کے لئے ہر آن آمادہ و تیار رہتا ہے۔ اِس دنیا میں

خُداوند مسیح لوگوں کے ساتھ بودوباش کرنے اِسی مقصد سے آیا۔ تاکہ خُدا کی لامحدود محبت ظاہر کرکے یہ غلط خیال اُن کے دِلوں میں سے دوُر کردے۔

ابنِ اللہ آسمان پر سے اِس لئے آیا۔ تاکہ باپ کو ہم پر ظاہر کرے۔ خُدا کو کِسی نے کبھی نہیں دیکھا۔ اکلوتا بیٹا جو باپ کی گود میں ہے۔ اُسی نے ظاہر کیا۔ یوحنا ۱: ۱۸۔ اور کوئی باپ کو نہیں جانتا سِوا بیٹے کے اور اُس کے جس پر بیٹا اُسے ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ متی ۱۱: ۲۷ ۔ ایک دفعہ مسیح کے رسُولوں میں سے ایک نے عرض کیا۔ کہ اے خُداوند! باپ کو ہمیں دِکھا۔ تو خُداوند مسیح نے فرمایا۔ کہ اے فلپس مَیں اتنی مُدت سے تمہارے ساتھ ہوں۔ کیا تو مُجھے نہیں جانتا؟ جِس نے مُجھے

دیکھا اُس نے باپ کو دیکھا۔ تو کیونکر کہتا ہے۔ کہ باپ کو ہمیں دِکھا؟ یوحنا ۱۴: ۸، ۹۔

مسیح نے اپنی اس دُنیا کی خدمت کو بیان کرتے ہوئے یوں فرمایا۔ خُداوند کا رُوح مجھ پر ہے۔ اِس لئے کہ اُس نے مُجھے غریبوں کو خوشخبری دینے کے لئے مسح کیا اُس نے مُجھے بھیجا ہے۔ کہ قیدیوں کو رہائی اور اندھوں کو بینائی پانے کی خبر سناؤں۔ کچلے ہوؤں کو آزاد کروں۔ لوقا ۴: ۱۸۔ یہ اُس کا کام تھا۔ اور آپ ہر طرف بھلائی کرتا اور اُن سب کو جو ابلیس کے ہاتھ سے دُکھ اُٹھاتے تھے۔ شفا دیتا پَھرا۔ اُسکے گردنواح میں گاؤں کے گاؤں تھے۔ جن میں ایک گھر بھی اَیسا نہ تھا۔ جہاں کوئی مریض ہو۔ کیونکہ اُن میں مسیح نے دَورہ کرکے سب مریضوں کو شفا بخش دی تھی۔ مسیح کے کام اور اُس کے معجزے

اِس امر کے گواہ تھے۔ کہ وہ خُدا باپ کی طرف سے ضرُور مسح کیا گیا تھا۔ اُس کی زندگی کے ہر کام میں محبت، ترس اور رحم کی جھلک پائی جاتی تھی۔ بنی آدم سے ہمدردی سے اُس کا دِل معمُور تھا۔ نوع اِنسان کی حاجت روائی کی خواہش نے اُسے جِسم اِنسانی اِختیار کرنے پر مجبُور کیا۔ غریب لاچار، مجبُور اور بیکس لوگ بے کٹھکے اُس کے پاس آتے جاتے تھے۔ ننھے ننھے بچے تک اُس کی طرف کھچے چلے آتے تھے۔ وہ اُس کے پاس آ آ کر لپٹتے، کیھلتے اور اُس کے کے چہرے کو جِس سے محبت کے آثار نمایاں تھے۔ دیکھ دیکھ خوش ہوتے تھے۔

مسِیح نے سچائی کے ایک لفظ پر بھی کبھی پردہ نہ ڈالا۔ بلکہ ہمیشہ محبت آمیز لہجہ میں وہ صداقت کا اِظہار کیا کرتا تھا۔ لوگوں کو

تعلیم دیتے وقت وہ بڑی دانش اور مہربانی کے ساتھ محبت بھرے الفاظ کا اِستعمال کرتا تھا۔ اُس کا برتاؤ کبھی بُرا یا تلخ نہ تھا۔ وہ کبھی بیجا سخت کلامی کِسی سے نہیں کرتا تھا۔ اور نہ اُس نے کبھی کِسی دَل کو ناحق صدمہ پہنچایا۔

اُس نے اِنسانی کمزوری کو بھی ملامت نہیں کیا۔ اُس نے ہمیشہ محبت بھرے الفاظ میں لوگوں کو حق بات بتائی۔ اُس نے مکاری، بےایمانی اور شرارت پر ہمیشہ ملامت کی۔اَیسے مَوقع پر ملامت کرتے ہُوئے اُس کی آنکھوں میں آنسو ڈُبڈبا آتے تھے۔ وہ شہر یروشلم پر جسے وہ چاہتا تھا۔ رویا۔ کیونکہ شہر والوں نے اپس کو قبول نہ کیا۔ اہِل شہر نے اُسے نجات دہندہ نہ مانا۔ لیکن اُس نے پھر بھی اُن کے کے ساتھ رحم و ترس کا برتاؤ

کیا۔ اُس کی زندگی دوسرے کے لئے
خاکساری اور خُودانکاری میں بَسر ہوتی تھی۔
ہر ایک شخص اُس کی نظر میں گرانقدر تھا۔
جبکہ وہ انہی جلال اور حشمت سے معمُور
تھا۔ تو بھی خُدا کے خاندان کے ہر ایک
شخص کے ساتھ بڑی دردمندی خلوص اور
توجہ سے پیش آتا تھا۔ اُس نے سب آدمیوں
میں گری ہوئی باتیں دیکھیں۔ جن کو بچانا اُس
کا خاص کام تھا۔

مسِیح کی اَیسی سیرت اُس کی زندگی میں یوں
ظاہر ہُوئی ہو۔ اور یہی سیرت خُدا کی بھی
ہے۔ یہ الہیٰ ہمدردی کی ندیاں خُدا باپ کے دَل
سے بہہ کر مسِحؔ میں ظاہر ہوتی ہیں۔ اور یُوں
مسِیحؔ سے بنی آدم کو مِلتی ہیں۔ مسِیحؔ جو حلیم
رحیم اور شفیع ہے۔ اُسی میں خُدا مجسم ہُؤا۔
اتمیتھیس ۳: ۱۶۔

مسیحؑ کا اِس جہان میں آنا، رہنا سہنا اور مرنا صرف ہماری نجات کے لئے ہُؤا اور وہ ہمارے لئے مردِغمناک بنا۔ تاکہ ہم لازوال خوشی و شادمانی میں حصہ پاسکیں۔ خُدا نے اپنے عزیز بیٹے کو جو فضل اور صداقت سے معمُور تھا۔ اِجازت دی۔ کہ ایسے عالم سے جِس کا جلال بیان سے باہر ہے۔ ایک اَیسی دُنیا میں آئے۔ جو گُناہ سے تباہ و خستہ اور مرجھائی ہُوئی ہے۔ اور مَوت اور لعنت کے سایہ میں تاریک ہورہی ہے۔ خُدا نے اُس کو اپنی محبت کی گود اور فرشتوں کی پُرجلال عبادتگاہ سے اس دنیا میں اِس لئے روانہ کیا۔ تاکہ وہ شرمندگی۔ ملامت، فروتنی بےعزتی اور موت برداشت کرے۔ ہماری ہی سلامتی کے لئے اُس پر سیاست ہُسئی۔ تاکہ اُس کے مار تھانے سے ہم شفا پائیں۔ یسعیاد

۵/۵۳ ۔ اب ذرا مسِیحؔ کو بیابان، باغِ گتسمنی اور صلیب پر دیکھیں۔ خُدا کے بیگناہ فرزند نے ہمارے گناہوں کا بار اپنے اُوپر اُتھایا۔ جو پروردگارِ عالم کے ساتھ ایک تھا۔ اُس نے اَیسی سخت جُدائی کو جو گناد، خُدا اور اِنسان کے درمیان پَیدا کردیتا ہے۔ محسوس کیا۔ اور اسی لئے نزع کی حالت میں اُس کے مُنہ سے جگر سوز اور درد انگیز آواز نِکلی۔ اے میرے خُدا ! اے میرے خُدا ! تُو نے مُجھے کیوں چھوڑ دِیا؟ متی ۲۷: ۴۶۔ گُناہ کے بوجھ اور اُس کی ہیبت انگیزی کی بدولت اُس کی رُوح کو خُدا تعالےٰ سے جُدائی ہُوئی۔ اِس سبب سے ابنِ اللہ کا دِل ٹکرے ٹکرے ہُؤا اور اُس کے مُنہ سے مزکورہ بالا فقرہ نِکلا۔

یہ عظیم الشان قربانی اِس لئے نہیں کی گئی تھی۔ کہ خُدا کے دِل میں بنی آدم سے محبت

پیدا کی جائے۔ اور نہ اِس لئے کہ وہ اِنسان کو بچانے کے لئے راضی ہو جائے۔ بلکہ بات یہ ہے۔ کہ خُدا نے دُنیا کو اَیسا پیار کیا۔ کہ اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا۔ یُوحنا ۳: ۱۶۔ خُدا ہم کو اِس عظیم الشان کفارہ کی وجہ سے پیار نہیں کرتا ہے۔ بلکہ حقیقت یُوں ہے۔ کہ وہ اِنسان کو اِتنا چاہتا ہے۔ کہ اُس نے اُس کے لئے یہ نادر اور عظیم الشان کفارہ مہیا کیا۔ مسیح ایک اَیسا وسِیلہ اور درمیانی تھا۔ جِس کے ذریعہ سے خُدا اپنی بے اِنتہا محبت کا اِظہار اِس دُنیا پر کرسکتا تھا۔ خُدا نے مسِیحؔ میں ہو کر اپنے ساتھ دنیا کا میل ملاپ کر لیا۔ اور اُن کی تقصیروں کو اُنکے ذمہ نہ لگایا۔ ۲ کرنتھیوں ۵: ۱۹۔ اپنے بیٹے کے ساتھ خُدا نے بھی دُکھ و تکلیف سہی۔ گستمنی میں جان کنی کے وقت، کلوری میں مَوت کے وقت محبت سے

لبریز دِل (خُدا) نے ہماری مخلصی کی قیمت ادا کردی۔

خُداوند یسُوع نے خود فرمایا۔ باپ مجھ سے اس لئے محبت رکھتا ہے۔ کہ میں اپنی جان دیتا ہوں۔ تاکہ میں اُسے پھر لے لوں۔ (یوحنا ۱۰: ۱۷) یعنی میرے باپ نے تُم سے اِس قدر محبت کی کہ مُجھ سے اور بھی زیادہ پیار کرنے لگا۔ کیونکہ میں نے اپنی جان تمہارے لئے نذر گزارنی ہے۔ تمہارا ضامن بننے اور تمہارا معاوضہادا کرنے اور اپنی جان دے دینے سے اور تمہاری ذمہ داری اُٹھانے سے میں باپ کا اور بھی عزیز ترین بن گیا۔ کیونکہ میری قربانی سے خُدا بھی مُنصف ٹھہر سکتا ہے۔ اور مسیح پر ایمان لانے والوں کو بھی راستباز ٹھہرانے والا بھی ٹھہر سکتا ہے۔

ہماری مخلصی کا کام خُدا کے بیٹے سِوَا اور کوئی کر بھی تو نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ خُدا کا اِظہار بخُوبی وُہی کر سکتا تھا۔ جو خُدا باپ کی گود میں تھا۔ خُدا کی بے حد محبت کی چوڑائی اور گہرائی سے وُہی اچھی طرح واقف تھا۔ اِس لئے صرف وہی اُس کو بخوبی ظاہر کر سکتا تھا۔ خُدا کو جو محبت گنہگار اِنسان سے ہے۔ اُس کا اِظہار سِوا مسِیحؑ کی بیش بہا قربانی کے اور کِسی شے سے ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

۔ ۔ ۔ ۔ خُدا نے دُنیا سے اَیسی محبت رکھی کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دِیا۔ صرف یہی نہیں۔ کہ وہ اِنسانوں میں آکر بودوباش اِختیار کرے۔ اور اُن کے گناہوں کا بوجھ خُود اُٹھا کر قربان ہوجائے۔ بلکہ خُدا نے اُسے خطاکار

اِنسانوں کو مرحمت فرمادیا۔ اور مسِیحؔ کو
اپنے تئیں اِنسانوں کی بھلائی اور ضروریات
سے وابستہ کرنا تھا۔ مسِیحؔ نے جو خُدا کیساتھ
تھا۔ نسلِ اِنسانی سے اَیسا گہرا تعلق پَیدا کیا۔
جو کبھی ٹُوٹنے والا نہ تھا۔ اُسی باعث وہ
اُنہیں بھائی کہنے سے نہیں شرماتا۔ عبرانیوں
۱۱/۲ مسِیحؔ ہماری قربانی، ہمارا درمیانی اور
ہمارا بھائی ہے۔ جو خُدا کے تخت کے سامنے
ہماری اِنسانی شکل میں مَوجُود ہے۔ وہ سدا
اپنا تعلق اُس گروہ یعنی نسلِ اِنسانی سے قائم
رکھے گا۔ جِسے اُس نے اپنے خوُن سے
خریدا ہے۔ اور یہ سب اِس لئے ہُؤا۔ تاکہ اِنسان
گناہ کی ذلت اور تباہی سے بلندوبالا کیا جائے۔
اور خُدا کی بے حد محبت کا اِظہار و مشاہدہ
کرکے پاکیزگی کا لُطف حاصل کرے۔

ہماری نجات کے لئے جو قیمت ادا کی گئی ہے۔ یعنی اپنا اکلوتا بیٹا ہمارے گناہوں کو کفارہ میں ذبح ہونے کے لئے دے دینے سے خُدا نے لا اِنتہا قربانی ادا کی۔ اِس سے ہمارے دِلوں میں یہ خیال موجزن ہونا چاہیئے۔ کہ ہم خُداوند مسِیحؑ کے ذریعہ سے اِس سے کیا کچھ بن سکتے ہیں۔ جب رسُول یوحنا نے بے اِنتہا محبت پر غور کیا۔ تو دیکھا کہ خطاکار بنی آدم کیلئے خُدا کا بحرِ محبت کتنا وسیع ہے تو اُسے زبان کی لغت میں اَیسے لفظ نہ مِل سکے۔ جِن سے وہ خُدا کی اُس بیحد محبت کا بیان کر سکے۔ اِس لئے اُس نے دُنیا سے مخاطب ہو کر یوں کہا:۔

دیکھو باپ نے ہم سے کَیسی محبت کی ہے۔ کہ ہم خُدا کے فرزند کہلائے۔ ۱ یوحنا ۳: ۱۔ اِس سے اِنسان کی وقعت اور مرتبہ کَیسا

افضل ہے۔ نافرمانی کی بدولت بنی اِنسان شیَطان کے غُلام ہوگئے۔ لیکن مسِیحؐ کی قربانی اور کفارہ پر ایمان لانے کی وجہ سے نسلِ اِنسانی خُداوندِ عالم کی فرزند بن سکتی ہے۔ مسِیحؐ نے اِنسانی طبیعت اور جَسم قبول کر کے اِنسانیت کا درجہ بلند کردِیا۔ اور خطاکار اِنسان اَیسی جگہ پہنچ گئے جہاں مسِیحؐ سے تعلق اور رابطہ کے ذریعہ سے وہ اپنے نام یعنی خُدا کے فرزند کے مناسب طَور سے مستحق ہوجاتے ہیں۔

سچ تو یہ ہے کہ اَیسی محبت لامثال ہے۔ جو ہم سے آسمانی بادشاہ کے فرزند بننے کا وعدہ کرتی ہے۔ کیسا قیمتی وعدہ ! یہ ایک بڑے غَوروفکر کا مضمون ہے۔ کہ خُدا کی لامحدود محبت ایک اِیسی دنیا کے لئے ظاہر ہُوئی۔ جس نے اُس سے بلکل محبت نہ کی۔ اَیسا

خیال انسان کی رُوح پر زبردست اثر رکھتا ہے۔ اور دِل و دماغ کو خُدا کی مرضی کے تابع کردیتا ہے۔ صلیب کی روشنی میں جتنا زیادہ ہم الٰہی خصائل پر نگاہ کرتے ہیں۔ اُتنا ہی زیادہ ہم خُدا باپ کے رحم، ترس اور معافی کو داد اور انصاف میں مِلا ہُؤا پاتے ہیں۔ اور زیادہ صفائی کے ساتھ اُس کی محبت کے جو لامحدود ہے۔ بے شمار اثبات دیکھ سکتے ہیں۔ اور یہ معلُوم کر سکتے ہیں۔ کہ ماں باپ کی محبت جو گمراہ بچہ کے لئے ہوتی ہے۔ اِس کا نظیر نہیں رکھتی۔

باب ۲

گنہگار کو مسِیحؔ کی ضرُورت

قُدرت نے اِنسان کو شرافت اور منصف مزاجی کی صفتوں سے مزین کیا تھا۔ اِنسان بلکل ہی کامل خلق کیا گیا تھا۔ اور اُسے تقرب الہٰی بھی حاصل تھا۔ اُس کے ارادے، خیالات اور مقاصد بلکل پاک نیک اور مُتبرک تھے۔ مگر چونکہ اُس نے نافرمانی کی۔ اِس لئے اُس کے تمام عُمدوخصائل غارت ہوگئے۔ اور محبت کی بجائے خودغرضی اُس کے دِل میں قائم ہوگئی۔ نافرمانی کی بدولت وہ فطرۃً اِیسا کمزور ہوگیا۔ کہ بدی کی طاقت کا مقابلہ اُس کی اپنی قُوت سے بلکل محال ہوگیا۔ شیَطان نے اُسے اپنا اسیر اور غُلام بنالیا۔ اور اگر خُدا اپنی رحمت سے اُس کی خلاصی کی تدبیر نہ کرتا۔ تو وہ ہمیشہ شیَطان کا غُلام بنا رہتا۔

شیَطان کی یہ خواہش تھی۔ کہ اِنسان کے خلق کئے جانے میں کو الہیٰ اِنتظام تھا۔ اُس میں رخنہ اندازی پَیدا کرے۔ اور دُنیا کو غم و الم، تباہی اور بربادی سے بھردے۔ اور سب پر یہ ظاہر کردے۔ کہ خُدا کے اِنسان کو پَیدا کرنے کا یہ نتیجہ ہے۔

اپنی بے گناہی کی حالت میں اِنسان کو تقربِ خُدا حاصل تھا۔ جِس میں حکمت اور معرفت کے سب خزانے پوشیدہ ہیں۔ (کُلیوں ۲: ۳) اور اُس تقرب سے انسان خوش و خرم تھا۔ لیکن نافرمانی کے بعد اُس کو خُدا کی حضوری میں رہنا ناگوار معلوم ہونے لگا اور اس نے خُدا کے حضور سے اپنے آپ کو چھپانے کی کوشش کی۔ یہی پُرانی بات یعنی انسان کے بے تبدیل دِل کی یہی حالت ہنوز نظر آتی ہے۔ وہ تقرب الہیٰ سے دوُر ہے۔ اور

اُسے خُدا سے محبت رکھنے سے خوشی نہیں ہوتی ہے۔ گنہگار کو خُدا کی حضوری سے خوشی و خُرمی نہیں ہوتی۔ اور وہ فرشتوں کی صحبت سے دوُر بھاگتا ہے۔ بفرض محال اگر کِسی گنہگار کو بہشت میں داخل کر بھی دِیا جائے۔ تو اُسے کوئی مُسرت نہ ہوگی۔ کیونکہ وہاں تو وہ محبت حُکمران ہے۔ جِسے خودُغرضی سے کوئی تعلق نہیں۔ اور غیر محدود محبت کا چرچا ہے۔ یہ باتیں اس خودغرض اور ناپاک دِل کے لئے مُسرت اور دلبستگی کا باعث نہ ہوگی۔ اُس کے خیالات اُس کی دلچسپی اُس کی خواہشات اور خصائل پاک آسمانی باشندوں سے بلکل غیر ہونگے۔ وہ وہاں کی خوشگوار مُسرت میں بے لُطفی پیدا کرنے کا موجب ہوگا۔ اور بہشت اُس کے لئے پریشانی اور مصیبت کی جگہ بن جائیگی۔ وہ شخص اُس وجُود پاک سے جو

نور میں رہتا ہے اور وہاں کے باشندوں کی شادمانی کا مرکز ہے۔ روپوشی کا خواہاں ہوگا۔ خُدا کا یہ فرمان کہ شریر بہشت سے دوُر رکھے جائیں بیجا نہیں ہے۔ کیونکہ شریر تو خود اپنے کام سے پاک لوگوں کی جماعت سے دوُر ہوجائینگے۔ اور خُدا کا جلال اُنہیں ایک جلانے والی آگ معلوم ہوگا۔ اور وہ نیست و برباد ہوجانے کی تمنا کرینگے۔ تاکہ اُس کے چہرے سے روپوش ہوں۔ جو اُن کی محلصی کے لئے مصلوب ہُؤا تھا۔

ہمارے اِمکان سے یہ باہر ہے۔ کہ ہم اپنی قوت سے گناہ کی اس دلدل سے باہر نکل آئیں۔ جِس میں ہم پھنس گئے ہیں۔ ہمارے دِل بُرے ہیں۔ اور ہم اپنے دِل کو تبدیل نہیں کرسکتے۔ حضرت ایوُب کا قول ہے۔ کہ ناپاک چیز میں سے پاک چیز کون نکال سکتا ہے۔

کوئی نہیں۔ ایوب ۱۴: ۴۔ اِس لئے کہ جسمانی نیت خُدا کی دُشمنی ہے۔ کیونکہ نہ تو خُدا کی شریعت کے تابع ہے۔ نہ ہو سکتی ہے۔ رومیوں ۸: ۷، تعلیم و تربیت اور تہذیب و تمدن، مرضی و اِرادہ، کوشش و سعی ضروری ہیں۔ لیکن نجات کے کام میں سب بے کار ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ اِن چیزوں سے انسان اپنی وضع طریق اور بیرونی حالت کو سدھار لے۔ لیکن قلب کی اصلاح اِن سے محال ہے۔ اِن میں یہ قدرت نہیں ہے۔ کہ انسان کے دِل کی تبدیلی کرسکیں۔ یا اُس کے حیات کے چشمہ کو صاف کرسکیں۔ قبل اِس کے کہ اِنسان ناپاکی کی حالت سے پاکیزگی کی حالت میں تبدیل ہو۔ اِس بات کی ضرورت ہے۔ کہ کوئی قوت انسان کے باطن میں پیدا ہو۔ یعنی نئی زندگی اُوپر سے عطا ہو۔ وہ قوت مسِیحؔ ہے۔ صرف اُس کا فضل انسان کی روح کی

مُردہ صفات میں جان ڈال سکتا ہے۔ اور اُسے
خُدا یعنی پاکیزگی کی طرف راغب کرسکتا
ہے۔ منجی مسیح کا قول ہے۔ کہ جب کت
کوئی نئے سِرے سے پَیدا نہ ہو۔ یا جب تک
انسان کو نیا دل نہ مل جائے۔ اُس کی
خواہشات، افعال، مقاصد اور ارادے سب کے
سب بلکل نئے ہو کر نئی زندگی کی طرف
راغب نہ ہوجایئں۔ وہ خُدا کی بادشاہت کو
دیکھ نہیں سکتا۔ یوحنا ۳: ۳۔ یہ خیال کہ وہ
خوبی جو انسان میں فطرةً موجود ہے۔ صرف
اُس کو ترقی دینا چاہئیے۔ ما لکل دھوکا ہے۔
نفسانی آدمی خُدا کے روُح کی باتیں قبول نہیں
کرتا۔ کیونکہ وہ اُس کے نزدیک بیوقوفی کی
باتیں ہیں۔ اور وہ نہ وہ اُنہیں سمجھ سکتا ہے۔
کیونکہ وہ روُحانی طَور پر پرکھی جاتی ہیں۔
۱ کرنتھیوں ۲: ۱۴۔ تعجب نہ کر کہ میں نے
تجھ سے کیا کہ تجھے نئے سرے سے پیدا

ہونا ضروری ہے۔ مسِیحؔ کی بابت لکھا ہے۔ کہ
اُس میں زندگی تھی۔ اور وہ زندگی آدمیوں کا
نُور تھی۔ کیونکہ آسمان کے تلے آدمیوں کو
کوئی اور نام نہیں بخشا گیا۔ جِس کے وسیلے
سے ہم نجات پاسکیں۔ یُوحنا ۳ : ۱۷ اعمال ۴
: ۲، خُدا کی مہربانی محبت اور پدرانہ شفقت
ہی پر غوروفکر کرنا کافی نہیں ہے۔ اور نہ یہ
کافی ہے۔ کہ اِنسان خُدا کی شریعت کی دانش
عدل و انصاف پر غور کرکے یہ دیکھ لے کہ
یہ پاک محبت کے اصوُل پر قائم کی گئی ہے۔
پولوس رسوُل نے جب اِن سب باتوں پر غور
کرکے کہا مَیں مانتا ہوں کہ شریعت خوُب
ہے۔ شریعت پاک ہے۔ اور حکم بھی پاک اور
راست اور اچھا ہے۔ اور جب وہ اپنی رُوح کی
بڑی بے تابی اور بے قراری میں دلسوزی
سے کہتا ہے۔ میں جسمانی اور گناہ کے ہاتھ
بِکا ہُؤا ہوں۔ رومیوں ۷ : ۱۴،۱۲،۱۶ ۔ وہ

پاکیزگی اور راستبازی کا دِل سے خواہاں تھا۔ لیکن جب وہ اپنی قوت سے اُسے حاصل نہیں کر سکتا تھا تو کہتا ہے۔ ہائے میں کَیسا کمبخت آدمی ہوں۔ اِس مَوت کے بدن سے مُجھے کون چھڑائیگا۔ رومیوں ۷ : ۲۴، یہی پکار و آہ و نالہ ہر مُلک اور ہر زمانہ میں گناہ کے ناقابل برداشت بوجھ سے دب ہُوئے لوگوں کے دِلوں سے بلند ہوتا ہے۔ اور تمام ایسے لوگوں کے لئے صرف یہی ایک جواب ہے۔ دیکھو خُدا کا برہ جو دنیا کا گناہ اُٹھا لے جاتا ہے۔ یُوحنا ۱ : ۲۹۔

طرح طرح کی مثالوں سے خُدا کے روُح کے اِس صداقت کی تشریح کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور اُن لوگوں سے جو گناہ کے بوجھ سے خلاصی اور چھٹکارا پانا چاہتے ہیں یہ صاف طور سے بیان کرنا چاہا ہے۔ جب

یعقوبؔ اپنے بھائی عیساؤ کو فریب دینے سے گناہ کا مرتکب ہو کر اپنے باپ کے گھر سے بھاگ گیا۔ تو اُس گناہ کے باعث اُس کے دِل پر غم و الم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ وہ تن تنہا بے یاروغمگسار ہُؤا اور زندگی کے مُسرت بخشنے والے تعلقات اُس سے منقطع ہوگئے۔ اُس کو ہر لحظہ دوسرے خیالوں کی نسبت یہ خیال پریشان کئے تھا۔ وہ ڈرتا تھا کہ میرے گناہ نے مجھے خُدا سے الگ کردِیا ہے۔ خُدا نے مجھے چھوڑ دِیا ہے۔ الغرض اِن ہی تصورات میں وہ پتھریلی زمین پر لیٹ گیا۔ اُس کے اردگرد سوائے ویران پہاڑوں کے اور کچھ نہ تھا۔ اُس کے سر پر سوائے نیلگوں آسمان کے جس میں تارے جگمگارہے تھے اور کوئی شے نہ تھی۔ جونہی اُس کی آنکھ لگی۔ اُس نے دیکھا۔ کہ ایک عظیم نوُر اور اُجالا پَیدا ہُؤا۔ اور جہاں وہ پڑا تھا۔ وہاں سے

آسمان تک ایک زینہ لگا ہوا دکھائی دیا۔ اور فرشتے اُس پر سے چڑھتے اور اترتے ہیں۔ اُس زینہ کی انتہا پر جلال میں سے ایک محبت بھری آواز اُمید اور تزفی کا پیغام لائی یوں حضرت یعقوبؑ کی رُوح کی ضرورت اور خواہش پوری ہُئی کہ ایک شفیع موجود ہے۔ شادمانی اور شکرگزاری سے یعقوب نے اُس راہ پر نظر کی۔ جس سے وہ اپنے خُداوندِعالم کی قربت حاصل کرسکتا تھا۔ یہ عجیب سیڑھی جو اُس نے خواب میں دیکھی۔ خُداوند مسِیحؑ کو ظاہر کرتی تھی۔ کیونکہ وہی اِنسان اور خُدا کے درمیان قربت اور تعلّق پَیدا کرانے والا ذریعہ ہے۔

یہی وہ مثل تھی۔ جِسے خُداوند یسُوع مسِیحؑ نے نتنِ ایل سے کلام کرتے وقت بیان کیا تھا۔ کہ تم آسمان کو کُھلا اور خُدا کے فرشتوں کو

اوپر جاتے اور ابنِ آدم پر اُترتے دیکھوگے۔
یُوحنا ۱ : ۵۱۔ اِنسان نے مخرف ہوکر خُدا سے اپنا تعلّق قطع کرلِیا ہے۔ زمین کے تعلّقات آسمان سے منقطع ہوگئے تھے۔ اِس لئے خُدا اور انسان کے درمیان ایک بحرِ مفارقت پَیدا ہو گئی۔ اور اِس کی وجہ سے انسان خدا سے تعلقات قائم نہ رکھ سکتا تھا۔ مگر مسِیحؑ کے ذریعہ سے زمین کا تعلق پھر آسمان سے ہوگیا۔ اور مسِیحؑ نے اس خندق پر جو گناہ کی بدولت پیدا ہوگئی تھی۔ ایک پُل اپنی قدرتِ کاملہ سے بنادیا۔ تاکہ خدمت گزار فرشتے بنی آدم سے اتحاد و ربط رکھ سکیں۔ مسِیحؑ گرے ہوئے اِنسان کو اُس کی ناتوانی اور کمزوری میں لامحدود قدرت کو چشمہ سے جوڑدیتا ہے۔

اگر انسان گری ہُوئی نسلِ اِنسان کی مدد اور اُمید کے واحد چشمہ کو ترک کردے۔ تو اپنی ترقی کیلئے اسکے خواب بیکار ہیں۔ اور اِنسانیت کے اوج و معراج کے خیال رائیگاں ہیں۔ ہر اچھّی بخشش اور کامل انعام خُدا سے ہے۔ یعقوب ۱ : ۱۷۔ اُس سے الگ ہوکر حقیقی خصائل ناممکن ہیں۔ اور خُدا تک رسائی کا واحد طریقہ مسِیحؑ ہے۔ مسِیحؑ نے خود بھی فرمایا ہے۔ راہ، حق اور زندگی مَیں ہوں۔ کوئی میرے وسِیلہ کے بغیر باپ کے پاس نہیں آتا۔ یوحنّا ۱۴ : ۶۔

خُدا اپنے دنیوی فرزندوں (یعنی اِنسان) سے اَیسی محبت کرتا ہے۔ جو مَوت سے بھی زبردست ہے۔ اُس نے اپنے اِکلوتے بیٹے کو ہمارے بدلے میں دیکر آسمان کی تمام نعمتیں ایک ہی نعمت میں بخش دی ہیں۔ مسِیح کی

زندگی اور مَوت اور شفاعت پاک فرشتوں کی خدمت، روُحُ القدُس کی اِلتجا۔ خُدا جو اِن سب میں اور ان سب سے بلند کام کرتا ہے۔ آسمانی مخلوقات کی بے پایاں دلچسپی۔ یہ سب کُچھ اِسی مقصد سے ہے۔ تاکہ اِنسان نجات پائے۔

ذرا اُس عجیب و غریب قربانی پر جو ہمارے لئے کی گئی ہے۔۔ غور کریں۔ اور اُس محبت و جانفشانی کی قدر کریں۔ جو خدا گمراہ کو واپس لانے اور بچھڑے ہُوئے کو دوبارہ اپنے پاک گھر تک پہنچانے کے لئے کررہا ہے۔ اس سے بڑھ کر معقعل اسباب اور قوی ذرائع آج تک عمل میں نہیں لائے گئے۔ یہ راستبازی کے بیش بہا انعامات کہ آسمانی شادمانی، فرشتوں کی صحبت و قربت۔ خُدا اور اُس کے بیٹے کی نزدیکی اور محبت ہمیشہ کے لئے ہمارے اختیارات کی بے حد

سرفرازی اور کشادگی۔ کیا یہ تمام بیش بہا عنایات ہم کو مجبُور نہیں کرتی کہ ہم خالق ارع منجی کو محبّت بھرے دل کی خدمات پیش کریں!

اس کے برعکس گُناہ کے خلاف خُدا کے عدل و اِنصاف و فتویٰ کو ناگزیر سزا ہے اور ہمارے چال چلن کی رذالت اور آخرکار ابدی ہلاکت خُدا کے کلام میں ہمیں شیَطان کی خدمت سے آگاہ کنے کے لئے مزکوُر ہیں۔

کیا ہم خُدا کے رحم کی قدر نہ کریں؟ اِس سے زیادہ اور وہ کیا کرسکتا تھا ! پس ہمیں لاز ہے۔ کہ ضرور ہم اُس سے جِس نے ہم سے اَیسی محبت کی۔ گہرا تعلّق پیدا کریں جِتنے ذرائیع ہمارے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ ہم سب سے فائدہ اُٹھائیں۔ تاکہ ہم اُس کے ہمشکل

ہوجایئں اور خدمت کرنے والے فرشتوں سے تعلقات اور محبت میں بحال ہوں۔ اور خُدا اور اُس کے بیٹے کی قربت ہمیں حاصل ہو۔

باب ۳

توبّہ

ایک اِنسان کِس طرح خُدا کے سامنے راست ہوسکتا ہے؟ گنہگار کِس طرح راستباز بنایا جاستکا ہے؟ صرف یسُوع مسِیحؔ ہی کے وسیلہ سے ہم خُدا اور پاکیزگی سے میل رکھ سکتے ہیں لیکن ہم خُداوند یسُوع کے پاس کِس طرح پہنچ سکتے ہیں؟ بہت سے لوگ یہی سوال کررہے ہیں۔ جو نپتیکوست کے دِن گُناہ سے قائِل ہوکر لوگوں نے کیا تھا۔ اور وہ چَلّا اُٹھے تھے۔ ہم کیا کریں؟ پطرس کے جواب کا پہلا لفظ یہ تھا۔ توبہ کرو۔ دوسری مرتبہ تھوڑے عرصہ کے بعد اُس نے کہا۔ توبہ کرو۔ اور رُجوع لاؤ۔ تاکہ تمہارے گُناہ مٹائے جایئں۔ اعمال ۳: ۱۹۔

توبہ میں گناہ پر افسوس کرنا اور اُس سے مُنہ پھیرنا بھی شامِل ہے۔ ہم کبھی گُناہ کرنا نہ چھوڑینگے۔ جب تک ہم اُس کی بُرائی کو نہ دیکھیں۔ اور جب تک ہم دِل سے اُس سے علیحدہٰ نہ ہوجائیں۔ اُس وقت تک زندگی میں کوئی اصلی تبدیلی نہ ہوگی۔

بہت سے کوگ توبہ کے اصلی معنی سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں۔ بہت سے لوگ افسوس کرتے ہیں۔ کہ اُنہوں نے گُناہ کیا ہے۔ اور ظاہر اپنی حالت بھی درست کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ ڈرتے ہیں۔ کہ اُن کی بُری حرکت کی سزا اُن کو ملیگی۔ لیکن بائیبل کے معنی میں یہ توبہ نہیں ہے۔ جبکہ اُس نے دیکھا۔ کہ پیدائشِ کا حق ہمیشہ کے لئے اُس سے چھین لیا گیا ہے۔ بلعام نے اُس فرشتہ سے ڈر کر جو اُس راستہ میں ننگی تلوار لئے

کھڑا ہُؤا تھا۔ اپنے گناہ کا اِقرار کیا۔ تاکہ کہیں اُس کی جان نہ چلی جائے۔ لیکن گُناہ کے لئے کوئی سچی تَوبہ نہ تھی۔ نہ تو اپنے اِرادہ سے کوئی تبدیلی کی۔ اور نہ بُرائی سے نفرت کی۔ یہوُداد اسکریوتیؔ نے اپنے خُداوند کو پکڑوانے کے بعد کہا مَیں نے گناہ کیا۔ کہ بے قصور کو قتل کے لئے پکڑوایا۔ متی ۲۷ : ۴۔

اُس کی گناہگار روُح نے مُجرمی کے بھیانک احساس اور عدالت کی سزا کے خوف سے طوعاً و کرعاً اِقرار کیا۔ جو نتائج اُس کو اُٹھانا پڑینگے۔ اُس کے خیال نے اُس کو خوفزدہ کردِیا۔ لیکن اُس کی جان میں اِس امر کیلئے کہ اُس نے خُدا کے بیگناہ بیٹے کو پکڑوایا ہے۔ اور کہ اُس نے اِسرائیل کے متبرک کا اِنکار کیا ہے۔ حقیقی دِل شکستگی نہ تھی۔ فرعُون نے جبکہ عتابِ الہیٰ میں گرفتار تھا۔

اپنے گناہ کا اِقرار کیا۔ تاکہ وہ اور سزا سے بچ جائے۔ لیکن جونہی کہ مصیبتیں اور سزائیں روک دی گئیں۔ وہ خُدا کی مخالفت پھر کرنے لگا۔ اُن سب نے گناہ کے نتائج پر افسوس کیا۔ اور پشیمان ہُوئے۔ لیکن خود گناہ کے لئے رنجیدہ نہ ہُوئے۔

لیکن جب دِل خُدا کے رُوح کے اثر سے پگھل جاتا ہے۔ تو ضمیر تیز ہوجاتا ہے۔ اور خُدا کی پاک شریعت کا جو خُدا کی آسمانی اور دنیاوی بادشاہت کی بنیاد ہے کُچھ اندازہ کرتا ہے۔ حقیقی نُور جو ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔ جو دُنیا میں آنے کو تھا۔ یوُحنّا ۱ : ۹ ۔ رُوح پوشیدہ کمروں کو منّور کرتا ہے۔ اور تاریکی کی پوشیدہ چیزیں ظاہر ہوجاتی ہیں۔ دِل اور دماغ گناہ سے قائل ہوجاتے ہیں۔ گنہگار خُدا کی راستبازی کو محسوس کرتا

ہے۔ اور دِلوں کے تلاش کرنے والے کے سامنے اپنی گناہگاری اور ناپاکی میں حاضر ہونے سے ڈرتا ہے۔ وہ خُدا کی مُحبت، تقدیس کی خُوبی اور پاکیزگی کی خوشی کو دیکھتا ہے۔ وہ صاف کردئیے جانے اور خُدا سے ہمکلام ہونے کی آرزو رکھتا ہے۔

داؤدؔ نے جو دُعا اپنے گناہ کے بعد کی تھی۔ وہ گُناہ پر سچے افسوس کی ایک مثال ہے۔ اُس کی توبہ سچّی اور کامِل تھی۔ اُس نے اپنے گُناہ پر پردہ ڈالنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ اور نہ اُس نے آنے والی سزا سے بچ جانے کے لئے دُعا کی۔ داؤد نے اپنے گناہ کی وسعت کو دیکھا۔ اُس نے اپنی روُح کی ناپاکی کو دیکھا۔ اور اپنے گنُاہ سے نفرت کی۔ اُس نے صرف معافی ہی کے لئے نہیں۔ بلکہ دِل کی پاکیزگی کے لئے بھی دُعا کی۔ اُس نے

پاکیزگی کی خُوشی کے لئے خُدا سے مِل جانے کے لئے آرزو کی۔ اُس کی رُوح کی یہ زبان تھی۔ مبارک ہے وہ جِس کی خطا بخشی گئی۔ اور جس کا گُناہ ڈھانکا گیا۔ مبارک ہے وہ جس کی بدکاری کو خُداوند حساب میں نہیں لاتا۔ اور جس کے دِل میں مکّر نہیں۔ زبور ۳۲ : ۱،۲۔ اے خُداوند اپنی شفقت کے مطابق مُجھ پر رحم کر۔ اور اپنی رحمت کی کثرت کے مطابق میری خطائیں مٹّادے۔ میری بدی کو مُجھ سے دھو ڈال۔ اور میرے گُناہ سے مُجھے پاک کر۔ کیونکہ مَیں اپنی خطاؤں کو مانتا ہوں۔ اور میرا گُناہ ہمیشہ میرے سامنے ہے۔ مَیں نے فقط تیرا ہی گُناہ کیا ہے۔ اور وہ کام کیا ہے۔ جو تیری نظر میں بُرا ہے۔۔ تاکہ تو اپنی باتوں میں راست ٹھہرے۔ اور اپنی عدالت میں بے عیب رہے۔ دیکھ مَیں نے بدی میں صُورت پکڑی۔ اور مَیں گُناہ کی حالت

میں ماں کے پیٹ میں پڑا۔ دیکھ تُو باطن کی صفائی پسند کرتا ہے۔ اور باطن ہی میں مُجھے دانائی سکھائیگا۔ زوفے سے مُجھے صاف کر تُو مَیں پاک ہونگا۔ مُجھے دُھو اور مَیں برف سے زیادہ سفید ہونگا۔ مُجھے خُوشی اور خُرمی کی خبر سُنا۔ تاکہ وہ ہڈیاں جو تُو نے توڑ ڈالی ہیں۔ شادمان ہوں۔ میرے گُناہوں کی طرف سے اپنا مُنہ پھیر اور میری سب بدکاری مٹا ڈال۔ اے خُدا ! میرے اندر ایک پاک دِل پَیدا کر۔ اور میرے باطن میں ازسرِنُو مستقِیم رُوح ڈال۔ مُجھے اپنے حُضور سے خارج نہ کر۔ اور اپنی پاک رُوح کو مُجھ سے جُدا نہ کر۔ اپنی نجات کی شادمانی مُجھے پھر عنایت کر، اور مستعد رُوح سے مُجھے سنبھال۔ اے میرے خُدا ! اے میرے نجات بخش خُدا۔ مُجھے خُون کے جُرم سے چُھڑا۔

تو میری زبان تیری صداقت کا گیت گائے گی۔
زبُور ۵۱: ۱۴،۱

اَیسی تَوبہ کرنا ہماری طاقت سے باہر ہے۔ یہ مسِیحؔ سے حاصل ہوتی ہے۔ جو آسمان پر صعُود کر گِیا ہے۔ اور اُس نے اِنسانوں کو نعمتیں دی ہیں۔

اِسی جگہ ایک اور بات ہے۔ جہاں بہت سے لوگ غلطی کرتے ہیں۔ اور اِس وجہ سے وہ اُس مدد کو جو مسِیحؔ اُن کو دینا چاہتا ہے نہیں پاسکتے۔ وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ اُس وقت تک وہ مسِیحؔ کے پاس نہیں آسکتے جب تک وہ پہلے توبہ نہ کریں۔ اور کہ توبہ اُن کت گناہوں کو معافی کے لئے تیار کرتی ہے۔ یہ سچ ہے کہ توبہ معافی سے پہلے کی جاتی ہے۔ کیونکہ صرف تائب اور شکستہ دل ہی ایک

نجات دینے والے کی ضرورت کو محسوس کریگا۔ لیکن کیا گنہگار کو مسِیحؔ کے پاس آنے کے لئے اُس وقت کا اِنتظار کرنا چاہیئے۔ جب تک وہ توبہ نہ کرے؟ کیا توبہ گُنہگار اور نجات دینے والے کے درمیان ایک دیوار بناتی ہے

کتابِ مُقدّس یہ سکھاتی ہے۔ کہ گُنہگار کو مسِیحؔ کی دعوت قبول کرنے سے پیشتر توبہ کرنا چاہیئے۔ اے محنت اُٹھانے والے اور بوجھ سے دبے ہوئے لوگو ! سب میرے پاس آؤ۔ مَیں تم کو آرام دُونگا۔ متی ۱۱ : ۲۸۔ نیکی اور سچائی جو مسِیحؔ سے نکلتی ہے۔ سچّی توبی کی طرف مائِل کرتی ہے۔ پطرسؔ نے بنی اِسرائیل سے کلام کرتے وقت اِس حقیقت کو صاف کردیا۔ اُس نے کہا۔ اُسی کو خُدا نے مالک اور مُنجی ٹھہرا کر اپنے دہنے ہاتھ سے

سر بلند کیا۔ تاکہ اِسرائیل کو توبہ کی توفیق اور گُناہوں کی معافی بخشے۔ اعمال ۵: ۳۱۔ ہمارے لئے مسِیحؔ کے رُوح کے بغیر تَوبہ کرنا اُتنا ہی مشکل ہے۔ جتنا کہ بغیر مسیح کے گُناہ معافی پانا ہے۔

مسِیحؔ ہر اچھّی خواہش کا چشمہ ہے۔ صرف وہی دِل میں گُناہ سے دُشمنی پَیدا کرسکتاہے۔ سچائی اور پاکی کی ہر خواہش۔ ہمارے گناہوں کی ہر قابِئلیت اِس بات کی گواہی ہے۔ کہ اُس کا رُوح ہمارے دِلوں پر جنبش کر رہا ہے۔

خُداوند یسُوع نے کہا ہے۔ اور مَیں اگر زمین سے اُونچے پر چڑھایا جاؤنگا۔ تو سب کو اپنے پاس کھینچونگا۔ یوحنا ۱۲ : ۳۲۔ گنہگار پر یہ ظاہر کرنا چاہیئے۔ کہ خُداوند نجات دہندہ

ہے۔ جو دُنیا کے گُناہوں کے لئے مر رہا ہے۔ اور جب ہم خُدا کے برّہ کو کلوری کی صلیب پر دیکھتے ہیں۔ تو نجات کا راز ہمارے خیالات پر ظاہر ہونے لگتا ہے۔ اور خُدا کی مہربانی ہم کو توبہ کرنے کی طرف مائل کرتی ہے۔ گنہگار کے لئے جان دیکر مسِیح نے ایک ایسی محبت کا اِظہار کِیا۔ جِس کا سمجھنا مُشکل ہے اور جب گُنہگار اِس محبت کو دیکھتا ہے۔ تو یہ اُس کے دَل کو نرم کردیتی ہے۔ اُسکے دماغ پر اثر ڈالتی ہے۔ اور اُس کی رُوح میں افوسو اور ندامت بھر دیتی ہے۔

یہ سچ ہے۔ کہ لوگ بعض دفعہ اپنی غلطی کو کچھ چھوڑ دیتے ہیں اِس سے قبل کہ اُن کو خیال ہو کی وہ مسیح کی طرف کھینچے جاتے ہیں۔ لیکن کبھی کہ وہ اپنے آپ کو

سدھارنے کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ تو یہ
مسِیح کی طاقت ہی ہے۔ جو اُن کو کھینچتی
ہے۔ یہ اَیسا اثر ہے۔ جِس کا اُن کو خیال بھی
نہیں ہوتا۔ جو اُن کی رُوح پر کام کرتا ہے۔
اور ضمیر بیدار ہوجاتا ہے۔ اور ظاہری
زندگی بدل جاتی ہے۔ اور مسِیحؔ اُن کو کھینچتا
ہے۔ تاکہ وہ اُس کی صلیب کو دیکھیں۔ اور
اُس پر نظر ڈالیں۔ جِس کو کہ اُن کے گُناہوں
نے زخمی کِیا ہے۔ تو حُکم ضمیر کو جگا دیتا
ہے اُن کی زندگی کی بُرائی۔ اور انکی رُوح
کے گھرے گُناہ اُن پر ظاہر ہوتے ہیں۔ وہ
مسِیحؔ کی راستبازی کو کُچھ کُچھ سمجھنے
لگتے ہیں۔ اور چِلا اُٹھتے ہیں۔ گُناہ کیا چِیز
ہے۔ جو اپنے مظلوموں کی نجات کے لئے
اِسقدر قربانی طلب کرتا ہے۔ کیا یہ سب
محبّت، یہ سب مُصیبت، یہ سب ذِلّت اِسی لئے

درکار تھی۔ کہ ہم ہلاک نہ ہوجائیں۔ بلکہ حیاتِ جاودانی پائیں

گنہگار اِس محبّت کا مقابلہ کرسکتا ہے۔ اور یسُوع کی طرف کھینچے چلے آنے سے اِنکار کر سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ مقابلہ نہ کرے۔ تو وہ یسُوع کی طرف کھینچ جائیگا۔ اُس کو نجات حاصل کرنے کو علم گُناہ سے پشیمان کرکے صلیب کے پاس کھینچ لیجائیگا۔ جس کی وجہ سے خُدا کے پیارے بیٹے کو تکلیفیں اُٹھانا پڑیں۔

وہی خُدا کی دماغ جو قدرتی چیزوں پر کام کررہا ہے۔ آدمیوں کے دِلوں سے باتیں کررہا ہے۔ اور ناقابلِ بیان خواہش ایک ایسی چیز کے لئے پیدا کررہا ہے۔ جو اۃن کے پاس نہیں۔ دُنیا کی چِیزیں اُن کی خواہشوں کو پورا

نہیں کرسکتیں۔ خُدا کو رُوح اُن سے کہہ رہا ہے۔ کہ اَیسی چیز تلاش کرو۔ جس سے آرام اور اِطمینان مِل سکتا ہے یعنی مسِیحؑ کو فضل اور پاکیزگی کی خوشی۔ ظاہری اور پوشِیدہ ذریعوں سے ہمارا نجات دینے والا برابر آدمیوں کے خیالات کو گُناہ کی نہ سیر کرنے والی خُوشیوں سے اُن برکتوں کی طرف جو اُن کو کُدا سے ملینگی۔ اور جِن کو ذکر نہیں ہوسکتا۔ پِھیرنے کی پوری خواہش کرتا ہے۔ اُن سب لوگوں کو جو اس دُنیا کے ٹُوٹے ہُوئے کنوؤں سے پینے کی فضول کوشش کررہے ہیں۔ خُدا کو پیغام بھیجا جاتا ہے۔ اور جو پیاسا ہُو وہ آئے۔ اور جو کوئی چاہے آبِ حیات مُفت لے۔ مکاشفہ ۲۲ : ۱۷۔

آپ کو جو دِل میں ان چیزوں سے جو اس دنیا میإ مل سکتی ہیں۔ بڑھ کو خواہش رکھتے ہیں۔

چاہیئے کو اُس خواہش کو بطور خُدا کی آواز سمجھیں۔ جو رُوح سے کلام کررہی ہے۔ اُس کی کہیں کہ وہ آپ کو توبہ عطا کرے۔ مسِیحؑ کو اُس کی پُوری پاکیزگی اور بے اِنتہا مُحبّت میں ظاہر کرے۔ نجات دہندہ کی زندگی میں خُدا کے قانُون کے اصُول یعنی خُدا اور اِنسان سے محبت کرنا پُورے طوَر سے ظاہر ہوئے۔ اُس کی جان نیکی اور بیغرض مُحبّت سے معمُور تھی۔ جب ہم خُدا کو دیکھتے ہیں۔ اور جب نجات دہندہ کی روشنی ہم پر پڑتی ہے۔ تو ہم اپنے دِلوں کے گُناہ کو دیکھتے ہیں۔

ہم نیکوویمس کی طرح خیال کرکے اپنے کو خُوش کسکتے ہیں۔ کہ ہماری زندگی اِیمانداری سے بَسر ہوئی۔ اور ہمارا چال چلن ٹھیک ہے۔ اور یہ خیال کریں۔ کہ عام گنہگار کی طرح خُدا کے سامنے اپنے دِل کو منکسر بنانے کی

کوئی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن جب مسیح کی روشنی ہمارے دِلوں میں چمکتی ہے۔ تو ہم کو معلُوم ہوگا۔ کہ ہم کِس قدر ناپاک ہیں۔ اور خودغرض مقصد کو جو خُدا سے دُشمنی ہے۔ اور جِس نے زندگی کے ہر کام کو گندہ کردِیا ہے۔ ہم معلُوم کرینگے اور کہ ہماری راستبازی مثل گندی دھجی ہے۔ اور یہ کہ صرف میسح کا خوُن ہم کو گناہ کی گندگی سے صاف کرسکتا ہے۔ اور ہمارے دِلوں کو اپنی مانند بناسکتا ہے۔ خُدا کے جلال کی ایک کِرن۔ مسِیحؑ کی پاکیزگی کی ایک چمک، جان میں گھُس کر گندگی کی ہر جگہ کو بُری طرح ظاہر کردیتی ہے۔ اور اِنسانی خصلت کے نقائص کو عریاں کردیتی ہے یہ ناپاک خواہشوں اور دِل کی بےوفائی اور ہونٹوں کی گندگی کو افشا کردیتی ہے۔ گنہگار کی بےوفا حرکتیں خُدا کے احکام پر عمل نہ کرنے کے

سبب سے اُس پر ظاہر کردی جاتی ہیں۔ اور اُس کی رُوح رُوحُ القدُس کے تلاش کرنے والے اثر سے مصیبت زدہ ہوجاتی ہے اور وہ مسِیحہ کی پاک اور بےعَیب سیرت کو دیکھ کر اپنے آپ سے نفرت کرنے لگتا ہے۔

جب دانی ایل نبی نے اُس آسمانی فرشتہ کے جلال کو جو اُس کے پاس بھیجا گیا تھا۔ دیکھا۔ تو وہ اپنی کمزوری اور خامی کو خیال کرکے بہت افسُردہ ہُؤا۔ اِس عجیب منظر کا اثر بیان کرتے ہُوئے وہ کہتا ہے۔ مجھ میں تاب نہ رہی۔ کیونکہ میری تازگی پژمُردگی سے بدل گئ۔ اور میری طاقت جاتی رہی۔ دانی ایل ۱۰: ۸۔ جِس دِل پر اَیسا اثر پڑا ہو۔ وہ اپنی خودغرضی پر نفرت کریگا۔ اپنی خود ستائی سے متنفّر ہوگا۔ اور مسِیح کی راستبازی کے ذریعہ سے اپنے دِل کی پاکیزگی کی تلاش

کریگا۔ جو خُدا کی شریعت اور مسِیحؑ کے چال چلن کے موافق ہے۔

رسُول پولُوس کہتا ہے۔ کہ شریعت کے اِعتبار سے میں بے عیب تھا۔ فلپیوں ۳ : ۶۔ لیکن جہاں تک بیرونی رسومات کی پیروی کا تعلّق تھا وہ بےعیب تھا مگر جب شریعت کی رُوحانی حالت پر نظر ڈالی گئ۔ تو اُس نے اپنے آپ کو گنہگار پایا۔ اگر شریعت کے حرف کے نقطۂ سے دیکھا جائے۔ جَیسا کہ لوگ ظاہری زندگی سے منسوب کرتے ہیں۔ تو اُس نے گُناہ سے ضرورُ پرہیز کیا تھا۔ لیکن جب اُس نے خُدا کے پاک احکام کی اندرونی پاکیزگی پر نظر کی۔ اور اپنے کو اس طرح دیکھا۔ جِس طرح کہ خُدا نے اُس کو دیکھا تھا تو وہ انکساری کے ساتھ جُھک گیا۔ اور اپنے قصوروں کو تسلیِم کیا۔ ایک زمانہ

میں شریعت کے بغیر زندہ تھا۔ مگر جب حکم آیا۔ تو گُناہ زندہ ہوگیا۔ اور میں مرگیا۔ رومیوں ۷ : ۹۔ جب اُس نے شریعت کی رُوحانی حالت کو دیکھا تو گُناہ اپنی اصل خوفناکی میں ظاہر ہُؤا۔ اور اُس کی نخوت جاتی رہی۔

خُدا ہر ایک گُناہ کو برابر خیال نہیں کرتا۔ اُس کے خیال میں اِنسان کی طرح گُناہ کے مدراج ہیں۔ گو اِنسان کی نظر میں یہ یا وہ گُناہ کِتنا ہی چھوٹا کیوں نہ معلوُم ہو۔ مگر کوئی گُناہ خُدا کے سامنے چھوٹا نہیں۔ اِنسان کی رائے یکطرفہ اور نامکمّل ہے۔ لیکن خُدا ہر شخص کی قدر اُتنی ہی کرتا ہے جسکا وہ مستحق ہے۔ شرابخور حقِیر سمجھا جاتا ہے۔ اور اُس سے کہا جاتا ہے۔ کہ اُس کے گُناہ اُس کو آسمان میں داخل ہونے نہ دینگے۔ لیکن اُس کے غروُر، خودغرضی اور حرص کے

خلاف اکثر کچھ نہیں کہا جاتا ہے۔ مگر یہ
اَیسے گُناہ ہیں ۔جِن سے خُدا کو خصُوصاً
نفرت ہے۔ کیونکہ یہ خُدا کی پاک سیرت۔ اور
اُس بےلوث محبّت کے جو گری ہُوئی دُنیا کی
گویا ہَوا کے خلاف ہیں۔ جو کوئی گُناہ میں
پڑتا ہے۔ ممکن ہے کہ اُس کو اپنی شرم اور
مُفلسی کو خیال پَیدا ہو۔ اور مسِیحؔ کی مدد
ضرُورت محسوس ہو۔ لیکن غرُور کو کسی
کی ضرُورت محسوس نہیں ہوتی۔ اور اِس
لئے وہ دل کو مسِیحؔ اور اِن بےاِنتہا برکتوں
کے خلاف جن کو مسِیحؔ دیے کے لئے آیا تھا۔
بند کرلیتا ہے۔

اُس بےچارے محصُول لینے والے نے یہ دُعا
کی۔ خُدا مُجھ گنہگار پر رحم کر۔ اُس نے
اپنے کو ایک بہت بُرا آدمی خیال کیا تھا۔ اور
دوُسرے بھی اِسی خیال سے اُس پر نظر

کرتے تھے۔ لیکن اُس نے ضرورُت کو محسُوس کیا۔ اور اپنے قصوُر اور شرم کا بوجھ لیکر وہ خُدا کے سامنے آیا۔ اور اُس کے رحم کا خواستگار ہُؤا۔ اُس کا دِل خُدا کے رُوح کے لِئے کُھلا ہُؤا تھا۔ تاکہ وہ اپنے فضل کا کام کرے۔ اور اُس کو گُناہ کے پنجہ سے رہائی دے۔ فریسی کی ڈھینگ اورخودداری سے بھری ہُوئی دُعا سے ظاہر ہُؤا۔ کہ اُس کا دل پاک رُوح کے اثر کے لئے بند تھا۔ کیونکہ وہ خُدا سے دُور تھا۔ اِس لئے اُس کو خُدا کی پاکیزگی کے مقابلہ میں اپنی پاکیزگی کو کوئی خیال نہ ہُؤا۔ اُس نے کوئی ضرورُت محسُوس نہ کی۔ اور اُس کو کچُھ نہ مِلا۔

اگر آپ گُناہ کو دیکھیں۔ تو اپنے آپ کو اور اچھّا بنانے کو اِنتظار نہ کریں۔ اکثر ایسے لوگ ہیں۔ جو اپنے آپ کو مسِیحؑ کے قریب

لانے کے قابل نہیں سمجھتے۔ کیا آپ صرف
اپنی کوشش اچھّا بننے کی اُمید کرتے ہیں
حبشی اپنے چمڑے کو یا تیندوا اپنے داغوں
کو بدل سکے تو تم بھی نیکی کرسکوگے جو
بدی کے عادی ہو۔ میاہ ۱۳ : ۲۳۔ صرف خُدا
ہی ہماری مدد کرسکتا ہے۔ ہمیں اِس سے
زیادہ نصیحت اور اِس سے اچھّے موقعوں
اور اِس سے زیادہ پاک طبیعتوں کو اِنتظار نہ
کرنا چاہیئے۔ ہم خود کچُھ نہیں کرسکتے۔ جِس
طرح کہ ہم ہیں۔ اُسی طرح ہم کو مسِیحؔ کے
سامنے آنا چاہیئے۔

لیکن کِسی کو اِس خیال سے اپنے کو دھوکا نہ
دینا چاہیئے۔ کہ خُدا چونکہ نہایت رحیم اور
کریم ہے۔ اِس لئِے وہ اُن لوگوں کو بھی جو
اُس کی بخششوں کو قبول کرنے سے انکار
کتدیتے ہیں بچالیگا۔ گُناہ کی اہمیت کا اندازہ

صلیب ہی کو مدّنظر رکھ کر ہوسکتا ہے۔ جب
لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ خُدا اتنا زیادہ کریم ہے۔
کہ وہ گنہگار کو نکال باہر نہ کریگا۔ تو اُن کو
چاہیئے۔ کہ کوہ کلوری پر نظر کریں۔ مسِیحؔ
نے اپنے اُوپر نافرمانوں کو گناہ اِس لئے
اُٹھالیا۔ اور گنہگاروں کے واسطے اپنے جان
دی۔ کیونکہ بغیر اس قربانی کے نسلِ انسانی
کے بچنے کا کوئی اور طریقہ نہ تھا۔ گُناہ کی
طاقت سے بچنا محال تھا اور پاک فرشتوں
سے ملنا ناممکن تھا۔ اور اُن کے لئے پھر
رُوحانی زندگی میں شرکت کرنا بعیدالقیاس
تھا۔ خُدا کے بیٹے کی محبّت۔ تکلیف اور مَوت
گُناہ کی خوفناکی کے گواہ ہیں۔ اور ان سے
ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اپنے آپ کو مسِیحؔ کے
حالے کئے بغیر گُناہ سے بچنا ممکن نہیں،
اور نہ نیک زندگی کی کوئی اُمید ہے۔

غیر تائب لوگ بعض وقت اُن لوگوں کی طرف جو اپنے کو مسِیحی خیال کرتے ہیں۔ اشارہ کرکے یہ بہانہ کرتے ہیں۔ مَیں وَیسا ہی اچھّا ہوں۔ جیسا کہ ہو ہے وہ لوگ مُجھ سے زیادہ اپنے طوَر و طریقوں میں پرہیزگار۔ عابد اور متّقی نہیں ہیں۔ وہ لوگ میری ہی طرح عیش و عشرت کو پسند کرتے ہیں۔ اِس طرح وہ دوُسروں کے قصور کو اپنے فرائض نہ انجام دینے کا بہانہ بناتے ہیں لیکن دوُسروں کے گُناہ اور خرابیاں کِسی کے لئے بہانہ نہیں ہوسکتیں۔ کیونکہ خُداوند نے ہم کو غلطی کرنے والا انسانی نمونہ نہیں دِیا ہے۔ بلکہ خُد کا معصوم ہم کو بطور نمونہ دِیا گیا ہے۔ اور جو اُن لوگوں کی جو اپنے آم کو مسِیحی کہتے ہیں۔ چال چلن کی شکایت کرتے ہیں۔ اُنہیں لوگوں کو بہترین زندگی اور اعلیٰ ترین مثالیں دینی چاہیئے۔ اگر اُن لوگوں کو خیال

ہے کہ مسِیحی معیار اِس قدر بلند ہوتا ہے۔ تو کیا اُن کا اپنا گُناہ اتنا زیادہ نہیں؟ وہ جانتے ہیں کہ درست کیا ہے۔ اور اس پر بھی وہ ایسا کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

اِلتوا اور ٹال مٹول سے خبردار رہیں۔ اپنے گُناہوں کو ترک کے اور مسِیحؑ کے ذریعہ سے دِل کی پاکیزگی کی تلاش کرنے میں پس و پیش نہ کریں۔ یہی بات ہے۔ جہاں ہزاروں نے غلطی کی ہے۔ اور دائمی نقصان پایا ہے۔ مَیں یہاں زندگی کی کمی اور بے ثباتی کا کچُھ ذکر نہیں کرونگی۔ لیکن بہت زیادہ خطرہ ہے۔ جو زیادہ سمجھا نہیں گیا۔ خُدا کے پاک رُوح کا کہنا ماننے میں دیر کرنے اور گناہ میں رہنے کا خطرہ ہے۔ کیونکہ دراصل یہ دیر ہی ہے۔ گُناہ کو چاہے کِتنا ہی چھوٹا خیال کریں۔ اِس میں بے اِنتہا نقصان اُٹھانے کا

خطرہ ہے۔ جِس پر ہم غالب نہ آسکیں گے۔ وہ ہم پر غالب آئےگا۔ اور ہم کو تباہ کردیگا۔

آدم اور حوّا نے یہ خیال کیا۔ کہ منع کئے ہُوئے پھل کھانے سے جو اَیسی معمولی بات تھی۔ اَیسا خوفناک نتیجہ نہ ہوگا۔ جَیسا کہ خُدا کہا ہے۔ لیکن یہ معمولی بات ہی خۃدا کی پاک اور لاتبدیل شریعت سے نافرمانی کا گُناہ تھا۔ اور اُس نے اِنسان کو خُدا سے جُدا کردیا۔ اور مَوت اور ناقابلِ ذکر مُصیبت کے طوفانی دروازوں کو دُنیا پر کھول دِیا۔ ہر ایک زمانہ میں ہماری دُنیا سے ماتم کی آواز برابر اُوپر گئی ہے۔ اور تمام خلائقِ اِنسانی کی نافرمانی کے سبب سے درد سے آہیں بھرتی ہے۔ خوُد آسمان نے بھی اِنسان کی نافرمانی کا اثر معلوُم کیا ہے۔ کلوری اِس عجیب قربانی کی ایک یادگار ہے۔ جو الہیٰ شریعت کی نافرمانی

کے کفّارہ کے لئے کی گئی پس کوئی شخص
گُناہ کو ایک معمولی بات نہ سمجھے۔

تجاوز کے ہر عمل اور مسِیحؔ کو ہر فضل کے اِنکار کا بُرا اثر آپ پر ہوتا ہے۔ یہ آپ کے دِل کو سخت کرتا ہے۔ آپ کی خواہشوں کو ذلیل کرتا ہے۔ سمجھ کو بےکار کرتا ہے۔ اور آپ کو خُدا کے پاک رُوح کے کہنے پر عمل کرنے کے قابل نہیں چھوڑتا۔

بہت لوگ پریشان ضمیر کو اِس خیال سے سکون دیتے ہیں۔ کہ جب کبھی وہ چاہیں گے وہ بُری حرکت کو چھوڑ دینگے۔ وہ رحم کی دعوت کو مذاق اُڑاسکتے ہیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ اُس سے مؤثر بھی ہوسکتے ہیں۔ وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ فضل کی رُوح کو حقیر سمجھنے کے بعد اور اپنے اثر کو شیَطان کی

جانب ڈالنے کے بعد بھی خوفناک مشکل کے وقت وہ اپنے طریقہ کو بدل سکتے ہیں۔ لیکن آسانی سے یہ ممکن نہیں ہوتا۔ زندگی بھر کے تجربہ یعنی تعلیم نے ہم کو اَیسے سانچہ میں ڈھال دیا ہے۔ کہ بہت کم لوگوں میں یسُوع مسِیحؔ کی صورت کو قبول کرنے کی خواہش باقی رہ جاتی ہے۔

یہانتک کہ چال چلن کی ذرا سی خرابی گُناہ کی ایک معمولی خواہش جِسے دِل میں پالا جائے آخر میں مسِیحؔ کی خوشخبری کے کُل اثر کو مٹادیگی۔ ہر بُری حرکت خُدا کی طرف انسانی رُوح کی نفرت کو اور مضبُوط کردیتی ہے۔ جو شخص منکرانہ دلیری یا الہیٰ سچائیوں کی طرف منکرانہ رویہ دِکھاتا ہے۔ اَیسا شخص صرف وہ فصل کاٹ رہا ہے کہ جِس کا بیج اُس نے خود بویا ہے۔ تمام کتابِ

مُقدّس میں اِس سے بڑھ کر اور کوئی خوفناک آگاہی نہیں۔ جو عقلمند شخص نے بُرائی کو ایک معمولی بات سمجھنے کے متعلّق کی ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں گنہگار اپنے ہی گُناہ کی رسیوں سے جکڑا جائیگا۔ امثال ۵ : ۲۳۔

مسِیحؑ ہم کو گُناہ سے آزادی دینے کے لئے تیار ہے۔ لیکن وہ ہم کو مجبوُر نہیں کرتا اور اگر باربار تجاوز کرنے سے خوُد ہماری مرضی بُرائی کرنے پر آمادہ ہے اور ہم آزادی حاصل کرنا نہیں چاہتے۔ اور اگر ہم اُس کا فضل نہیں چاہتے۔ تو وہ اور کیا کرسکتا ہے؟ ہم نے اُسکی محبت کو باربار رد کرکے اپنے آپ کو تباہ کردِیا ہے۔ دیکھو اب قبولیت کا وقت ہے۔ دیکھو یہ نجات کو دِن ہے۔ ۲ کرنتھیوں ۶ : ۲۔ اگر تُم آج اُس کی آواز سُنو۔

تو اپنے دِلوں کو سخت نہ کرو۔ عِبرانیوں ۳ : ۸،۷

کیونکہ آدمی ظاہر کو دیکھتا ہے۔ لیکن خُداوند دل پر نظر رکھتا ہے۔ اسموئیل : ۷۔ اِنسانی دِل مع اپنے متنازع جذبات رنج اور خوشی کے۔ ڈانواڈول اور مُبّدل ہے۔ وہ بڑی ناپاکی اور فریب کا گھر ہے۔ خۃداوند اُس کی خواہشوں سے واقف ہے۔ اور اُس کے تمام مقاصد و اغراض جانتا ہے۔ خُدا کے پاس اپنے رُوح کی تمام خرابیوں کے ساتھ جائیں۔ مثل حضرت داؤد کے اپنی رُوح کو پوُری طرح تمام چیِزوں کو دیکھنے والے خُدا کے سامنے کھول دیں۔ اور یہ کہیں۔ اے خُدا ! تُو مجھے جانچ اور میرے دِل کو پہچان، مُجھے آزما اور میرے خیالوں کو جان لے اور دیکھ کہ مُجھ میں کوئی بُری روش تو نہیں۔ اور مجھ

کو ابدی راہ میں لے چل۔ زبُور ۱۳۹ :
۲۳،۲۴۔

بہت لوگ اَیسے ہیں۔ جو ذہنی مذہب اِختیار کرتے ہیں۔ جو دینداری کو وضع تو ہے مگر اس سے اُن کا دِل صاف نہیں ہوتا۔ آپ کی دُعا یہ ہونا چاہیئے۔ اے خُدا میرے اندر پاک دِل پَیدا کر اور میرے باطن میں ازسرِنَو مستقیم رُوح ڈال۔ زبُور ۵۱ : ۱۰۔ اپنے رُوح سے ایمانداری سے پیش آئیں۔ ٹھیک اِسی طرح اِستقلال اور سرگرمی سے کام لیں۔ جِس طرح کہ آپ اُس وقت کرینگے۔ جبکہ آپ کی دنیاوی زندگی خطرہ میں ہو۔ یہ ایک اَیسا معاملہ ہے۔ جو آپ کو اپنی رُوح کے اور خُدا کے درمیان طے کرنا ہوگا۔ اور اُس کو ہمیشہ کے لئے طے کرنا ہوگا۔ ایک خیالی اُمید اور صرف خیالی اُمید آپ کی تباہی کا باعث ہوگی۔

خُدا کے کلام کو دُعا کے ساتھ پڑھیں۔ وہ کلام خُدا کی شریعت اور مسِیحؔ کی زندگی کی صوُرت میں آپ کے سامنے تقدس کے بڑے اصُول کو پیش کرتا ہے۔ جِس کے بغیر کوئی شخص خُداوند کو نہ دیکھیگا۔ عِبرانیوں ۱۲ : ۱۴۔ یہ گُناہ سے قائل کرتی ہے۔ اور صاف صاف نجات کے راستہ کو ظاہر کرتا ہے۔ اُس کا ایسا خیال کریں کہ گویا یہ خُدا کی آواز ہے۔ جو آپ کی رُوح سے باتیں کررہی ہے۔

جب آپ گُناہ کی سنگینی کو دیکھیں۔ اور جب اپنے آپ کو ویسا ہی دیکھیں۔ جَیسا کہ آپ ہیں۔ تو آپ نااُمید نہ ہوجائیں۔ کیونکہ مسِیحؔ صرف گنہگاروں کو بچانے کے لئے آیا۔ ہمیں خُدا کو اپنے سے میل کرانا نہیں۔ بلکہ۔ اے عجیب محبّت،۔ ۔ ۔ خُدا نے مسِیحؔ میں ہو کر اپنے

ساتھ دُنیا کا میل ملاپ کرلیا۔ ۲ کرنتھیوں ۵ :
۱۹۔ وہ اپنی نرم مُحبّت سے اپنے غلطی
کرنے والے بچوں کے دِلوں کو اپنی طرف
لارہا ہے۔ کوئی دنیاوی والدین اپنے بچوں کی
غلطیوں اور قصُورں کے ساتھ اِس طرح صبر
سے نہیں پیش آسکتے۔ جِس طرح کہ خدُا اُن
سے پیش آتا ہے۔ جن کو کہ وہ بچانا چاہتا ہے۔
گنہگار کی خُدا سے بڑھ کر کوئی اور دوسرا
اتنی منت نہیں کرسکتا۔ کِسی اِنسان کے لب
سے اِس سے بڑھ کر منت و سمجت نہیں
نِکلی۔ جتنی کہ خُدا کے لبوں سے اِنسان کے
لئے نِکلی ہے۔ اِس طرح آجتک کِسی اِنسان
نے نہیں کیا۔ اُس کے تمام وعدے اور آگاہیاں
صرف اِس محبت کی وجہ سے ہیں۔ جِس کا
کہ بیان کرنا ناممکن ہے۔

جب شیَطان آپ سے یہ کہے۔ کہ آُپ بڑے
گنُہگار ہیں۔ تو آپ اپنے نجات دینے والے کی
طرف دیکھیں۔ اور اُس کی مہربانیوں کا ذکر
کریں۔ جو چیز آپ کی مدد کریگی۔ وہ اُس کی
روشنی کی اَُمید ہے۔ اپنے گُناہ کا اِقرار کریں۔
لیکن دُشمن سے کہیں۔ کہ یسُوع مسِیحؔ دنیا میں
گنہگاروں کو نجات دینے کے لئے آیا ہے۔ ۱
تھمیتھیس ۱ : ۱۵۔ اور یہ کہ اُس کی بے مثل
مُحبّت سے آپ بچ سکتے ہیں۔ مسِیحؔ نے
شمعُون سے ایک سوال دو قرضداروں کے
متعلّق کیا تھا۔ ایک اپنے مالک کا تھوڑے سے
روپیہ کا قرضدار تھا۔ اور دُوسرا بہت سے
روپیہ کا قرضدار تھا۔ لیکن اُس نے دونوں کو
قرض معاف کردِیا اور خُداوند مسِیحؔ نے
شمعُون سے پُوچھا۔ کہ کون قرضدار اپنے
مالک کو سب سے زیادہ پیار کریگا۔ شمعُون
نے جوب دِیا۔ وہ جِسے اُس نے زیادہ بخشا۔

لوُقا ۷ : ۴۳۔ ہم بہت گنہگار تھے۔ لیکن مسِیحؔ
نے اپنے جان دیدی۔ تاکہ ہم معافی پاہیں۔ اُس
کی قربانی ہمارے عوض باپ کے سامنے
پیش کئے جانے کے لئے کافی ہے۔ جن
لوگوں کو اُس نے سب سے زیادہ معافی
بخشی ہے۔ وہ اُس کو سب سے زیادہ پیار
کرینگے۔ اور اُس کی بڑی مُحبّت اور بے اِنتہا
قربانی کی حمد کرنے کے لئے اُس کے تخت
کے بہت نزدیک کھڑے ہونگے۔ جِس وقت ہم
پُورے طَور پر خُدا کی محبت کو سمجھیں
گے۔ صرف اُسی وقت ہم گُناہ کی سنگینی کا
پُورا اندازہ کرسکیں گے۔ جب ہم اُس زنجیر
کی لمبائی کو دیکھتے ہیں۔ جو ہمارے لئے
اُتاری گئی تھی۔ جب ہم اُس بے اِنتہا قربانی کو
سمجھتے ہیں۔ جو مسِیحؔ نے ہمارے واسطے
دی۔ تو دِل اُنس اور پشیمانی سے پسیج جاتا
ہے۔

باب ۴

اِقرار

جو اپنے گُناہوں کو چُھپاتا ہے کامیاب نہ ہوگا۔ لیکن جو اُن کا اِقرار کرکے اُن کو ترک کرتا ہے۔ اُس پر رحمت ہوگی۔ اِمثال ۲۸ : ۱۳۔

خُدا کا رحم حاصل کرنے کی شرائط ۔ آسان، درست۔ اور مناسب ہیں۔ خُداوند یہ نہیں چاہتا۔ کہ ہم کوئی تکلیف دہ کام کریں۔ تاکہ ہمارے گُناہوں کی معافی ہو۔ ہمارے لئے اِس کی ضرُورت نہیں۔ کہ ہم دُور دراز سفر کریں۔ یا کوئی تکلیف دہ کفّارہ دیں۔ تاکہ اپنی رُوح کو آسمانی خُدا کے سُپرد کریں۔ یا اپنے گُناہوں پر صرف افسوس کریں۔ بلکہ وہ شخص جو اپنے

گُناہوں کا اِقرار کرتا ہے۔ اور اُن کو ترک
کرتا ہے۔ معافی پائے گا۔

رسُول کہتا ہے۔ کہ تُم آپس میں ایک دُوسرے
سے اپنے گُناہوں کا اِقرار کرو۔ اور ایک
دُوسرے کیلئے دُعا مانگو۔ تاکہ شِفا پاؤ۔ یعقوب
۵ : ۱۶۔ اپنے گُناہوں کا خُدا کے سامنے اِقرار
کریں۔ صرف وہی اُن کو عصُو کرسکتا ہے۔
اور اپنے قصورُوں کا ایک دُوسرے سے
اقرار کریں۔ اگر آپ نے اپنے کِسی دوست یا
پڑوسی کو ناخوش کِیا ہے۔ تو آپ کو اپنے
غلطی تسلیم کرنا چاہیئے۔ اور یہ اُس کا فرض
ہے۔ کہ وہ معاف کتسے۔ پھر آپ کو خُدا سے
معافی مانگنا چاہیئے۔ کیونکہ جِس بھائی کو آُ
نے زخمی کِیا ہے۔ وہ خُدا کا مال ہے۔ اور اُس
کو نقصان پہنچانے میں آپ نے اُس کے پَیدا
کرنے والے اور نجات دینے والے کے خلاف

گُناہ کیا ہے۔ مقدمہ صرف ایک سچّے درمیانی
کے سامنے پیش ہوتا ہے۔ یعنی ہمارے بڑے
سردار کاہن کے سامنے جو سب باتوں میں
ہماری طرح آزمایا گیا۔ تاہم بیگناہ رہا۔ اور جو
ہماری کمزوریوں میں ہمارا ہمدرد ہے۔
عِبرانی ۴ : ۱۵۔ اور بُرائی کے دھبّہ سے
صاف کرسکتا ہے۔

جن لوگوں نے اپنے گُناہوں کا اِقرار کرتے
ہُوئے اپنے آپ کو خُدا کے سامنے فروتن نہیں
بنایا ہے۔ اُنہوں نے اب تک قبولیت کی پہلی
شرط کو پُورا نہیں کیا ہے۔ اگر ہم کو اس توبہ
کا تجربہ نہیں ہُؤا ہے۔ جس کا ہم کو افسوس
نہیں ہوتا ہے۔ اور رُوح کی سچی انکساری
اور دِل کی شکستگی کے ساتھ ہم نے اپنے
گُناہوں کا اِقرار نہیں کیا ہے۔ اور اپنے بُرائی
کو نفرت سے نہیں دیکھا ہے۔ تو ہم نے سچ

مُچ گُناہ کی معافی کی کبھی کوشش نہیں کی۔ اور اگر ہم نے کبھی کوشش نہیں کی۔ تو ہم نے کبھی خُدا سے اِطمینان حاصل نہیں کیا۔ صرف یہی وجہ ہے۔ کہ ہمارے زمانہ ماضی کے گُناہ معاف نہیں ہوئے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ہم اپنے دِل کو مُنکسر بنانے کیلئے اور سچائی کے کلام کے مطابق عمل کرنے پر تیار نہیں۔ اِس امر کے مُتعلّق صاف ہدایت دی گئی ہے۔ گُناہ کا اِقرار چاہے وہ عام طَور سے کِیا جائے۔ یا پوشیدگی میں دِل سے ہونا چاہیئے۔ اور نہ اس کو بےپروائی سے کرنا چاہیئے۔ گُناہ کا اِقرار جو دِل سے کیا جاتا ہے۔ وہ بےحد رحم و کرم والے خُدا تک پہنچتا ہے۔ حضرت داؤد فرماتے ہیں۔ خُداوند شکستہ دِلوں کے نزدیک ہے۔ اور خستہ جانوں کو بچاتا ہے۔ زبور ۳۴ : ۱۵۔

گُناہ کا سچّا اِقرار ہمیشہ معّین ہوتا ہے۔ جس سے کِسی خاص گُناہ کا اِقرار کیا جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ وہ اَیسا نہ ہو۔ جو صرف خُدا کے سامنے کیا جانا چاہیئے۔ اَیسے گُناہ بھی ہوتے ہیں۔ جن کا اِقرار اُن لوگوں سے کرنا چاہیئے۔ جن کو اُن سے نقصان پہنچا ہے۔ یا ممکن ہے کہ وہ گُناہِ عامہ ہوں اور اِس آخری حالت میں اُن کا عام طَور سے اِقرار کرنا چاہیئے۔ جو آپ سے واقعی سرزد ہُوئے ہیں۔

سموئیل نبی کے زمانہ میں اِسرائیلی لوگ خُدا کی راہ سے ہٹ گئے تھے۔ وہ گُناہ کے نتائج برداشت کررہے تھے۔ کیونکہ اُن کا اِیمان خُدا پر سے جاتا رہا تھا۔ اور اُس کی اُس قُوّت اور عقلمندی کا جِس سے وہ قومَوں پر حکوُمت کرتا ہے۔ اُن کو کچُھ امتیاز باقی نہ رہا۔ اور نہ اُن کو یہ بھروسا رہا تھا کہ اُس میں اپنے کام

کو بچانے اور سچا ثابت کرنے کی طاقت قائِم ہے۔ وہ کائنات کے حُکمران سے پھر گئے۔ اور چاہتے تھے۔ کہ اُن پر اُن قوموں کی طرح حَکوُمت کی جائے۔ جو اُن کے گرد تھیں۔ قبل اِس کے کہ اُن کو اِطمینان حاصل ہو۔ یہ صاف صاف اِقرار کرنا پڑا۔ ہم نے اپنے سب گُناہوں پر یہ شرارت بھی بڑھادی۔ کہ اپنے لئے ایک بادشاہ مانگا۔ ۱۔ سموئیل ۱۲ : ۱۹۔ اُن کو ٹھیک اُسی گُناہ کا اِقرار کرنا پڑا۔ جو اُن سے سرزد ہُؤا تھا۔ اُن کی ناشکرگزاری نے اُن کی رُوح کو تکلِیف دی اور اُن کو خُدا سے جُدا کردِیا۔

سچی تَوبہ اور اصلاح کے بغیر خُدا اِقرار کو قبول نہ کریگا۔ زندگی میں نمایاں تبدیلیاں ہونی چاہیئے۔ ہر چِیز جِس سے خُدا ناخوش ہے ترک کردینی چاہیئے۔ جو کام ہم لوگوں کو

کرنا ہے۔ وہ بخوبی ہمارے سامنے پیش کیِا گیا
ہے۔ اپنے آپ کو دھوؤ۔ اپنے آپ کو پاک کرو۔
اپنے بُرے کاموں کو میری آنکھوں کے
سامنے سے دُور کرو۔ بدفعلی سے باز آؤ۔
نیکی سِیکھو۔ اِنصاف کے طالب ہو۔ مظلوُموں
کی مدد کرو۔ یتیموں کی فریاد رسی کرو۔ بیوہ
عورتوں کے حامی ہو۔ یسعیاہ ۱۶ : ۱۷۔ اگر
شریر گِرَد واپس کردے اور جو اُس نے لُوٹ
لیا ہے واپس دے دے اور زندگی کے آئین پر
چلے۔ اور ناراستی نہ کرے۔ تو وہ یقیناً زندہ
رہیگا۔ وہ نہیں مریگا۔ حزتی ایل ۳۳ : ۱۵۔
توبہ کا ذکر کرتے ہُوئے پولوُس رسُول کہتا
ہے پس ۔ ۔ ۔ ۔ اِسی بات نے کہ تُم خُدا پرستی
کے طَور پر غمگین ہُوئے تم میں کِس قدر
سرگرمی اور عُزر اور خفگی اور خوف اور
اِشیاق اور جوش اور اِنتقام پیدا کِیا۔ تم نے ہر

طرح سے ثابت کردیکھایا۔ کہ تم اِس امر میں بری ہو۔ ۲ کرنتھیوں ۷ : ۱۱۔

جِس وقت گُناہ اِخلاقی ضمیر کو بےحِس کردیتا ہے۔ تو گُنہگار اپنے چال چلن کی خرابی کو نہیں دیکھتا۔ اور نہ اُس بُرائی کی سنگینی کو جو اُس نے کی دیکھتا ہے۔ اور جب تک پاک رُوح کی قائل کرنے والی قُوّت سے وہ زیر نہیں ہوجاتا۔ وہ اپنے گُناہ کی طرف سے قریب اندھا رہتا ہے۔ اور اُس کا اِقرار سچّا اور سرگرم نہیں ہوتا۔ وہ اپنے گُناہ کے ہر اِقرار کے ساتھ ساتھ عزر پیش کرکے کہتا ہے۔ کہ اگر یہ بات نہ ہوتی۔ یا وہ بات نہ ہوتی۔ تو مَیں یہ نا کرتا اور وہ نہ کرتا۔ جِس کے لئے لوگ اُس کو بُا بھا کہتے ہیں۔

آدم اور حوّا اُس ممنُوعہ پھل کو کھانے کے بعد بہت گھبرائے۔ اور شرمندہ ہُوئے۔ اُن کو سب سے پہلے یہ فِکر ہُوئی کہ کِس طرح اپنے گُناہ کا عزر پیش کریں۔ اور مَوت کی خَوفناک سزا سے بچ جائیں۔ جب خُداوند نے اُن کے گُناہ کے مُتعلّق پُوچھا۔ تو آدم نے جواب دِیا۔ جِس میں اُس نے کچُھ الزام خُدا پر رکھا۔ اور کُچھ اپنے ساتھی پر۔ جِس عَورت کو تُو نے میرے ساتھ کِیا ہے۔ اُسی نے مُجھے اُس درخت کا پھل دِیا۔ اور مَیں نے کھایا۔ عَورت نے سانپ پر الزام رکھّا اور کہا۔ سانپ نے مُجھ کو بہکایا اور مَیں نے کھایا۔ پیدائش ۳ : ۱۲، ۱۳۔ تُو نے سانپ کو کیوں بنایا؟ تو نے اُس کو باگِ عدن میں کیوں آنے دِیا؟ یہ سب سوالات تھے۔ جو اُس کے گُناہ کے عُزر میں چُھپے ہُوئے تھے۔ اور اِس طرح اُنہوں نے اپنی بربادی کا خُدا کو ذمہ دار ٹھہرایا

اپنے آپ کو نیک ٹھہرانے کی رُوح جُھوٹوں کے باپ سے شروع ہوئی۔ اور آدم کے سب بچّوں میں ظاہر ہوتی رہی ہے۔ اِس قِسم کے اِقرار خُدا کے رُوح سے نہیں ہوتے ہیں۔ اور نہ خُدا کو پسند آتے ہیں۔ سچی توبہ اِنسان کو قائل کریگی کہ وہ اپنے آپ کو اپنے گُناہ کو قصُوروار گردانے اور ریاکاری اور دھوکہ کے بغیر اُسے قبول کرے۔ غریب محصُول لینے والے کی طرح وہ آنکھ کو اوُپر اُٹھائے بغیر چلاجائیگا۔ خُدا مُجھ گنہگار پر رحم کر۔ اور جو لوگ اپنے گُناہ کا اقرار کرینگے۔ وہ راستباز ٹھہرائے جائینگے۔ کیونکہ مسِیحؑ یسُوع پشیمان رُوح کے لِئے اپنے خون کو پیش کریگا۔

خُدا کے کلام میں سچّی تَوبہ اور انکساری کی مثالیں اِقرار کی اُس رُوح کو ظاہر کرتی ہیں۔

جِس میں گُناہ کے لئے کوئی عُزر پیش نہیں کیا گیا۔ اور نہ اپنے آپ کو راستباز ٹھہرانے کی کوشش کی گئی ہے۔ پولُوس رسُول نے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش نہیں کی۔ بلکہ وہ اپنے گُناہ کو بُرے سے بُرے رنگ میں دِکھاتا ہے۔ اور اُسے کم کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ وہ کہتا ہے۔ کہ مَیں نے بہت سے مقدّسوں کو قیَد میں ڈالا۔ اور جب وہ قتل کئے جاتے تھے۔ تو میں بھی یہ رائے دیتا تھا۔ اور ہر عبادت خانہ میں اُنہیں سزا دِلا دِلا کرزبردستی اُن سے کفُر کہلواتا تھا، بلکہ اُن کی مخالفت میں اَیسا دیوانہ بنا کہ غَیر شہروں میں جاکر اُنہیں ستاتا تھا۔ اعمال ۲۶ : ۱۰۔۱۱۔ وہ یہ کینے سے نہیں ہچکچاتا۔ کہ مسِیحؑ یسُوع گنہگاروں کو نجات دینے کے لئے دُنیا میں آیا۔ جن میں سب سے بڑا میں مَیں ہوں۔ ۱۔ تمیتھیس ۱ : ۱۵

اگر فروتن اور شکستہ دِل سچی توبہ کے لئے
دبا ہُؤا ہو تو وہ خُدا کی مُحبّت اور کوہ کلوری
کی بری قدر کریگا۔ اور جِس طرح بیٹا اپنے
باپ کے سامنے اِقرار کرتا ہے۔ وہ بھی اپنے
تمام گُناہ خُدا کے سامنے لائیگا۔ یہ لکھا ہُؤا
ہے۔ اگر (ہم) اپنے گُناہوں کا اِقرار کریں۔ تو
وہ ہمارے گناہوں کے معاف کرنے اور ہمیں
ساری ناراستی سے پاک کرنے میں سچّا اور
عادل ہے۔ ۱۔ یوحنّا ۱ : ۹۔

باب ۵

تقدیس

خُداوند کا وعدا یہ ہے۔ کہ تُم مجُھے
ڈھونڈوگے اور پاؤگے۔ جب اپنے پُورے دل
سے میرے طالب ہوگے۔ یرمیاد ۲۹ : ۱۳۔

پُورا دل خُدا کو سونپ دینا چاہیئے۔ ورنہ وہ
تبدیلی ہم میں ہرگز یہ ہوگی۔ جِس سے ہم خُدا
کی مشابہت میں بحا کئے جاتے ہیں۔ فطرتی
طَور پر ہم خُدا سے برگشتہ ہوچُکے ہیں۔
اِسلئے رُوح اُلقدُس ہمارے اِطوار اور ہماری
حالت کا ذیل کے اِلفاظ میں بیان کرتا ہے۔ ہم
اپنے قصُوروں اور گُناہوں کے سبب سے
مردُہ تھے۔ تمام سربیمار ہے۔ اور دِل بلکل
سُست ہے۔ ۔ ۔ اُس میں کہیں صحت نہیں۔ ہم

شیَطان کے جال میں بُری طرح اسِیر ہیں۔ اُس نے اپنی مرضی کے بموجب ہم کو قید کرلیا ہے۔ ۱ فسیوں ۲ : ۱ یسعیاہ ۱۰ : ۵،۶ ، ۲ تمیتھیس ۲ : ۲۶۔ خُدا یہ چاہتا ہے۔ کہ ہمیں اُس دام سے آزاد کرکے صحت عطا فرمائے۔ لیکن اُس کے لئِے اس بات کی ضُرورت ہے۔ کہ ہم میں پوری پُوری تبدیلی ہوجائے۔ اور ہماری پوری فطرت بلکل تبدیل ہوجائے اور ہم اپنے تئیں بلکل خُدا کو سونپ دیں۔

دُنیا میں آج تک جتنی لڑائیاں ہُوئی ہیں۔ اُن سب میں سے اہم جنگ یہ ہے۔ کہ ہم اپنے نفس سے جنگ کریں۔ اپنے تئیں خُدا کے سپُرد کرنا۔ اور اپنے تمام خواہشات کو خُدا کی مرضی کے مطابق کردینا واقعی ایک بڑی جنگ ہے۔ پاکیزگی حاصل کرنے سے قبل رُوح کو اَیسا کرنا ضُرور ہے۔

خُدا کی حکوُمت اَیسی اندھی تقلید اور نامعقول باتوں پر مبنی نہیں۔ جَیسی کہ شیطان لوگوں پر ظاہر کرتا ہے۔ بلکہ یہ ضمیر اور عقل سے مُلتمس ہے۔ یہ خالق کی آواز ہے۔ جو مخلُوق کو بُلاتی ہے۔ کہ آؤ ہم باہم محبّت کریں۔ یسعیاہ ۱ : ۸۱۔ خُدا اپنے مخلوقات کی مرضی پر دباؤ نہیں ڈالتا۔ بلکہ وہ اَیسی عبادت کو بھی قبول نہیں کرتا۔ جو بے رضا و رغبت کی جاتی ہے۔ کیونکہ اَیسی عبادت محض جبریہ عبادت ہے۔ اور جبریہ عبادت سے اِنسانی چال چلن اور دِل ہرگز سُدھر نہیں سکتا ہے۔ بلکہ اِنسان اَیسی بندگی سے محض ایک کل کے پُرزے کی بانِند مشغول اور مُتحّرک رہتا ہے۔ اور خالق کا منشا ہرگز ہرگز یہ نہیں ہے۔ بلکہ وہ یہ چاہتا ہے۔ کہ اِنسان جو اِشرف المخلوقات ہے۔ حتی الاِمکان

اعلیٰ ترقی حاصل کرے۔ وہ ہمارے سامنے برکات کے مدراج رکھتا ہے۔ وہ اپنے فضل سے ہمیں لے جانا چاہتا ہے اور ہمیں دَعوت دیتا ہے۔ کہ ہم اپنے تئیں اُسے سونپ دیں۔ تاکہ وہ اپنی مرضی ہم میں پوری کرے۔ اب اِس سب کا اِنحصار ہم پر ہے۔ چاہے ہم گُناہ کی قَید سے آزاد ہو کر خُدا کے فرزند بنیں۔ اور جلالی حاصل کریں۔ اور چاہے یہ کریں۔

اپنے آپ کو خُدا کے حوالے کردینے سے ہمیں اُس سب کو ترک کردینا چاہیئے جو ہمیں خُدا سے جُدا کردیتا ہے۔ اور اِسی لئے ہمارے شفیع نے ہمیں ہدایت کی ہے۔ تُم میں سے جو کوئی اپنا سب کچُھ ترک یہ کرے۔ وہ میرا شاگِد نہیں ہو سکتا۔ لوقا ۱۴ : ۳۳۔ کو چیزیں ہمارے دِلوں کو خُدا سے الگ کرتی ہیں۔ لازم ہے کہ ہم اُن کو ترک کردیں۔ دولت ایک اَیسا

بُت ہے۔ جِس کے پرستار دُنیا میں بکثرت نظر آتے ہیں۔ دولت کی اُلفت اور مال و جائداد کی تمنّا ایک اَیسی زرین زنجیر ہے۔ جِس سے لوگ شیَطان سے بندھ جاتے ہیں۔ بعض لوگ شہرُت، عِزّت اور دنیوی مراتب کے جی و جان سے پرستار نظر آتے ہیں۔ بعض حضرات کا بُت اپنی ذمہ داری سے جی چُرانا اور عَیش و نشاط میں رنگ رلیاں منانا ہے۔ یہ تمام دامِ غُلامی قطع کرنا ضروری اور لازمی ہیں۔ کیونکہ یہ ناممکن ہے۔ کہ ہم خپدا اور دُنیا دونوں کی ایک ساتھ بندگی کرسکیں۔ آدھا دل خُدا کو دینا۔ اور آدھا دنیا میں لگائے رہنا محالات میں سے ہے۔ تاوقتیکہ ہم اُن تمام مکروہات سے قطع نظر یہ کریں ہم خُدا کے فرزند نہیں بن سکتے ہیں دُنیا میں کچُھ لوگ اَیسے بھی ہیں جو خُدا کی خِدمت کا اِقرار کرتے ہیں۔ اور اُسی وقت اپنی کوشش سے

خُدا کے احکام مان کر نیک سیرت حاصل کرکے نجات پانا چاہتے ہیں۔ اُن کے دِل مسِیحؔ کی ناممکن البیان محبت سے بےبہرہ ہیں اور اسکی محبت کی تحریک اُن کے دِلوں میں پیدا نہیں ہُوئی۔ لیکن وہ مسیحی زندگی کے لئے اپنے ذاتی کوشش سے خُدا کے مطالب پُورا کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ وہ بہشت میں داخل کوسکیں۔ اَیسا مزہب حقیقت میں کچُھ بھی نہیں۔ جب خُداوند مسِیح اِنسان کے دِل میں سکونت کرتا ہے۔ تو رُوح اُس محبت سے معمُور اور اپس کی یگانگت کی خُوشی سے اَیسی محکوم ہوجاتی ہے۔ کہ وہ اُس کے قدموں سے جُدا ہونا گوارا نہیں کرتی۔ اور اُس کے تصوّر میں اپنی مرضی اور اِرادہ فراموش کردیتی ہے۔ اِس عمل کا منبع اور سرچشمہ مسِیحؔ کی محبت ہوگی۔ جو لوگ مسِیحؔ کی مجبُور کرنے والی محبت کا اندازہ

کرتے ہیں۔ وہ کبھی اِس کی جستجو نہیں کرتے۔ کہ خُدا کے مطالبات پُورا کرنے کے لئے کتنا کم کیا جابا چاہیئے۔ اور وہ کم معیار کے لئے نہیں کہتے۔ بلکہ اُن کی دِلی تمنا اور ساری آرزو یہ ہوتی ہے۔ کہ جِس طرح سے ہوسکے۔ اپنے شفیع کی مرضی پوری کریں۔ وہ سچّے دِل سے سب کچُھ خُدا کے سپُرد کردیتے ہیں۔ اور جِس شے کے وہ دل و جان سے خوہش مند ہیں۔ اُس کے حاصل کرنے کے لئے اُسی چیز کی نسبت سے دلچسپی بھی ظاہر کرتے ہیں۔ اس گہری محبت کے سِوا مسِیحؔ کا اِقرار زبانی جمع خرچ اور محض بناوٹ اور بارِگراں ہے۔

کیا آپ محسُوس کرتے ہیں۔ کہ سب کچُھ مسِیحؔ خُداوند کو دے دینا ایک بڑی قُربانی ہے؟ اپنے دِل سے سوال کریں۔ مسِیحؔ نے میرے

لئِے کیا کیا دے دیا ہے؟ ابنِ خُدا نے آپ کی
نجات کے لئے اپنی جان اور اُس کے ساتھ
سب کچُھ دیدیا۔ کیا ہماری یہی شایانِ شان ہے۔
کہ ہم اَیسے مسِیحؔ کو جِس نے ہم جَیسے
نِکموّں کو اِس قدر پیار کیا ہے۔ اپنے دِل نذر
کرنے سے دریغ کریں؟ ہم اپنی حیات کے ہر
لمحہ میں اُس کے فضل کی بدولت اُس کی
برکتوں سے مستفید ہوتے رہتے ہیں۔ اسی لئے
ہمیں اُن مصائب اور تکالیف کا کماحُقہ اندازہ
نہیں ہوتا ہے۔ جن سے ہم نے خلاصی پائی
ہے۔ اُس کو دیکھیں۔ جس کو ہماری
خطاکاریوں نے چھید ڈالا۔ اور پھر اُس کی
تمام مُحبّت اور قربانی کی حقارت کریں! اُس
جلالی خُداوند کی بیحد خاکساری کو مدّنظر
رکھ کر بُڑبڑائیں۔ کہ ہم اِس زندگی میں
مصائب، ذلّت اور رسوائی کے ذریعہ داخل
ہوتے ہیں! بیت سے مغروُر حضرات کا یہ

کہنا ہے۔ کہ تاوقتیکہ ہمیں اِس امر کا یقین اور اعتماد یہ ہوجائے۔ کہ مقبولیت بارگاہِ الہٰی حاصل ہوجائے گی۔ ہمیں حلم، فروتنی اور اِستغفار کی کیا ضرورُرت ہے؟ مَیں آپ کے سامنے مسِیحؔ کو پیش کرتی ہوں۔ وہ گُناہ سے پاک تھا۔ اور صِرف اِتنا ہی نہیں۔ بلکہ وہ آسمان کا شہزادہ بھی تھا۔ مگر صرف بنی آدم کی نجات کے لئے وہ نسلِ انسانی کی خاطر گُناہ بنا۔ وہ خطاکاروں کے ساتھ شمار کیا گیا۔ تَو بھی اُس نے بہتوں کے گُناہ اُٹھالِئے اور خطاکاروں کی شفاعت کی۔ یسعیاہ ۵۳ : ۱۱۔

سوال یہ ہے۔ کہ جب ہم سب کچُھ دے ڈالتے ہیں۔ تو ہم کیا دیتے ہیں؟ یعنی ہم ایک گُناہ آلُودہ مسِیحؔ کے حوالے کرتے ہیں۔ تاکہ وہ اِسے خُون سے دھوکر پاک و صاف کرے۔ اور اپنی لاثانی محبّت سے ہمیں بچالے۔ تو

بھی اِنسان ہر ایک شے سے دست بردار ہونا بہت ہی مُشکل کام سمجھتا ہے۔ یہ سُن کت مُجھے شرم آتی ہے۔ اور اس کے لکھتے ہُوئے بھی مُجھے شرم آتی ہے۔

خُدا یہ نہیں چاہتا۔ کہ ہم اَیسی چیزوں سے دست بردار ہوجائیں۔ جو ہمارے لئے مفید ہیں۔ کو کچُھ خُدا کرتا ہے۔ سب میں اُس کو اپنے بچوں کی بہتری اور بھلائی مدنظر رہتی ہے۔ کاشکہ وہ لوگ جنہوں نے اب تک مسِیحؔ خُداوند کو قبول نہیں کیا ہے جانیں کہ مسِیحؔ اُنہیں بمقابلہ اُن چیزوں کے جن کی کستکو وہ خوس اپنے لئے کررہے ہیں۔ بدرجہا بہتر چیزیں دینا چاہتا ہے۔ جب اِنسان خُدا کی مرضی کے خلاف تولاً فعلاً یا خیالاً کوئی امر کرتا ہے۔ تو وہ اپنی رُوح کو بیحد نقصان اور تکلِیف پہنچاتا ہے۔

اس لئے جن راہوں کو خُدا نے جو سب کچُھ جانتا ہے۔ اور اپنی مخلوق کے لئے بہتر تجاویز کرتا ہے۔ منع کیا ہے۔ اُن پر چلنے سے اِنسان کو کبھی حقیقی شادمانی اور سچّی خُوشی حاصل نہیں ہوسکتی ہے۔ بلکہ نافرمانی کی راہیں آفت اور مصیبت سے پٹی پڑیں ہیں۔

اِس خیال کو اپنے دِل میں جگہ دینا کی خپدا اپنے بچوں کو مصائب اور رنج و محن میں مُبتلا پاکر شاداں و فرحان ہوتا ہے۔ بڑی بھاری غلطی ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ صرف ذاتِ باری ہی نہیں۔ بلکہ آسمان اور وہاں کی تمام خلقت اِنسان کی شادمانی میں دلچسپی لیتی ہے۔ ہمارے آسمانی باپ نے اپنی کِسی مخلوق کے لئے شادمانی کی راہیں

مسدوُد نہیں کی ہیں۔ احکامِ الہٰیؐ ہمیں محض
اُن چیزوں سے نفرت کرنے ترغیب دیتے ہیں۔
جن کے ارتکاب سے انجام کار رنج و مُحّن
خرابی اور نااُمیدی پَیدا ہوتی ہے۔ اور جو
اپنے مرتکب کے لئے بابِ شادمانی مقفل اور
آسمان کے دروازے بند کردیتی ہیں۔ شفیِع عالم
اِنسان کو ہر وقت خواہ وہ کَیسی ہی حالتِ زار
میں کیوں نہ ہو قبول کرنے کے لئے آمادہ و
تیّار ہے۔ وہ اِنسان کو اُس کی ناکامیوں،
حاجتوں اور کمزوریوں میں بھی قبول
کرنیکے لئِے تیار ہے۔ وہ اِنسان کو اُس کے
گُناہ سے پاک و صاف کرکے مخلصی ہی
نہیں دیتا۔ بلکہ وہ اُن لوگوں کی دِلی تمناؤں کو
بھی پُورا کردیگا۔ جو اُس کا جوا اپنے اُوپر
اُٹھاتے ہیں۔ اور اُس کا باربرداشت کرتے ہیں۔
اُن لوگوں کو جو اُس کے پاس زندگی کی
روٹی کے لئے آتے ہیں۔ اِطمینان اور صُلح

مرحمت فرمانا اُسی کا کام ہے۔ اُس کا ارادہ ہے کہ ہم صرف اُنہی فرائض کو پُورا کریں۔ جن سے ہم خُوشی کی بلندیوں کت رسائی حاصل کرسکیں۔ جن جو نافرمان حاصل نہیں کرسکتے ہیں۔ رُوح کی حقیقی خُوشی و خُرمی کی زندگی یہ ہے۔ کہ مسِیحؔ جو جلال کی اُمید ہے۔ ہمارے باطن میں قرار پائے۔

بہت سے لوگ یہ دریافت کرتے ہیں۔ کہ بھال ہم اپنے تئیں کِس طرح خُدا کے حوالے کردیں؟ آپ اپنے تئیں خُدا کے حوالے کرنا چاہتے ہیں۔ مگر قوتِ اِخلاقی میں کمزور اور شکوُک کے دام میں اسیر اور گُناہ آمیز زندگی کے بس میں ہیں۔ آپ کے وعدے اور ارادے کچّے دھاگے کی مانند اور نقشِ آب ہیں۔ آپ اپنے اِرادے، خیالات اور جزبات پر قابض نہیں ہوسکتے۔ آپ کی وعدا خلافی اور عہد

شکنی نے آپ کا اپنے اُوپر ایمان ضعیف کردیا ہے۔ اور اسی لئے آپ محسوس کرتے ہیں۔ کہ خُدا کی نظر میں مقبُول نہیں ہوسکتے ہیں۔ لیکن آپ کو بیدل نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ آپ کو مرضی کی قُوّت کو جاننے کی ضرورت ہے۔ انسان میں صرف قُوّتِ فیصلہ یا قُوّت امتیازی، یا قُوّتِ انتخابی ایک حکمران طاقت ہے۔ اِس مرضی کے واجبی اِستعمال پر ہر ایک امر کا دارومدار ہے۔ خُدا نے اِنسان کو تشخیص کی قُوّت تو مرحمت فرمادی ہے۔ لیکن اُس کا کام میں لان یا نہ لانا یہ اِنسان کا اپنا کام ہے آپ نہ اپنے دِل کو بدل سکتے ہیں۔ اور نہ اُس میں خُدا کی محبت کو پیدا کرسکتے ہیں۔ یہ آپ کے دستِ قدرت سے باہر ہے۔ لیکن خُدا کی اِطاعت اور فرمانبرداری کرنا آپ کے بس میں ہے۔ آپ اپنے مرضی خُدا کے ہاتھ میں دے سکتے

ہیں۔ پھر وہ اپنے پاک مرضی کے مُطابق اُس کو مُبّدل کردیگا۔ اور آپ کو راہِ راست پر چلنے کی توفیق محمت فرمائیگا۔ اور یوں آُپ کی تمام سیرت مسِیحؑ کی رُوح کے تحت ہوگی۔ اور آپ کی محبت کا مرکز خُداوند ہوگا۔ اور آپ کے خیالات اُس سے متفق ہونگے۔

نیکی اور پاکیزگی کی خواہشات تو واقعی اچھّی ہیں۔ لیکن اگر آپ اس سے آگے نہ بڑھیں۔ اور عمل نہ کریں۔ تو وہ لاحاصل اور بے سُود ہیں۔ بہتیرے آدمی حقیقی مسیحی بننے کی آرزو رکھتے ہُوئے نجات سے محروم رہیں گے۔ کیونکہ اُنہوں نے آرزو ہی آرزو کی اور عمل نہ کیا۔ مگر وہ اپنے آپ کو خُدا کی مرضی کے تابع کرنے کے نکتہ لو نہیں پہنچتے۔ اب وہ مسیحی بننا اِختیار نہیں کرتے۔

مرضی کے جائز اِستعمال سے زندگی میں
کامِل تبدیلی ہوجاتی ہے۔ اور اپنے عزم کو
مسِیح کے قبضۂ قدرت میں حوالے کردینے
سے آپ ایک اَیسی قُوّت سے اِتحاد پیدا
کرینگے۔ جو ما قُوّتوّں سے بُزرگ اور اعلےٰ
ہے۔ آپ کو ثابت قدم رہنے کے لئے عالمِ بالا
سے قُوّت اور توانائی عطا کی جائیگی۔ یوں
اپنے آپ کو خُدا کے حوالے کردینے سے آپ
میں ایک نئی زندگی بسر کرنے کی قابلیت پیدا
ہوجائیگی یعنی اِیماندارانہ زندگی۔

باب ۶

اور مقبولیّت اِیمان

چونکہ رُوحُ القدُس نے آپ کی ضمیروں کو زندا کِیا ہے۔ اِس لئے آپ کوکچُھ نہ کچُھ گُناہ کی بُرائی اُس کی طاقت اور اُس کی حالتِ مجرمانہ نظر آگئی ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ آپ اُس کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ آپ کو یہ معلُوم ہوتا ہے کہ گُناہ نے آپ کو خُدا سے جُدا کردیا ہے۔ اور آپ گناہ کی قُوّت کے پنجے میں ہیں۔ اور جس قدر آپ اُس سے بھاگنے کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ اُتنا ہی آپ اپنی بےبسی محسوس کرتے ہیں۔ آپ کے مقاصد ناپاک ہیں۔ اور دِل بھی صاف نہیں ہے۔ آپ کو یہ نظر آرہا ہے۔ کہ آپ کی زندگی خُودغرضی اور گناہ سے آلودہ ہے۔ آپ کی یہ

آرزو ہے۔ کہ آپ کو معافی ملے اور صحت و صفائی ہوجائے۔ اور آزادی نصیب ہو۔ اور خُدا سے تقّرب ہوجائے۔ اور اُس کی مشابہت آپکو حاصل ہو۔ آپ اِن باتوں کو حاصل کرنے کی کیا تدبیر کرسکتے ہیں؟

آپ کو اِطمینانِ قلبی کی ضرورت ہے۔ یعنی آسمان سے معافی اور رُوح میں چَین۔ یہ چیزیں روپے پیسے سے نہیں خریدی جاتے ہیں۔ دماغی قُوّتیں اُن کو حاصل نہیں کرسکتی ہیں۔ اور نہ عقل اُن کو مہیّا کرسکتی ہے۔ یہ چیزیں آپ کی عقل کی دسترس سے باہر ہیں۔ لیکن خُدا آپ کو بطَور عطیہ بےزر اور بےقیمت دیتا ہے۔ یہ آپ کی ہی ہیں۔ اگر درکار ہوں تو ہاتھ بڑھائیں۔ اور تھام لیں۔ خُداوند فرماتا ہے۔ اگرچہ تمہارے گناہ قرمزی ہوں۔ وہ برف کی مانند سفید ہوجائینگے۔ ہر

چند وہ ارغوانی ہوں۔ تو بھی اُون کی مانند
اُجلے ہونگے۔ یسعیاہ ۱ : ۱۸۔ میں تم کو ایک
نیا دِل بخشونگا۔ اور نئی روح تمہارے باطن
میں ڈالوں گا۔ حزتی ایل ۳۶ : ۲۶۔

آپ نے اپنے گُناہوں کا اِقرار کیا ہے۔ اور
اپنے دِل سے الگ کردیا ہے۔ اور اپنے آپ کو
خُدا کے سُپرد کردینے کا قصد کیا ہے۔ اور
اب اُس کے پاس جاکر اُس سے مُلتجی ہوں۔
کہ وہ آپ کے گُناہ دھوکر ایک نیا دِل بخشے۔
تب اِس بات پر اِیمان لائیں۔ کہ وہ ایسا ہی کرتا
ہے۔ کونکہ اُس نے یہی وعدہ کیا ہے۔ یہ وہ
سبق ہے۔ جو مسِیحؔ نے اُس وقت سکھایا۔ جب
وہ زمین پر تھا۔ کہ جس بخشش کا خُدا ہم سے
وعدہ کرتا ہے۔ ہمیں اِیمان رکھنا چاہیئے۔ کہ
وہ ہمیں مِل رہی ہے۔ اور یہ کہ وہ ہماری ہے۔
مسِیحؔ نے لوگوں کو اُن کے مرضوں سے شفا

بخشی۔ مگر کب ! کہ جب اُنہیں اُس کی قدرت
پر ایمان تھا۔ وہ اُن کی مدد کرتا تھا۔ جنہیں وہ
دیکھ سکتے تھے۔ اِس طَور پر وہ اُن کے دل
میں اُن چیزوں کی نسبت اپنے اوپر ایمان پیدا
کرتا تھا۔ جنہیں وہ دیکھ سکتے تھے۔ اور
اُنہیں اپنے گناہ کو مٹادینے والی پاک قُدرت پر
ایمان لانے کی ترغیب دیتا تھا۔ چنانچہ جو
شخص مرض فالج میں مُبتلا تھا۔ جب اُس نے
اُسے شفا بخشی تو کہا کہ تُم جان لو کہ ابنِ
آدم کو زمین پر گناہ معاف کرنے کا اِختیار
ہے۔ اُس نے مفلُوج سے کہا۔ اُٹھ اپنے چارپائی
اُٹھا اور اپنے گھر چلا جا۔ متی ۹ : ۶۔ یُوحنّا
رسُول مسیحؑ کے معجزات کا تذکرہ کرتے
ہُوئے کہتا ہے۔ کہ یہ اِس لئے لِکھّے گئے کہ
تم اِیمان لاؤ۔ کہ یسُوع ہی خُدا کا بیٹا مسَیحؑ
ہے۔ اور ایمان لاکر اُس کے نام سے زندگی
پاؤ۔ یوحنّا ۲۰ : ۳۱۔

بائیبل میں جو مسیحؔ کے بیماروں کو تندرست
کرنے کا سِیدھا سادا تذکرہ ہے اُس سے ہمیں
یہ تعلیم ملتی ہے۔ کہ ہم کونکر مسیحؔ پر گناہ
کی معافی کے لئے ایمان لائیں۔ بیت حؔسدا کے
حَوض پر مفلوج کے بیان کی طرف توجہ
کریں۔ کہ کیونکر وہ مریض بےبس ہورہا تھا۔
۳۸ برس سے اپنے اعضاء کو اِستعمال نہ
کرسکا تھا۔ تاہم مسؔیح نے اُس سے فرمایا۔ اُٹھ
اور اپنی چارپائی اُٹھا کر چل پھر۔ وہ بیمار یہ
کہہ سکتا تھا۔ اے خُداوند جب تُو مجُھے
تندرست کریگا۔ اُس وقت میں تیرے حُکم کی
تعمیل لروُنگا۔ مگر نہیں۔ اُس نے مسِؔیح کے
کلام کا یقین کیا۔ اُسے یقین کگیا تھا۔ کہ مَیں
بلکل اچھا ہوگیا ہوں۔ چنانچہ اُس نے فوراً
چلنے کا اِرادہ کیا۔ اُس نے چلنا چاہا اور وہ
چل کھڑا ہُؤا۔ اُس نے مسِؔیح کے فرمان پر

عمل کیا۔ اور خُداوند نے اُسے تعمِیلِ فرمان کی قُوّت بخشی اور وہ بلکل تندرست و توانا ہوگیا۔

یہی صورت ہم گنہگاروں کی بھی ہے۔ آپ خُود اپنے پچھلے گناہوں کا کفّارہ نہیں ادا کرسکتے۔ آپ اپنے دِل کو بدل نہیں سکتے۔ اور نہ اپنے آُ کو پاک کرسکتے ہیں۔ مگر خُدا نے اِن تمام باتوں کے کرنے کے وعدے مسِیح کے ذریعہ سے کئے ہیں۔ اِن وعدوں پر ایمان رکھیں۔ آپ اپنے گناہوں کا اقرار کرکے اپنے آپ کو خُدا کے حوالہ کردیں۔ اُس کی خدمت کرنے کا اِرادہ کریں۔ اور جیسے ہی آپ یہ کرینگے۔ خُدا بھی اپنا وعدہ پُورا کریگا۔ اگر آپ کا اِس وعدہ پر ایمان ہے تو یہ بھی یقین جانیں۔ کہ آپ کو معافی مِل گئی۔ اور آپ صاف ہوگئے ہیں۔ اِس امر واقعی کو مُہیّا

کرنے والا خپدا ہے۔ کہ آپ صحیح و سالم بنا
دیئے گئے ہیں بلکل اُسی طرح جیسے مسِّیح
نے مفلُوج کو اُس وقت چلنے کی طاقت دی۔
جب اُسے اپنے بلکل تندرست ہوجانے کا یقین
ہوگیا تھا۔ آپ کے ساتھ بھی یہی سُلوک ہوگا۔
اگر آپ کا اس پر ایمان ہوگا۔

یہ دِل میں محسوس کرنے کا اِنتظار نہ کریں۔
کہ آپ کو شِفا مِل گئی۔ بلکہ یوں کہیں۔ کہ میرا
اُس پر ایمان ہے۔ اور یہ ایسا ہی ہے۔ نہ اِس
سبب سے کہ مجّھے ایسا محسوس ہوتا ہے۔
بلکہ اِس لئے کہ خُدا نے ایسا وعدہ کیا ہے۔

مسِّیح فرماتا ہے۔ کہ جو کچُھ تُم دُعا میں
مانگتے ہو یقین کرو کہ تُم کو مِل گیا۔ اور وہ
تُم کو مِل جایئگا۔ مرقس ۱۱ : ۲۴۔ مگر یہ
وعدہ اِس شرط سے ہے۔ کہ ہم خُدا کی

مرضی کے مطابق دُعا کریں۔ لیکن یہ خُدا کی مرضی ہے۔ کہ ہمیں گناہوں سے پاک کرے اور اپنے فرزند بنائے۔ اور ہمیں پاکیزہ زندگی بسر کرنے کی توفیق دے۔ چنانچہ ہم اپنے برکتوں کے لئے دُعا کرسکتے ہیں۔ اور یہ بھی یقین کرسکتے ہیں۔ کہ وہ ہمیں مِل گئیں۔ اور خُدا کا شکر ہو کہ وہ درحقیقت ہمیں مِل بھی گئی ہیں۔ ہمیں یہ رعائتِی حق مِل گیا ہے۔ کہ ہم مسِّیح کے پاس جائیں۔ اور صاف ہوجائیں۔ اور شریعت کے سامنے بغیر شرم اور پچھتاوے کے کھڑے ہوں۔ اب کو یسُوع مسِّیح میں ہیں۔ اُن پر سزا کا حُکم نہیں۔ جو جِسم کے مطابق نہیں۔ بلکہ رُوح کے مطابق چلتے ہیں۔ رومیوں ۸ : ۱،۴۔

پس آگے کو آپ اپنے نہیں۔ بلکہ محبت سے خریدے گئے ہیں۔ اِس سے تمہاری خلاصی

فانی چیزوں یعنی سونے چاندی کے ذریعہ سے نہیں ہُوئی۔ بلک ایک بےعیب اور بے داغ بّرے یعنی مسیح کے بیش قیمت خُون سے۔ ۱ ۔ پطرس ۱ : ۱۹،۱۸۔ اِس ایک سیِدھے سادے عمل یعنی خُدا پر ایمان سے آپ کے دلوں میں رُوحُ القدُس نے ایک نئی زندگی پَیدا کی ہے۔ آپ گویا کہ خُدا کے خاندان میں بچّہ کی طرح پیٰدا ہُوئے ہیں۔ وہ آپ کو ایسا ہی پیار کرتا ہے۔ جیسے کہ اپنے بیٹے کو۔

چونکہ اب آپ نے اپنے تئیں مسِیح کو دے دِیا ہے۔ اب پیچھے نہ ہٹیں۔ اپنے آپ کو اِس سے الگ نہ کریں۔ بلکہ رازانہ یوں کہیں۔ میں مسِیح کا ہوں۔ میں نے اپنے تئیں اُسے نذر کردِیا ہے۔ اور اُس سے یہ دُعا کریں۔ کہ وہ آپ کو اپنا رُوح عنایت کرے۔ اور اپنے فضل

سے سنبھالے رہے۔ جیسے کہ آپ اپنے تئیں
خُدا کو دیکر اور اُس پر ایمان لا کر اُس کے
بچے بنے ہیں۔ اب لازم ہے کہ اُسی میں آپ
کی زندگی ہو۔ رسُول کہتا ہے۔ پس جس طرح
تُم نے مسِیّح یسُوع خُداوند کو قبول کیا۔ اُسی
طرح اُس میں چلتے رہو۔ کلسیوں ۲ : ۶۔
بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ہمیں ہمیشہ
اِمتحان اور آزمائش کے تلخ تجربے سے
گزرنا پڑیگا۔ اور قبل اِس کے کہ ہم خُدا سے
برکت مانگیں ہمیں یہ ثابت کرنا چاہیئے۔ کہ
ہماری اصلاح ہوگئی ہے کہ نہیں آپ اب بھی
خُدا کی برکت کے ملتجی ہوسکتے ہیں۔ یہ
ضرُور ہے کہ آپ کمزوریوں میں اپنی امداد
کے لئے خُدا سے فضل اور مسِیّح کی رُوح
مانگیں ورنہ آپ بدی کا مقابلہ نہ کرسکینگے۔
مسِیّح کو یہ پیاری معلُوم ہوتی ہے۔ کہ ہم
جیسے ہیں۔ ویسے ہی اُس کے پاس جائیں۔

گنہگار اور بےیارومددگار۔ ہم اپنے تمام کمزوریوں اپنے غلطیوں اور گناہوں کے ساتھ اُس کی خدمت میں حاضر ہوکر پشیمانی سے اُس کے قدموں پر اپنے تئیں ڈال دیں۔ یہ اُسی کا جلال ہے۔ کہ وہ ہمیں اپنے محبت کا بازُو سے اپنی گود میں لِئے ہُوئے ہمارے زخموں کی مرہم پٹی اور تمام ناپاکیوں سے ہمیں پاک کرے۔

یہ وہی مقم ہے۔ جہاں ہزاروں ناکام رہ جاتے ہیں۔ اور اُن کا اس بات پر ایمان کامل نہیں ہوتا ہے۔ کہ مسِّیح اُن کے گناہوں کو ذاتی اور شخصی طوَر سے معاف کرتا ہے۔ وہ خُدا کے کلام کا مطالعہ نہیں کرتے ہیں یہ ایمان اُن سب کا حق ہے۔ جو اُن شرائیط کی تعمیل کرتے ہیں۔ کہ معافی بِلا قیمت ہر گناہ کے لئے مُہیّا کردی گئی ہے۔ اپنے دِل سے اس

شُبہ کو دوُر کریں۔ کہ خپدا کے وعدے آپ
جیسے شخصوں کے لئے نہیں ہیں۔ یہ وعدے
ہر خطاکار کے لئے ہیں۔ جو گناہ کرکے
پچھتاتا ہو۔ مسِیح کے ذریعہ جو طاقت اور
فضل مہیا ہے۔ وہ ہر ایماندار کو خدمت گزار
فرشتوں کے ذریعہ ملتا ہے۔ کو ئی بھی اتنا
گنہگار نہیں۔ کہ اگر وہ تلاش کرے تو اُسے
توانائی پاکیزگی اور راستبازی اُس مسِّیح کے
ذریعہ نہ ملے۔ جس نے اپنی جان ایسوں ہی
کیلئے دی ہے۔ مسیح منتظر ہے کہ اُن کے
گناہ الودہ لبادوں کو اُن سے اُتروا کر شفاف
جامۂ صداقت اُنہیں پہنائے اُس کا فرمان یہ ہے
کہ تم جیو اَور مرو نہیں۔

خُدا ہمارے ساتھ ایسا برتاؤ نہیں کرتا ہے۔
جیسا کہ بندۂ محدود انسان ایک دُوسرے سے
کرتا ہے۔ خُدا کے خیالات رحم مُحبّت اور

مُشفّقانہ اور ترس کے ہیں۔ وہ فرماتا ہے۔ کہ
شریر اپنی راہ کو ترک کرے اور بدکردار
اپنے خیالوں کو اور وہ خُدا کی طرف پھرے
اور وہ اپس پر رح کریگا۔ اور ہمارے خُدا کی
طرف کہ وہ کثرت سے معاف کریگا۔ یسعیاہ
۵۵ : ۷۔ میں نے تیری خطاؤں کو گھٹا کی
مانند اور تیرے گناہوں کو بادل کی مانند مٹا
ڈالا۔ یسعیاہ ۴۴ : ۲۲۔ خُداوند خُدا فرماتا ہے۔
مُجھے مرنے والے کی موت سے شادمانی
نہیں۔ اِس لئے باز آؤ اور زندہ رہو۔ حزتی ایل
۱۸ : ۳۲۔ شیَطان تو اس بات پر تُلا ہُؤا ہے کہ
ختدا نے آدمی کو جو معافی کا یقین دلایا ہے۔
وہ اِس تیّقن کو اُس سے چُرالے۔ اُس کی
خواہش یہ ہے کہ اُمید کی ہر جھلک کو اور
نُور کی ہر شعاع کو رُوح سے چِھین لے مگر
آپ کیوں اُسے ایسا کرنے کا موقع دیں۔ اِس
بہکانے والے کی نہ سُنیں اور یوں کہیں کہ

مسِّیح نے اپنے جان اس لئے دی ہے کہ میں
کیوں۔ وپ مُجھے پیار کرتا ہے۔ اور نہیں
چاہتا کہ میں ہلاک ہوجاؤں مکھے ایک شفیق
آسمانی باپ مِلا ہے۔ اور گو کہ میں نے اُس
کی محبت کی ناقدری کی اور جو برکتیں اُس
نے عطا کی تھیں۔ اُن کو میں نے ضائع کیا۔
مگر میں اب اُٹھّوں گا۔ اور اپنے باپ کے پاس
جاؤنگا۔ اور کہوں گا۔ میں نے خُدا کا اور تیرا
گناہ کیا ہے۔ اور اب اِس لائق نہیں رہا۔ کہ میں
تیرا بیٹا کہلاؤں۔ مُجھے اپنے مزدوروں جیسا
کرلے۔ یہ تمثیل بتا رہی ہے کہ کیسے آوارہ
کو قبُول کیا جائے گا۔ وہ ابھی دوُر ہی تھا۔ کہ
اُسے دیکھ کر اُسکے باپ کو ترس آیا اور
دوڑ کر اُس کو گلے لگایا۔ اور چُوما۔ لوقا ۱۵
: ۱۸۔۲۰۔

ہر چند تمثیل بہت کچُھ ملائمت سے بھرپُور ہے۔ اور ہر دِل پر بہت اثر کرنے والی ہے۔ مگر اس سے آسمانی باپ کا لامحدود رحم پُورا پُورا ادا نہیں ہوتا ہے۔ خپدا اپنے نبی کے ذریعے فرماتا ہے۔ میں نے تُجھ سے ابدّی مُحبّت رکھّی۔ اِسی لئے میں اپنی شفقت تُجھ پر بڑھائی۔ یرمیاہ ۳۱ : ۳۔ ہنوز وہ عاصی اپنے باپ کے گھر سے دوُر ہے۔ اور اپنا مال غیر مُلک میں برباد کررہا ہے۔ مگر باپ کی لَو اُس سے لگی ہّوئی ہے۔ اور خُدا کیطرف پھرنے کی ہر خواہش جو اُس کے دِل میں پَیدا ہوتی ہے۔ یہ محض خُدا کی رُوح کی ملائم بُلاہٹ ہے۔ اُس کے دِل پر جُنبش کرتی اور اُس سے مِنّت کرکے آوارہ وطن کو باپ کے مُحبّت سے معموُر دِل کی جانب کھینچ رہی ہے۔

کتاب مُقدّس کے یہ فیاضانہ وعدے جو آپ کے رُوبرُو ہیں۔ کیا ان سے آپکے دِل میں شک کی گنجائش بھی باقی رہتی ہےَ کیا آپ یقین کرسکتے ہیں کہ جب کِسی غریب گنہگار کے دِل میں بازگشت کی تمنّا اور گُناہوں کو چھوڑ دینے کی آرزو پَیدا ہوتی ہے تو اُس وقت خُدا اُن کو دیری کرکے اپنے قدموں میں آنے سے روک دےگا؟

ایسے خیالات کو دِل سے دُور کردیں۔ آپ کی رُوح کو آپ کے آسمانی باپ کی طرف سے اِس قسم کے شکُوک سے جتنا نقصان پہنچے گا۔ کِسی اور بات سے نہ پہنچے گا۔ ہر چند کہ وہ گُناہ سے نفرت کرتا ہے۔ مگر گنہگار کو پیار کرتا ہے۔ بصُورت مسِیح اُسنے اپنے آپ کو گنہگاروں کے لئے حوالے کیا۔ تاکہ وہ سب بچ جائیں۔ اور اِس سلطنت جلالی میں

اُسے برکت دائمی حاصل ہو۔ اِس سے بڑھ کر اور کیا بے حد نرم دلی یا نرم زبان خُدا انسان کے ساتھ اپنے محبت اور اُنس کے لئے اختیار کرسکتا تھا! کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی ماں اپنے شیرخوار بچّے کو بھُول جائے۔ اور اپنے رحم کے فرزند پر ترس نہ کھائے؟ ہاں وہ شاید بھُول جائے مگر میں تجُھے نہ بھُولوں گا۔ یسیعاہ ۴۹: ۱۵۔

او شکّی اور مذبذب دِل والے انسان! ذرا اوپرکو تو نظر اٹھائیں۔ اور دیکھیں مسِیح ہماری شفاعت کیلئے موجود ہے۔ خُدا نے جو آپ کو اپنا بیٹا دِیا ہے۔ اس کی اس عطا کا شکریہ بجا لائیں۔ اور یہ دُعا کریں کہ اُس کے بیٹے کا مرنا آپ کیلئے بے فائدہ نہ ہو۔ رُوح آج ہی بُلا رہا ہے۔ اپنے پُورے دِل کے ساتھ

مسِیحؔ کے پاس آئیں۔ اور اُس سے برکت کے ملتجی ہُوں۔

جب آپ اِن وعدوں کو پڑھیں۔ تو یاد رکھّیں کہ اِن میں ناقابل بیان مُحبّت کا اظہار ہُؤا ہے لامحدود محبت کا دِل۔ بیحد رحم کے ساتھ گنہگار کی طرف مائل ہُؤا ہے۔ ہم کو اُس میں اُس کے خُون کے وسِیلہ سے مخلصی یعنی قصوروں کی معافی حاصل ہے۔ افسیوں ۱ : ۷۔ ہاں صرف اِس بات پر ایمان لائیں کہ خُدا آپ کا مددگار ہے۔ خُدا اِنسان میں اپنے اخلاقی صُورت بحال کرنا چاہتا ہے۔ آپ جِس قدر خُدا کی طرف گناہ کے اقرار اور توبہ کے ساتھ کِھچے آئیں گے۔ اُسی قدر وہ رحم اور معافی کے ساتھ آپ کی طرف کِھچا چلا آئے گا۔

باب ۷

شاگردی کی جانچ

اگر کوئی مسیح میں ہے تو وہ نیا مخلوُق ہے۔ پُرانی چیزیں جاتی رہیں دیکھو وہ نئی ہوگئیں۔ ۲ کرنتھیوں ۵: ۱۷۔

یہ ممکن ہے کی ایک شخص اپنے دل کی تبدیلی یعنی تقلیب کا وقت معین یا ٹھکانہ یا وہ باتی جو اِس تبدیلی کے سِلسلہ میں واقع ہُوئی ہیں۔ بلکل تصحیح کے ساتھ بیان نہ کرسکے۔ مگر اِس سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوسکتا۔ کہ اُس شخص کی تقلیب ہی نہیں ہُوئی۔ مسیح نے نکودمیس سے کہا۔ کہ ہوا جدھر چاہتی ہے چلتی ہے۔ اور تو اُس کی آواز سُنتا ہے۔ مگر نہیں جانتا کہ وہ کہاں سے آتی اور کدھر کو

جاتی ہے۔ جو کوئی روح سے پیدا ہُؤا۔ ایسا ہی ہے۔ (یوحنّا ۳: ۸) ہوا گو ایک نادیدہ شے ہے۔ تاہم اُس کا اثر بخوبی دیکھا اور محسوس کیا جاتا ہے۔ یہی حال خُدا کے رُوح کا ہے کہ وہ اگرچہ ایک نادیدہ شے ہے۔ لیکن اُس کا اثر قلوُبِ انسانی پر ہوتا ہے۔ وہ ازسرِنو پیدا کرنے والی طاقت جس کو کوئی انسانی آنکھ دیکھ نہیں سکتی رُوح میں ایک نئی زندگی پیدا کردیتی ہے۔ اور ایک نیا انسان خُدا کی صوُرت پر بنادیتی ہے۔

اگرچہ خُدا کا رُوح اپنا کام خاموشی کے نامعلُوم طریقہ پر کرتا رہتا ہے۔ لیکن اُس کی تاثیرات ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔ اگر خُدا کے رُوح نے دل کو تبدیل کردیا ہے۔ تو انسان کے اِطوار سے اُس کا اظہار ہوگا۔ گو انسان میں یہ قُوت نہیں ہے۔ کہ وہ اپنے دل کو خُود تبدیل

کرسکے۔ اور نہ وہ یگانگت الہیٰ اپنے قُوّتِب بازو سے حاصل کرسکتا ہے۔ اور نہ ہمیں اپنی ذاتِ خاص پر یا اپنے اعمال پرنازاں ہونا چاہیئے۔ لیکن تو بھی ہمارے طرزوطریق خود اِس امر کو منکشف کردیتے ہیں کہ ہم میں فضلِ پروردگار موجود ہے یا نہیں۔ چال چلن عادات اور مشاغل میں تبدیلیاں نظر آئیں گی۔ اُس کا مقابلہ بہت ہی صاف اور آسان ہوگا کہ وہ پہلے کیا تھا اور اب کیا ہے۔ اتفاقیہ نیکی اور بدی سے چال چلن ظاہر نہیں ہوتا۔ بلکہ دیکھنا یہ چاہیئے۔ کہ وہ شخص قول و فعل سے کس بات کا عادی ہے۔

یہ ممکن اور آسان ہے کہ انسان بغیر مسیح کی اُس طاقت کے جس سے نئی زندگی حاصل ہوتی ہے۔ خود اپنی وضع میں ظاہری اصلاح کرلے۔ دوسروں سے عزّت حاصل

کرنے کی خوہش سے خوش وضعی کی اُلفت نیک اطواری پیدا کرسکتی ہے۔ ذاتی عزت کا خیال ہمیں بدی کی شکل سے دور رہنے پر آمادہ کرتا ہے۔ خُودغرض انسان سے بھی اعمال احسن سرزد ہوجاتے ہیں۔ جب یہ حال ہے تو ہم کس طریقہ سے فیصلہ کرسکتے ہیں۔ کہ ہم کس جانب ہیں؟

اچھا ! ہمارے دل کا مالک کون ہے؟ ہمارے خیالات کا تعلق کس سے ہے؟ کس سے ہمکلام ہونے کے ہم مشتاق ہیں؟ ہماری گرم جوشی اور گہرے تعلقات کس سے ہیں؟ اگر ہم مسیح کے ہیں۔ تو ہمارے خیالات اُس کے ساتھ ہیں۔ اور ہمارے اعلیٰ ترین خیال اُس سے متعلق اور ملحق ہیں۔ جو کچُھ کہ ہم میں ہے۔ یا ہمارا ہے۔ وہ سب اُس کے لئے مخصُوص ہے۔ ہماری خواہش ہے۔ کہ ہمارے

قلُوب پر اُس کی شبہیہ منقوش ہو۔ اُس کا رُوح ہمارے اندر متمکن ہو ہم اُس کی مرضی بجالایئں۔ اور ہر ایک بات میں اُس کی خوشنودی مدّنظر رکھیّں۔

جو لوگ مسیح میں نئے مخلوق بن چُکے ہیں۔ اُن میں رُوح کے پھل نمودار ہوں گے۔ محبّت۔ خوشی۔ اطمینان۔ تحمل۔ مہربانی۔ نیکی۔ ایمانداری۔ حلم اور پرہیزگاری۔ گلتیوں ۵ : ۲۲،۲۳۔ اپنی پرانی نفسانی خواہشات سے وہ لوگ کنارہ کش رہینگے۔ اور ابنَ خُدا پر ایمان لا کر اُس کے قدم بقدم چلیں گے۔ اُس کی سیرت کو ظاہر کریں گے۔ اور اپنے آپ کو ویسا ہی پاک کریں گے جیسا کہ وہ ہے۔ جن چیزوں سے انہیں کسی وقت نفرت تھی۔ اب اُلفت ہوگی۔ اور جن سے مُحبّت تھی۔ اُن سے متنفر پیدا ہوجایئگا۔ تکبّر و خودبین

صابروشاکر بن جائیگا۔ شاربی متقی
ہوجائےگا۔ اور ناپاک پاک بن جائےگا۔ دنیا
کے فضُول رواج اور رسوم و عادات بالائے
طاق رکھ دیئے جائیئنگے۔ مسیحی لوگ ظاہری
سنگار، سجاوٹ اور دکھاؤ کی فکر نہ
کرینگے۔ بلکہ باطنی اور پوشیدہ انسانیت، حلم
اور مزاج کی غربت کی غیر فانی آرائش سے
آراستہ ہونگے۔ ۱۔ پطرس ۳ : ۳،۴۔

سچّی توبہ کی اور کوئی شناخت ہی نہیں سوا
اِس کے کہ وہ انسان کے دِل میں ایک تبدیلی
پیدا کردے۔ اگر وہ اپنے وعدوں کو وفا کرتا
ہے۔ چوری کی ہُوئی چیز کو واپس کردیتا
ہے۔ گناہ کا اقرار کرتا ہے۔ بنی نوع انسان اور
خُدا سے محبت رکھتا ہے۔ تو عاصی کے دِل
میں یقین کامل ہونا چاہیئے۔ کہ وہ موت سے
نکل کر زندگی میں داخل ہوگیا ہے۔

جب ہم خطاکار، نالائق، گنہگار انسان مسیح کے حضُور حاضر ہوکر اُس کے ترحّم آمیز فضل میں شرکت کرتے ہیں۔ تو محبت ہمارے دِلوں میں موجیں مارنے لگتی ہے۔ کیونکہ مسیح کا جوُا ہلکا ہے۔ ہر یلک بارِگُناہ ہمیں ہلکا معلوم ہونے لگتا ہے۔ فرائض منصبی خوشنودی نظر آتے ہیں۔ اور خود انکاری باعث مُسرت ہوجاتی ہے۔ وہ راہ جو بھیانک معلوُم ہوتی تھی آفتابِ صدااقت یعنی مسیح کی شعاعوں سے منّور نظر آنے لگتی ہے۔

مسیح کی دلفریب سیرت اب اُس کے نیک لوگوں میں نظر ائے گی۔ ہمارے شفیع کی خُوشی اِسی میں تھی۔ کہ وہ خُدا کی مرضی بجالائے۔ اُس کو جی جان سے بڑھ کر خُدا سے محبت اور اُس کے جلال کا اشتیاق تھا۔

مُحبّت ہی نے اُس کے تمام کاموں کو
خوبصوُرت اور لائق بنادیا۔ چونکہ مُحبّت
چشمۂ ذاتِ باری ہے۔ اِس لئے وہ دِل جِس کی
تقدیس یہ ہُوئی ہو۔ مُحبّت کو نہ پیداکرسکتا
اور نہ اُس کا آغاز کرسکتا ہے۔ جِس دل میں
مسیح سکونت کرتا ہے۔ اُسی میں مُحبّت پائی
جسےی ہے۔ ہم اِس لئے مُحبّت رکھتے ہیں کہ
پہلے ہم سے مُحبّت رکھّی۔ ۱۔ یوحنّا ۴: ۱۹۔
جو قلب الہیٰ فضل سے نیا کیا گیا ہے۔ اُس
میں ہر ایک کام حبت ہی سے ہوتا ہے۔ وہ
سیرت اور خصائل کی اصلاح کرتی ہے۔
خیال اور حرکات پر حکمران ہوتی ہے۔
خواہشات پر قابض اور دُشمنی اور عداوت پر
غالب آتی ہے۔ حرکات کو لائق اور شریف
بنادیتی ہے۔ یہ مُحبّت جو رُوح میں نوازی گئی
ہو زندگی کو خوشگوار کرکے چاروں طرف
پاک و صاف تاثیرات کو پھیلاتی رہتی ہے۔

دو برائیاں ایسی ہیں۔ جن کی نسبت خدا کے بندوں کو خاص کر اُن کو جو نئے نئے اُس کے فضل پر ایمان لائے ہیں محتاط رہنا ضروری ہے۔ پہلی بات یہ ہے۔ جس کا اوپر ذکر کیا جاچُکا ہے۔کہ انسان اپنے افعال و کردار پر بھروسہ رکھ کر اِس بات کا خیال کرے۔ کہ وہ خود اپنی محنت سے خدا کے ساتھ اتحاد پیدا کرسکتا ہے۔ جو شخص شریعت کی پابندی کرکے اپنے اعمال حسنہ سے نیک بننا چاہتا ہے۔ وہ امر ممکن کو ناممکن کرنا چاہتا ہے۔ مسیح سے جُدا ہوکر جو کچھ کام آدمی کرتا ہے۔ سب خودغرضی اور گناہ سے بھرا ہُؤا ہے۔ صرف مسیح کے فضل ہی میں یہ طاقت ہے کہ وہ ایمان کے ذریعہ سے ہم کو پاک اور صاف کردیتا ہے۔

دُوسری بات پہلی بات کے برعکس ہے مگر اُسی طرح خطرناک ہے کہ انسان یہ سمجھ بیٹھے کہ مسیح پر ایمان لانے سے احکام الٰہیٰ یعنے شریعت الٰہیٰ سے چُھٹی مِل گئی۔ اور چونکہ صرف ایمان ہی کی بدولت مسیح کے فضل و جلال میں ہمیں حِصہ داری نصیب ہوگئی ہے۔ اس لئے ہمارے اعمال سے نجات کو کوئی لگاؤ اور واسطہ نہیں ہے۔ واقعی یہ خیال بلکل غلط ہے۔

اب اِس امف کا خیال لازمی ہے۔ کہ فرمانبرداری سے مراد صرف ظاہری رضامندی نہیں۔ بلکہ مُحبّت آمیز خدمت ہے۔ خُدا کے قانون اُس کی ذات اور قدرت کے اظہار ہیں۔ وہ مُحبّت کے اعلےٰ اصوُل کا ایک مجموعہ ہیں۔ اور اُس کے دونوں عالم یعنی آسمان و زمین کی سلطنت کی بنیاد ہیں۔ اگر

ہمارے دِل مبدل ہو کر خُدا کی شباہت اختیار کرچکے ہیں اور اگر ہماری رُوحوں میں اُس کی الٰہی مُحبّت سرائیت کرگئی ہے ۔ تو کیا یہ ممکن ہے کہ ہمارے اطوار اور طریقوں سے خُدا کے احکام کی بجا آوری کا اظہار نہ ہو؟ جب مُحبّت کا اصُول دِل میں بویا جاتا ہے۔ اور جب انسان اپنے خالق مطلق کی شباہت میں بحال کیا جاتا ہے۔ تو اُس نئے عہد کی تکمیل ہوتی ہے کہ میں اپنے قانون اُن کے دِلوں پر لکھونگا۔ عبرانیوں ١٠: ١٦ اور جس حال کہ قانون دلوں پر لکھاگیاہو تو کیا وہ زندگی کی اصلاح نہ کرےگا۔ اور کیا اُس کا اظہار زندگی میں نہ ہوگا؟ حقیقی نشان شاگردی کا فرمانبرداری ہے یعنی سچی مُحبّت سے بھر ی ہوئی خدمت گذاری ہے۔ کتابِ مُقدّس میں لکھا ہے کہ خُدا کی مُحبّت یہ ہے کہ ہم اُس کے حکموں پر عمل کریں۔ ١۔ یوحنّا ۵: ٣۔ جو

کوئی یہ کہتا ہے کہ میں اُسے جان گیا ہوں۔ اور اُس کے حُکموں پر عمل نہیں کرتا وہ جھُوٹا ہے اور یہ اُس میں سچائی نہیں۔ ۱۔یوحنّا ۲: ۴۔ انسان کو فرمانبرداری سے رہائی دینے کی بجائے۔ ایمان ہی صرف ایک ایسی شے ہے۔ جو اُس کو مسیح کے جلال اور بزرگی میں شریک کردیتا ہے۔ اور اُسے فرمانبرداری کی توفیق مرحمت کرتا ہے۔

ہم فرمانبرداری سے نجات حاصل نہیں کرسکتے۔ کیونکہ نجات تو خُدا کی جانب سے ایک بخشش ہے۔ جو ایمان سے حاصل ہوتی ہے۔ لیکن فرمانبرداری ایمان کا پھل ہے۔ تم جانتے ہو کہ وہ اِس لئے ظاہر ہُؤا تھا۔ کہ گُناہوں کو اُٹھا لے جائے۔ اور اُس کی ذات میں کوئی گُناہ نہیں۔ جو کوئی اُس میں قائم رہتا ہے وہ گُناہ نہیں کرتا۔ جو کوئی گُناہ کرتا

ہے۔ نہ اُس نے اُسے دیکھا ہے اور نہ جانا ہے۔ ۱۔ یوحنّا ۳: ۶،۵۔ یہی حقیقی شناخت ہے۔ اگر ہم مسیح میں قائم ہیں۔ اور خُدا کی مُحبّت ہم میں بسی ہوئی ہے۔ تو ہمارے محسوسات افعال، اطوار، اعمال اور ہمارے خیالات خُدا کی پاک شریعت کے ارشاد اور فرمان سے مطابقت رکھتے ہونگے۔ اے بچّو کسی کے فریب میں نہ آنا جو راستبازی کے کام کرتا ہے۔ وہی اُس کی طرح راستباز ہے۔ ۱۔یوحنّا ۳: ۷۔ راستبازی کی تعریف خُدا کی پاک شریعت میں جو کوہ سِینا پر دس حکمُوں کی صوُرت میں دی گئی تھی بیان کردی گئی ہے۔

وہ مفروضہ ایمان جو انسان کو خۃدا کی فرمانبرداری سے چُھڑانے کا بہانہ کرتا ہے۔ وہ حقیقی ایمان نہیں بلکہ محض گمان و گستاخی ہے۔ کیونکہ تم کو ایمان کے وسیلہ

فضل ہی سے نجات ملی ہے۔ لیکن اِسی طرح
ایمان بھی اگر اُس کے ساتھ اعمال نہ ہو تو
اپنی ذات سے مُردہ ہے۔ افسیوں ۲: ۸ و
یعقوب ۲ : ۱۷۔ مسیح نے اِس عالم میں آنے
سے پہلے اپنی بابت کہا تھا۔ کہ اے میرے خُدا
میری خوشی تیری مرضی پُوری کرنے میں
ہے۔ بلکہ تیری شریعت میرے دل میں ہے۔
زبوُر ۴۰: ۸۔ اور اپنے آسمان پر جانے سے
قبل اُس نے یہ فرمایا کہ۔ میں نے اپنے باپ
کے حکموں پر عمل کیا ہے۔ اور اُس کی
مُحبّت میں قائم ہُوں۔ یوّحنّا ۱۵: ۱۰۔ پاک کلام
میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر ہم اُس کے
حُکموں پر عمل کرینگے۔ تو ا،س سے ہمیں
معلوُم ہوگا۔ کہ ہم اُسے جان گئے ہیں۔۔۔ جو
کوئی یہ کہتا ہے۔ کہ میں اُس میں قائم ہُوں۔ تو
چاہئے کہ یہ بھی اُسی طرح چلے جس طرح
وہ چلتا تھا۔ کوینکہ مسیح بھی ہمارے لئے دُکھ

اُٹھا کر ہمیں ایک نمونہ دے گیا ہے۔ تاکہ ہم اُس کے نقشِ قدم پر چلیں۔ ۱۔ یوحنا ۲: ۳ تا ۶ ۱۔ پطرس ۲ : ۲۱۔

حیات ابدی کی شرائط جیسے ہمیشہ چلی آتی ہیں۔ ویسے ہی اب بھی ہیں۔ باغِ عدن میں ہمارے والدین یعنی آدم اور حوّا کے زوال اور بربادی کے زمانہ سے قبل جیسی کامل فرمانبرداری احکام الہیٰ کے بارے میں اور کامل راستبازی درکار تھی۔ ویسی ہی اب بھی ہے۔ اگر حیات ابدی کا عطا کیا جانا اِس سے کسی آسان شرط پر ٹھہرایا جاتا۔ تو واقعی دُنیا کی تمام خُوشی و شادمانی معرض خطرہ میں پڑجاتی۔ گُناہ کیلئے معہ اُس کے دُکھ و درد غم و مصیبت کے غیر فانی راستہ صاف ہوجاتا۔

آدم کیلئے ممکن تھا کہ وہ اپنے زوال کے ایّام سے قبل خُدا کی شریعت کی اطاعت کرکے اپنا ایک راستباز و پاک چال چلن پیدا کرے۔ لیکن وہ اِس امر میں قاصر رہا اور اُس ہی کے گُناہ کرنے سے ہماری خلقی و طبیعی قوت ناتواں و گُناہ آلودہ ہے۔ اسی لئے ہم اپنے تئیں راستباز نہیں بناسکتے ہیں۔ چونکہ ہم خود گنہگار اور ناپاک ہیں۔ ہم کیسے اُس مُقدّس شریعت کی اطاعت و فرمانبرداری کرسکتے ہیں۔ چونکہ ہم میں خود ذاتی طور پر ایسی صداقت و راستبازی موجود نہیں ہے۔ جس سے ہم شریعت الٰہی کی شرائط کو بجا لاسکیں اِس لئے مسیح نے ہمارے بچانے کی تدبیر کی وہ دُنیا میں آکر بسا اور طرح طرح کی مصائب اور آزمائشیں خود برداشت کیں جیسے کہ ہم لوگ سہتے رہتے ہیں۔ اُس نے بلکل پاک زندگی گُزاری۔ وہ ہمارے لئے کُفّارہ

ہُؤا۔ اور اب وہ ہمارے گُناہوں کو لینے اور اپنی صداقت و راستبازی کو دینے کیلئے تیار ہے۔ اگر آپ اپنے تئیں اس کے سپُرد کردیں۔ اور اُس کو اپنانجات دہندہ تسلیم کرلیں۔ تو چاہے آپ کی زندگی کیسی ہی گُناہوں سے پُر کیوں نہ ہُو اُس کے وسیلہ سے آپ راستباز گِنے جائینگے۔ آپ کے چال چلن کی بجائے مسیح کے اطوار اور اعمال محسُوب کِئے جائینگے۔اور آپ خُدا کے روبُرو بلکل معصوُم شمار کئِے جائینگے۔ جیسے کہ آپ نے گُناہ کیا ہی نہیں۔

علاوہ ازیں مسیح آپ کے قلب کو بھی تبدیل کردےگا۔ اور ایمان کے ذریعہ وہ آپ کے دل میں رہےگا۔آپ پر واجب ہوگا۔ کہ ایمان کے ذریعہ اس تعلق و رشتہ کو مسیح سے استحکام کے ساتھ قائم رکھّیں اور اپنی

خواہشات اور مرضی اُسی کو سونپ دیں۔ اور جب تک آپ اس عمل پر کاربند نہ رہیں گے۔ وہ اپنے ارادہ کے موافق آپ کے افعال کو سنوارتا رہیگا۔ اور آپ یہ کہینگے۔ کہ میں جو اب جسم میں زندگی گزارتا ہوں۔ تو خُدا کے بیٹے پر ایمان لانے سے گزارتا ہوں۔جس نے مُجھ سے مُحبّت رکھی۔ اور اپنے آپ کو میرے لئے موت کے حوالے کردیا۔ گلتیوں ۲: ۲۰۔ مسیح نے اپنے شاگردوں سے بھی یہی کہا تھا۔بولنے والے تم نہیں بلکہ تمہارے (آسمانی) باپ کا رُوح ہے۔ جو تم میں بولتا ہے۔ متی ۱۰: ۲۰۔ اور ویسی ہی رُوح کا اظہار کرینگے۔ یعنی صداقت و راستبازی کے افعال ظاہر ہونگے۔

لہذا ہم میں کوئی ایسی خوُبی اور خُصوصیت نہیں ہے۔ جس پر ہم فخر کریں ہمیں اپنے

سرفرازی کا کوئی ذاتی استحقاق نہیں ہے۔ ہماری واحد اُمید مسیح کی نیکوکاری اور راستبازی ہے جو ہمیں دی گئی ہے۔ اور اُس کی رُوح ہم میں اور ہمارے ذریعہ کام کرنے والی ہوئی ہے۔

جب ہم ایمان کا تذکرہ کریں۔ تو ہمیں لازم ہے کہ ضُرور اپنے دِل میں اِس بات کا فرق رکھیں۔ کہ ایک ایسا عقیدہ ہے۔ جو ایمان سے بلکل مختلف ہے۔ خُدا کی ہستی اُس کی قدرت اور اپس کے کلام کی صداقت ایسے حقائق ہیں۔ جن کا انکار شیطان اور اُس کے معتقد دل سے نہیں کرسکتے ہیں۔ کتابِ مُقدّس میں لِکھا ہےکہ شیاطین بھی ایمان رکھتے اور تھرتھراتے ہیں۔ یعقُوب ۲ : ۱۹۔ لیکن اس کا نام ایمان نہیں ہے۔ بلکہ حقیقی ایمان کی تعریف یہ ہے کہ جہاں صرف خُدا کے کلام

پر اعتقاد ہی نہ ہو۔ بلکہ خُدا کی مرضی کی تابعداری ہو۔ جہاں دِل اُس کے سُپرد ہو۔ اور ساری قُوّت سے اُس سے پیار ہو۔ وہ ایمان ہے جو مُحبّت کے ساتھ عمل کرتا۔ اور رُوح کو صاف و شفاف کرتا ہے۔ ایسے ہی ایمان سے قلب نئے سرے سے مُتغّیر ہوکر خُدا کی شباہت اختیار کرلیتا ہے۔ اور وہ دل جو نئے سرے سے مُتغّیر نہ ہُؤا ہو۔ وہ خُدا کی شریعت کا مطیع و فرمانبردار نہ ہے اور ہوسکتا ہے مگر جب وہ دِل تبدیل ہوکر خُدا کی شریعت کے ماننے سے خوش رہتا ہے۔ اور وہ شخص زبُور نویس سے مُتفق الرائے ہوکر یہ کہتا ہے کہ آہ میں تیری شریعت سے کیسی مُحبّت رکھتا ہُوں۔ مُجھے دن بھر اُسی کا دھیان ہے۔ زبور ۱۱۹ : ۹۷۔ اور شریعت کی راستبازی ہم میں پُوری ہوتی ہے۔ جو جسم کے مطابق نہیں بلکہ رُوح میں چلتے ہیں۔ رومیوں ۸ : ۱۔ دُنیا

میں ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے مسیح کی
معاف کرنے والی مُحبّت سے آگاہی حاصل
کرلی ہے۔ اور وہ فی الحقیقت خُدا کے فرزند
بننے کی خواہش میں ہیں۔ لیکن وہ جانتے ہیں
کہ اُن کے چال چلن نا کامَل ہیں۔ اور اُن کی
زندگیاں پُر از خطا و عصیاں ہیں اور اُن کو
ابھی اس میں شک ہے۔ کہ آیا اُن کے دِل رُوح
القدس نے تبدیل کردیئے ہیں یا نہیں۔ ایسے
لوگوں سے میں یہ عرض کرتی ہوں۔ کہ
خبردارکہیں ہراساں اور بددِل ہوکر مسیح سے
واپس نہ پلٹ جانا۔ بسا اوقات ہمیں اپنی خطاؤں
اور غلطیوں کے باعث مسیح کے قدموں پر
گِر کر رونا پڑیگا۔ لیکن ہمیں ہمّت نہ ہارنا
چاہیئے۔ بالفرض ہم دُشمن سے مغلُوب
ہوجائیں۔ تو بھی خُدا ہمیں رّد نہ کریگا۔ اور نہ
ہم خُدا کی درگاہ سے نکالے جائیں گے۔
کیونکہ مسیح خُدا کی دہنی طرف بیٹھا ہے۔

اور وہ ہماری سفارش کرتا رہتا ہے۔ مسیح
کے عزیز شاگرد یُوحنّا کا مقولہ ہے کہ۔ یہ
باتیں تمہیں اِس لئے لکھتا ہُوں۔ کہ تم گُناہ نہ
کرو۔ لیکن اگر کوئی گُناہ کرے تو باپ کے
پاس ہمارا یک مددگار موجود ہے۔ یعنی مسِیح
یسُوع راستباز۔ ۱۔ یوحنّا ۲: ۱۔ اور مسیح کی
اِس بات کو نہ بھولیں۔ باپ تو آپ ہی تم کو
عزیز رکھتا ہے۔ یوحنا ۲۷/۱۶۔ وہ یہ چاہتا
ہے کہ آپ کو اپنے میں پھِرشامل کرے۔ اور
کہ آپ اُس کی پاکیزگی اور تقدس کا اپنے اندر
جلوہ دیکھیں۔ اور اگر آپ اپنے تئیں اُس کو
سونپ دیں۔ تو وہ جِس نے آپ میں نیک کام
شروع کیا ہے۔ اُس کو ترقی دیتے دیتے مسِیح
کے روز عظیم تک پہونچادیگا۔ زیادہ
سرگرمی سے دُعا کریں۔ ایمان یں بہت
مضبوُط اور مستحقم بنیں۔ جب ہم اپنی طاقت
پر بھروسہ چھوڑ دیں گے۔ تو اُس وقت اپنے

نجات دہندہ کی طاقت پر بھروسہ رکھینگے۔ اور اُس کی حمد و ثنا کریں گے جو ہماری روحانی صحت کا سرچشمہ ہے۔

جتنا زیادہ مسِیح کا تقرب حاصل ہوگا۔ اُتنا ہی زیادہ آپکی خطاکاریاں آپ پر عیاں ہوتی جائینگی۔ آپ کی آنکھیں کُھل جائیں گی۔ اور آپ کی اپنی کمزوری بمقابلہ مسِیح کے کامِل اور اعلیٰ چال چلن کے ناچیز اور ہیچ نظر آنے لگے گی۔ اور یہی اِس امر کا بیّن ثبوُت ہوگا۔ جہ شیطان کا دام فریب اب ہٹ رہا ہے۔ اور خُدا کے زندہ رُوح کی حیات افزا قوّت آپ کو اُکسا رہی ہے۔

جو دِل اپنی خطاکاری کا مُقِر نہیں اُس میں مسِیح کی مُحبّت گھر نہیں کرسکتی۔ جِس رُوح میں مسِیح کے فضل سے تغیّر پیدا ہُؤا ہو وہی

اُس کی الہیٰ خصائل و اطوار کی تمجید کریگی۔ اگر ہم اپنے ذاتی عیوب اور بدوضعی کو نہیں دیکھتے ہیں۔ تو یہ مسلمہ امر ہے۔ کہ ہم اب تک مسیح کے خوش نما اطوار اور اوصاف حمیدہ سے ناواقف ہیں۔

جِس قدر ہم اپنے قدرومنزلت میں کمی کریں۔ اُسی قدر زیادہ ہم اپنے نجات دہندہ کی بےپایاں مُحبّت و پاکیزگی کی قدرومنزلت اچھی طرح کرسکیں گے۔ ہمار تئیں گنہگار جاننا ہی ہم کو اُس کی جانب کھینچتا ہے۔ جس میں گُناہ کی معافی کی قوّت ہے۔ جب رُوح کو اپنی بےبسی اور ناتوانی معلُوم ہوتی ہے۔ تو وہ مسیح کی طرف رجُوع کرتی ہے۔ اور وہ اپنے کو قوّت کے ساتھ ظاہر کردےگا۔ جتنا زیادہ ہماری عقل و احتیاج ہمیں مسیح اور کلام ربّانی کی طرف کھینچیں گے۔ اُتنا ہی زیادہ ہم اُس کی

خصائل پسندیدہ اور اوصاف حمیدہ سے مستفید ہو کر اُس کی شکل و شباہت کو کماحقّہ ظاہر کریں گے۔

باب ۸

خدا وندِ مسیحؔ میں بڑھنا

دل کی تبدیلی جِس سے ہم خدا کے فرزند بن جاتے ہیںَ۔ اُسکو بائبل مُقدس میں نئی پیدائش کہا گیا ہےَ۔ پھر اسی بات کی مقرر تشریح ایک اچھے بیج سے ہے جِسے کسی کاشتکا ر نے اپنے کھیت میں بویا اور وہ جم گیا دی گئی ہے۔ اِسی طرح جو لوگ نئے نئے مسیحی ہوتے ہیںَ وہ نوزاد کہلاتے ہیں۔ اَور اُنہیں مسیحَت میں روز افزوں بڑھ کر مسِیح کے کامل قدوقامت کو حاصل کرنا پڑتا ہے(پطرس ۲:۲)یا اچھے بیج کی مانند بڑھنا ہَے۔ جو کھیت میں بویا جاتا ہَے۔ اَور روزافزوں ترقی کر کے لہلہاتا اَور کثرت سے پھولتا پھلتا ہَے۔ یسعیاہ نبی کہتا ہَے کہ وہ صداقت کے درخت

اَور خُدا کے لگائے ہُوئے پَودے کہلائیں گے۔ کہ اُس کا جلال ظاہر ہو۔ یسیعاہ۳:۱۱۔ قُدرتی زندگی کی تشبیہ دے کر ہمیں اِس لئے سمجھایا گیاہَے۔ تا کہ ہم اُن روحانی معاملات کی سربستہ صداقت اَور حقیقت کو بخوبی سمجھ سکیں۔

قدرت کی ایک ادنٰے شَےمیں بھی تمام دنیا کی دانش عقل اور حکمت مِل کر حیات پَیدا نہیں کر سکتی ہے۔ یہ حیات صِرف اِسی منبِع حیات یعنی خدا سے صادر ہوتی ہَے اَور اِسی کی بدولت یہ تمام نباتات اَور حَیوانات قائم رہتے ہَیں۔ پس خُدا ہی اِنسان کے قلوب کو رُوحانی اَور نُورانی حیات سے منور کرتا ہَے۔ تاقتیکہ آدمی اِنسان کے قلوب کو رُوحانی اَور نُورانی حیات سے منور کرتا ہَے۔ تاوقتیکہ آدمی کی پَیدائش نئے سرے سے نہ ہو۔ یوحنا

۳:۳ تو انسان اِس حیات کو ہرگز حاصل نہیں کر سکتا۔ جو مِسیح یُسوح نے دُنیا میں آکر عطا فرمائی تھی۰

حیات اَور نشوونما دونوں کی کیفیت ایک ہی ہَے۔ اَور دونو ں کا تعلق ایک ہی شَے سے ہَے۔ یہ خُدا ہی ہَے۔ جِس کی وجہ سے پہلے پتّی پھر بالیں پھر بالوں میں تیار دانے ہوتے ہیں۔ مرقس۴:۲۸۔ ہو سیع نبی اسرائیل سے مخاطب ہو کر کہتا ہَے۔ وہ سوسن کی طرح پھُولے گا۔۔۔۔۔ وہ گیہوں کی طرح تروتازہ اَور تاک کی مانند شگفتہ ہوں گے۔۔۔۔۔۔ہوسیع ۵،۷:۱۴۔ اَور مسِیح نے خُود ارشاد فرمایا ہَے۔ کہ سوسن کے درختوں پر غور کرو۔ کہ کِس طرح بڑھتے ہَیں۔ لوقا ۱۲:۲۷ اُس بات کو یادرکھنا چاہیے کہ پُھول اَور درخت اپنی ذاتی قوت یا سعی سے نشوونما نہیں پاتے بلکہ اُن

کے پُھولنے پھلنے اَور پنپنے کی قوّت یعنی
اُسی منبعِ حیات کی طرف سے عطا ہوتی ہے۔
اِس بات کو آپ یُوں بخوبی سمجھ سکتے ہَیں۔
کہ ایک بّچہ اپنی قوّت اور کوشش سے اپنے
تئیُں قدوقامت میں بڑھنا نہیں سکتا۔ لیکن وہ
بڑھتا ہَے اَور اُس کا یہ بڑھنا محض خدا کی
قُدرت سے ہی عمل میں آتا ہے ۔ اِسی طرح
آپ بھی اپنی روحانی قوّت کو اپنی سعی اَور
کوشش یا فکرمندی سے نہِیں بڑھا سکتے۔
نباتات اَور بّچےاپنے آس پاس کی اشیاء یعنی
ہوا، حرارت اَور غذا سے مسفید ہو کر ترقی و
توانائی اَور حیات حاصل کرتے رہتے ہَیں۔
اَور قُدرت کی پَیدا کردہ چیزیں جِس طرح اُن
پر اثر کرتی ہَیں۔ بالکُل یہی کیفیت مسِیح کی
اُن لوگوں کے ساتھ ہے۔ جو اُس پر بھروسہ
اَور ایمان رکھتے ہیں۔ خُداوند اُن کاابدی نُور
اَور آفتاب اَور سپر ہَے۔ یُسعیاہ ۱۹:۶۰وزبور

۸۴:۱۱۔بنی اسرائیل کے لئے اوس کی مانند ہوگا۔ وہ اِس بارش کی مانند ہوگا جو کٹی ہُوئی گھاس پر پڑے۔ زبور۲۷:٦۔وہ آبِ حیات ہَے۔ خُدا کی وہ روٹی ہے جو آسمان سے اُتر کر دُنیا کو زندگی بخشتی ہے۔ یوحنّا ٦:۰۳۳

جیسےکُرہ ارض اپنے اردگرد ہوا سے گھِرا ہُوا ہَے۔ اُسی طرح خُدا نے اپنے اکلوتے بیٹے کے ذریعہ تمام عالم کو اپنے فضل کی فضاء میں محصُور کر لِیا ہے پس جو لوگ اِس رُوح افزاء اَور زندگی بخش فضاء میں خُوشی سے داخل ہوں گے وُہ زندہ رہینگے۔ اَور مسِیح کی تقلید میں روز بروز ترقّی کر ک پُورے قدوقامت تک پہنچ جائیں گے۔

جَیسے پُھول آفتاب کی طرف اپنا رُخ کر کے اُس کی شعاع کے توسل سے اپنا حُسنِ دلفریب

تکمیل کو پہنچاتا ہَے۔ اِسی طرح ہمیں بھی لازم ہے کہ ہم اُس آفتابِ صداقت کی جانب رجوع کریں۔ تا کہ آسمانی نُور ہم پر پڑے اَور ہمارا چال چلن مسِیح کی مانند بن جائے۰

مسِیح نے خود بھی یہی ارشاد فرمایا ہے کہ تم مُجھ میں قائم رہو اَور مَیں تم میں جس طرح ڈالی اگر انگور کے درخت میں قائم نہ رہے۔ تو اپنے آپ سے پَھل نہیں لا سکتی اُسی طرح تُم بھی اگر مُجھ میں قائم نہ رہو۔ تو پھل نہیں لا سکتے۔ مُجھ سے جُدا ہو کر تم کچھ نہیں کر سکتے۔ یُوحنّا۱۵:۵،۴۔ پاک زندگی گذارنا۔ اُسی طرح مسِیح کے توسل پر منحصر ہے۔ مسَیح سے الگ ہو کر نہ تو آپ میں حیات باقی رہے گی۔ نہ مصائب کا مقابلہ کر سکیں گے۔ اَور نہ آپ فضل اَور پاکیزگی میں ترقی کر سکیں گے۔ اُ س میں رہ کر آپ سر

سبزوشاداب ہوں گے۔ اُس سے حیات حاصل کرتے ہوئے کبھی نہ مُرجھائیں گے۔ بلکہ اَیسے درخت کی طرح پُھولیں پھلیں گے۔ جو لبِ دریا لگا ہو ۰

بعض آدمیوں کا خیال ہے کہ کام کا کُچھ حصّہ اُن کو اپنی قوتِ بازو سے بھی کرنا چاہیے۔ اُنہوں نے اپنے گُناہوں سے معافی حاصل کرنے کے لئے تو مسِیح پر بھروسہ کِیا، لِیکن وہ اب اپنی قوّت ہی سے نیک زندگی بسر کرنے کی کوشش کرتے ہَیں مگر اس قِسم کی ہر کوشش ضُرور ناکام ہوگی۔ کیونکہ مِسیح نے فرمایا ہَے کہ میرے بغیر تم کُچھ نہیں کر سکتے۔ اَور یہ بالکُل سچ ہَے۔ کیونکہ ہمارا فضل میں بڑھنا اَور ہماری شادمانی سب مسِیح سے میل رکھنے پر منحصر ہَے۔ روزانہ اَور ہر لمحہ اُس سے کلام کرنے اور اُس میں قائم

رہنے سے ہمیں فضل میں بڑھنا ہَے۔ وہ
ہمارے ایمان کا فقط بانی ہی نہیں۔ بلکہ اختتام
کو پہنچانے والا بھی ہے اَور ہے اَور ہمیشہ
رہے گا۔ وہ صِرف ہمارے دَور حیات کے اّول
وآخر ہی میں ہمارا نگران نہیں رہتا بلکہ ہر
لحظہ اَور ہر آن وہ ہمارا نگران اَور خبر گیر
رہتا ہے۔ حضرت داؤد کہتا ہے۔ کہ مَیں نے
خُدا وند کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھّا ہے۔
چونکہ وہ میرے دہنے ہاتھ ہے۔ اِس لئے
مُجھے جُنبش نہ ہوگی۔ زبور ۸:۱۶

اب آپ کے دل میں یہ سوال پَیدا ہوگا کہ میں
کِس طرح مسِیح میں پیوستہ ہو کر رہ سکتا
ہوں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جَیسے آپ نے
اُس کو شروع میں پایا تھا اُسی طرح اب بھی
اُس میں قائم رہیں ۔ جِس طرح تم نے مسِیح
یُسوع خداوند کو قبُول کِیا۔ اُسی طرح اُس میں

قائم رہیں۔ جِس طرح تم نے مسِیح یسُوع
خداوند کو قبُول کِیا۔ اُسی طرح اُس میں چَلتے
رہو۔ کلّیسوں۲:۶میرا راستباز بندہ ایمان سے
جیتا رہے گا۔ عبرانیوں ۱۰:۳۸۔ آپ نے اپنے
تئیں خُدا کو سونپ دِیا ہَے۔ تاکہ اُس کی
اطاعت و فرمانبرداری کرتے رہیں۔ اَور آپ
نے مسِیح کو اپنا پیشوا اَور نجات دہندہ تسلیم
کِیا ہَے۔ آپ خود نہ تو اپنے گُناہوں کا کفارہ
دے سکتے ہَیں۔ نہ اپنے قلب کی اصلاح کی
قابلیّت رکھتے ہیں۔ لیکن اپنے تئیں خُدا کے
سُپرد کردینے سے آپ نے یقین کر لیا ہَے۔ کہ
خُدا نے مسِیح کی خاطر سے خود آپ کے
لئے یہ سب انتظام کر دیا ہَے۔ ایمان کی بدولت
آپ مسِیح کے ہو گئے ہَیں۔ اَور ایمان ہی
بدولت آپ کو اِس میں روز افزوں ترقی بھی
کرنا ہے۔ آپ کو کچھ تو دینا ہوگا اَور کُچھ لینا
ہوگا۔ دینے کے لئے تو آپ کو اپنا دِل

۔آرزو۔تمنّا۔عبادت خدمت حتّٰی کہ اپنا سب کچھ اُس کی خدمت میں پیش کرنا ہوگا۔ تاکہ اُس کے تمام مطالبات پُورے ہو جائیں۔ اَور لینے کے لئے آپ سب کُچھ لیں۔ یعنی مسِیح خداوند جو تمام برکات کا سر چشمہ اَور منبع ہَے۔ تاکہ وہ آپ کے خانۂ دِل میں رہے۔ وہ آپ کی قوت و توانائی ہو۔ آپ کی راستبازی آپ کی سدا مددگار ہو اور آپکو فرمانبرداری کی طاقت عطا کرنے کا ذریعہ ہو۔

سب کاموں سے مقدّم کام یہ کریں۔ کہ ہر صُبح اُٹھ کر اپنے تئیں خُدا وند کے حضُور پیش کردِیا کریں۔ خُدا سے مُناجات کِیا کریں۔ کہ اے خُدا مَیں اپنے تئیں سر تاپا تیرے حضُور پیش کرتا ہُوں۔ تو مُجھے قبُول فرمائیں تیرے قدموں پر فِدا ہونے آیا ہُوں۔ مُجھے منظُور کر مَیں اپنی تدابیر تیرے پا ؤں پر ڈالتا ہوں۔ آج

مُجھ سے اپنی خدمت لے۔ اَے خداوند مُجھ میں قائم رہ۔ اَور میرے سارے کام اپنی مرضی کے مطابق ہونے دے۔ یہ روزمرّہ عرض کِیا کریں۔ ہر صُبح اُس دِن کے لئے اپنے تئیں خُدا کے تدر کِیا کریں۔ اَور اپنے تمام کام اُس کی مرضی کے مُوجب ہونے دیا کریں۔ اپنی مرضی کے مطابق خواہ وہ پورے کرے یا نہ کرے۔ ایسا کرنے سے آپ اپنی زندگی کے ایاّم خُدا کے ہاتھ میں سونپتے جائیں گے۔ اَور آپ کی رفتار گُفتار اَور زندگی مسیح کی زندگی کی مشابہت اختیار کرتی جائے گی۔

مسِیح خداوند میں زندگی پُر اطمینان اَور پُر سکون ہوتی ہے اَور ایسا ہی پُر سکُون اَور پُر اطمینان بھروسہ بھی ہونا چاہیے۔ ایسی زندگی میں کِسی قسم کی افسردگی اَور غیر مطمئن حالت پیدا نہیں ہوتی۔ آپ کی نا توانائی اُس کی

توانائی سے آپ کی نادانی اُس کی دانش سے
اَور آپ کی بے صبری اُس کے صبر سے
وابستہ ہَے۔ اِس لئے۔ آپ کو اپنی عقل پر
نازاں ہو کر خُود داری اَور خود بینی نہ کرنا
چاہیے۔ بلکہ مسِیح پر نگاہ جمائے رہنا چاہیے۔
آپ کو لازم ہَے کہ مسِیح کی مُحبت حُسن اَور
کاملیّت پَر نظر رکھیّں۔ رُوح کی غور و فکر
کے مظامین یہ ہَیں خداوند مسیح اپنی خود
انکاری میں مسِیح خداوند اآپئ فروتنی میں اَور
مسیح خداوند اپنی پاکیزگی میںّ مسیح خداوند
آپنی بے مثال محبت میں اگر مسیح سے الفت
رکھ کر اس کے قدم بَقدم چلیں اور اپنا
دارومدار اسی کو سمجھیں تو ضرور آپ اُسی
کے مشابہ بنتے جائیں گے ۰

مسِیح نے فرمایا ہے ۔ کہ مُجھ میں قائم رہو۔
اِن الفاظ میں آرام، استقلال اَور اطمینان پایا

جاتا ہَے۔ پھر وہ فرماتا ہَے۔ میرے پاس آؤ مَیں تمہیں آرام دوں گا۔ متی۲۸،۲۹:۱۱ زبور نویس بھی اِسی خیال کو اپنے لفظوں میں یُوں ظاہر کرتا ہَےخُدا وند میں مطمئن رہ اَور صبر سے اُسکی آس رکھ باور۷/۳۸ یسیعاہ نبی یوں یقین دلاتے ہیں۔ وہ خاموشی اور توکل میں تمہاری قوّت ہےیسیعاہ۱۵/۳۰۔ یہ اطمینان ہمیں حاصل ہو سکتا ہَے کیونکہ مسِیح نے جو راحت اَور آرام عطا فرمانے کا وعدہ کِیا ہَے اُس میں محنت کی بلاہٹ بھی شامِل ہَے۔ میرا جؤا اپنے اُوپر اُٹھا لو۔۔۔۔ تو تُمہاری جانیں آرام پائیں گی;۔ متّی ۲۹:۱۱۔ جو دل مسیح سے تعلق رکھ کر بہت ہی مطمئن ہوتا ہَے۔ وہی دل مسیح کی خاطر بیحد کوشاں مشغول اور مصرُوف پایا جاتا ہَے۔

جب انسان خُود داری اَور نفس پروری کا شکار ہوجاتا ہَے۔ تو وہ مسِیح سے جو قوّت اَور زندگی کا سر چشمہ ہے منحرف ہو جاتا ہَے۔ اِس لئےکہ وہ نجات دہندہ سے توجہ ہٹا کر اپنی رُوح کا خُداوند مسِیح سے اتحاد اَور تعلق منقطع کر لیتا ہَے۔ شِیطان دینوی راحت، عِشرت، فکریں۔ اُلجھنیں، مُصیبتیں۔ غم و الم دُوسروں کی برائیاں آپ کی اپنی خطائیں و ناقابلیّت وغیرہ کے نظِارے پیش کر کے آپ کے دل کو پھیردینے کی کوشش کریگا۔ آپ اِس سے دھوکہ نہ کھائیں۔ اَور اُس کے دامِ فریب میں نہ آئیں۔ بہترے جو محتاب ہَیں اَور خدا کے لِئے زندگی بسر کرنا چَاہتے ہَیں۔ وہ اُن کو اکثر اپنی ہی غلطیوں پر غورو خوض کر نے کی طرف مائل کر کے اُنہیں مسِیح سے دُور کر کے فتح پانے کی اُمید رکھتا ہَے۔ ہمیں اپنے آپ کو ہی مرکز نہیں بنانا چاہئیے۔

اَور اپنی نجات کی با بت خوفزدہ مُتفکر ترساں ولرزاں نہ ہونا چاہئیے۔ کیونکہ یہی تمام باتیں رُوح کو اُس منبع حیات اَور اُس پر پُورا پُورا تکیہ اَور کاِمل توکّل رکھّیں۔ ہمیشہ مسِیح کو قول، فعل اَور خیال سے یا د کرتے رہیں۔ ہماری خودی اُس میں فنا ہو جائے، شکوک اپنے پاس سے دُور ہوجائیں۔ اَور خوف سے الگ رہیں۔ اور پولوّس رسول کے ساتھ مِل کر یوں کہیں۔ اب میں زندہ نہ رہا۔ بلکہ مسِیح مُجھ میں زندہ ہَے۔ اَور مَیں جواب جِسم میں زندگی گذارتا ہُوں۔ تو خُدا کے بیٹے پر ایمان لانے سے گذارتا ہُوں۔ جِس نے مُجھ سے محبت رکّھی۔ اَور اپنے آپ کو میرے لئے موت کے حوالے کر دیا۔ گلتیوں۲:۲۰۔ خدا میں آرام کریں۔ کیونکہ وہی قادر مُطلق آپ کی اُس شے کی حفاظت کرے گا جو آپ نے اُس کو سنپ دی ہَے۔ اگر آپ اپنے تئیں اُس کو سونپ دیں۔

تو وہ آپ کو مسِیح کے توسّل سے جِس نے آپ سے مُحبّت کی ہے۔ زیادہ فتح مندی اَور کامیابی عطا فرمائے گا۰

جب مسیح نے انسانی جامہ پہنا تو اُس نے ایک ایسی محبت سے اِنسانیت کے تعلّق کو اپنے سے پیوستہ کِیا جو انسان کی اپنی قوّتِ انتخاب کے سوا کِسی اَور وجہ سے نہیں ٹوٹ سکتا۔ شیطان شب و روز انسان کو یہی ترغیب دے کر سبز باغ دکھاتا رہتا ہے کہ وہ اپنا تعلق مسِیح سے علٰیحدہ کر دے۔ یہی وہ امر ہے جِس کے لئے ہمیں نہایت ہوشیاری و دانش مندی کی ضرورت ہَے۔ اَور دُعا و عبادت کی ضرورت ہے۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم شیطان کے مغالطہ میں آکر مسیح سے قطع تعلق کر کے کوئی دُوسرا مالک و آقا بنا بیٹھیں۔ کیونکہ ہم کہ یہ حق پُورا پُورا حاصل

ہے کہ جو راہ ہم چاہیں اختیار کر لیں۔ اِس
لئے ہمارے واسطے مناسب یہی ہے کہ ہم
مسِیح کو پیش نظر رکھّیں۔ تاکہ ہم محفوظ
رہَیں۔ کوئی ہستی ہمیں اُس کے ہاتھ سے چھین
نہیں سکتی۔ اگرہمارا دھیان مسِیح کی جانب
مسلسل رہے تو ہم اُس خُدا کے وسیلہ سے جو
رُوح ہے اُسِی جلالی صُورت میں درجہ بد
رجہ بدلتے جاتے ہَیں ۔ ۲.کرنتھیوں ۳:۱۸
مسیح کے ابتدائی شاگردوں نے مسِیح کا کلام
سُنا تو اُنہوں نے اپنی ضرورت کو محسوس
کِیا۔ اُنہوں نے مسِیح کی جستجو کی تو پایا۔
اَور جب پایا تو اُس کی پیروی کی۔ وہ لوگ
اُس کے ساتھ گھرمیں۔ دعوت میں اَور کھیتوں
میں رہا کرتے تھے۔ وہ اس طرح اُس کے
ساتھ رہتے تھے جَیسے طُلبا اپنے معلمّ کے
ساتھ ہوتے ہَیں۔ جو اُس کی زبان سے روزانہ
پاک اَور صادق کلام کے اسباق سیکھتے

رہتے تھے۔ جَیسے نوکر اپنے مالک کو دیکھتے ہَیں۔ اُسی طرح اُس کے شاگرد بھی اپنے فرائض منصبی کے ادا کرنے کے لئے اُس کی طرف متمنی نظروں سے دیکھا کرتے تھے۔ اُس کے شاگرد بالکُل ہمارےہم طبیعّت انسان تھے۔ یعقوب۵:۱۷. اَور گناہ کے ساتھ اُن کو وَیسی ہی جدوجہّد کرنی پڑتی تھی جَیسی ہمیں کرنا پڑتی ہَے۔ پاک و صاف زندگی بسر کرنے کے لئے۔ اُنہیں بھی ہماری مثل اُسی فضل کی احتیاج و ضرورت درپیش رہتی تھی۔

یوحنّا بھی جو مِسیح کا بہت پیارا شاگرد تھا۔ اَور جِس نے مسِیح کی شباہت پُورے پُورے طَور سے ظاہر کی ہَے۔ اِن فطرتی اور جبّلی خوبیوں سے عاری اور محروم تھا۔ وہ خود رائے اَور بلند مرتبہ کو پسند کرنے والا ہی نہ

تھا۔ بلکہ جب اُسے کُچھ تکلیف پہنچتی تھی تو
وہ زودرنج، غصہ ور اَور تند مزاج بھی ثابت
ہوتا تھا۔ مگر جب پیارے خُدا وندِ یُسوع مسِیحؔ
کی پاک سیِرت یوحناؔ پر ظاہر ہُوئی تو اُس کو
اپنی خرابی اَور غلطیاں نظر آگئیں اَور اِس
علم سے وہ حلِیم اَور فروتن بن گیا۔ یوحنّا نے
ابن خُدا میں متواتر قُدرت، صبر، حِلم نرمی
جلال اَور انکسار کے خصائِص اپنی آنکھوں
سے دیکھے۔ تو ا ِس کے دِل میں مسِیح کی
عظمت اَور مُحبّت گھر کر گئی۔ دِن بدن اُس کا
دل مسِیح کی طرف رجُوع کرتا گیا۔ حتّٰی کے
وہ اپنے آقا کے لئے خود فراموش ہو گیا۔ اُس
کی خُود پسندی اَور تنک مزاجی مسِیح کی
قُدرت کاملہ نے سلب کر لی۔ اَور اُن خصائل
بد کی بجائے اُس میں خصائص حمیدہ پیدا ہو
گئے۔ روح القدس کی ازسر نو پیدا کرنے والی
قدرت نے اُس کے دل کو بالکل ہی بدل دیا۔

اَور یہی ایک یقینی ثبُوت مسِیح کے ساتھ تعلق
و یگانگت کا ہے۔ جب مسِیح کِسی کے خانۂ
دل میں متمکن ہوتا ہَے تو اُس کی تمام خصائل
اور عادات بدل جاتی ہَیں۔ مسِیح کی رُوح اَور
محبّت لوگوں کے دلوں کو نرم کر کے اُن کی
ارواح کو مطیع کر لیتی ہَے۔ اَور خُدا اَور
آسمان کی طرف اُ ن کے خیال و توجہ کو
مبذول کر دیتی ہے۔

مسیح کے صعود آسمانی کے بعد بھی اُس کے
شاگر دوں کے دِلوں میں اُس کی موجودگی کا
خیال قائم رہا۔ اَور یہ موجودگی مُحبّت اَور نُور
سے معمُور تھی۔ گو کہ اُن کا نجات دہندہ جو
اُن کے ہمراہ چلتا پھرتا بولتا چالتا اَور دُعا
کرتا اَور تسلّی آمیز باتوں سے اُن کے دِلوں
کو مطمئن کرتا تھا۔ اُن کے دیکھتے ہی
دیکھتے آسمان پر اُٹھا لِیا گیا۔ مگر اُس کا

تسلّی بخش کلام اُن لوگوں کے پاس موجود
تھا۔ جس وقت فرشتوں کے بادلوننے اُس کو
اُٹھا لِیا اور اُن کو یہ پیغام مِلا تھا۔ دیکھو مَیں
دنیا کے آخر تک تُمہارے ساتھ ہُوں۔
متی ۲۰:۲۸، وہ انسانی صُورت ہی میں آسمان
پر چڑھا۔ شاگرد جانتے تھے۔ کہ اُن کا ہمدرد
اَور شفیق خُدا کے تخت کے سامنے مَوجُود
ہے۔ اَور اُس کی ہمدردی اٹل اَور لا تبدیل ہے۔
اَور وہ ہنوز نسلِ اِنسانی سے تعلق رکھتا ہَے۔
وہ خُدا کے جلیل دربار میں اپنے مجرُوح ہاتھ،
زخمی پہلو اَور گھائل پاؤں کو خطا کار انسان
کی شفاعت کے لئے بطور قیمت کے پیش
کرتا ہَے۔ شاگردوں کو اِس کا بھی کامِل یقین
تھا کہ وہ آسمان پر جو گیا ہے تو اُن کے لئے
مکان تجویز کر کے پھر واپس آئے گا۔ اَور
اُنہیں اپنے ہمرال لے جائے گا۔

مسیحِ کےصعود آسمانی کے بعد جب شاگر
آپس میں جمع ہوتے تھے تووہ بڑے شَو ق
سے مسیِح کا واسطہ دے کر خُدا سے دُعائیں
مانگا کرتے تھے۔ وہ اپنی مناجات دُعا اور
عبادت میں سر جُھکا کر بڑے خلُوص کے
ساتھ اِن الفاظ کا یقین کئے ہُوئے مِنّت کِیا
کرتے تھے۔ کہ اگر باپ سے کُچھ مانگو گے
تو وہ میرے نام سے تم کو دیگا۔ اب تک تُم
نے میرے نام سے کُچھ نہیں مانگا۔ مانگو تو
پاؤ گے۔ تا کہ تُمہاری خُوشی پُوری ہو جَائے۔
یُوحنّا ۱۶:۲۴،۲۳

اُن کا ایمان روز بروز مضبُوط مُستحکم اَور
قوّی ہوتا گیا۔ کہ یسُوع مسِیح وہ ہے جو مرگیا۔
بلکہ مُردوں میں سے جی بھی اُٹھا اَور خدا
کی دہنی طرف ہے۔ اَور شفاعت بھی کرتا ہَے۔
رومیوں ۸:۳۴۔ مسِیح نے جِس تسلّی دینے

والے کی بابت کہا تھا کہ وہ آکر تُم میں بسے
گا۔ وُہ بھی عیدِ پنتیکوست کو آمَوجُود ہُوا۔ اُس
کے عِلاوہ مسِیح نے یہ بھی کہا تھا کہ میرا
جانا تمہارے لِئے فائدہ مند ہے۔ کیونکہ اگر
مَیں نہ جاؤں تو وہ مددگار تُمہارے پاس نہ
آئے گا۔ لیکن اگر جاؤں گا تو اُسے تُمہارے
پاس بھیج دُوں گا یوحنّا ۱۶:۷۔ اِس کے بعد
مسِیح کو رُوح القُدسّ کے ذریعہ اپنے لوگوں
کے دلوں میں رہنا تھا۔ اَور یُوں اُن کا تعلق
مسِیح کے ساتھ پہلے کی نِسبت جب وہ اُن کے
ساتھ شخصی طور سے تھا۔ زیادہ ہوگیا۔
چونکہ مسِیح اُن کے مکانِ دل میں رہتا تھا۔
اِس لئے مُحبّت نور اَور قُدرت اُن لوگوں کے
ذریعہ ظہُور پذیر ہوتی تھی۔ اَور لوگ دیکھتے
ہی کہہ دیتے تھےکہ یہ یسُوع کے ساتھ رہے
ہیں۔ اعمال۱۳:۴

مسِیح جو کچھ اپنے پہلے شاگردوں کے ساتھ تھا وہی کُچھ وہ آج بھی اپنے لوگوں کے ساتھ ہے۔ کیونکہ جب مسِیح نے خُدا سے یہ عرض کی تھی کہ مَیں صرف اِن ہی کے لئے درخواست نہیں کرتا۔ بلکہ اُن کے لئے بھی جو اِنکے کلام کے وسیلہ سے مُجھ پر ایمان لائیں گے یوحنّا۱۷:۲۰۔ مسِیح نے ہمارے لئے دُعا مانگی اَور اُس نے یہ چاہا کہ ہم اُس کے ساتھ اُسی طرح ایک ہوں جَیسے کہ وہ خُدا کے ساتھ ایک تھا۔ یہ کیسا نادر اتحاد اَور کَیسی عجیب قربت ہے! مسِیح نے خود فرمایا ہے کہبیٹا آپ سے کُچھ نہِیں کر سکتا۔ سِوا اُس کے جو باپ کو کرتے دیکھتا ہَے۔ لیکن باپ مُجھ میں رہ کر اپنے کام کرتا ہَے یَوحنّا۵:۱۹، یوحنّا۱۴:۱۰۔ پس اِسی طرح اگر مسِیح ہمارے دِلوں میں متمکن ہو تو وہ ہم سے اپنی مرضی کے موافِق کام کرائے گا۔

کیونکہ --- وہنیّت اَور عمل دونوں کو اپنے نیک اِرادے کو انجام دینے کے لِئے پَیدا کرتا ہَے-------- فلپیّوں ۲:۱۳۔ جَیسے عمل اُسنے کئے تھے ویسے ہی ہم بھی کریں گے۔ اَور ہم میں وہی نمایاں ہوگی۔ پس یوں اُس سے اتحاد، تعلق، اُلفت اَور محبّت رکھتے ہُوئے۔ ہم اُس کے ساتھ جو سر ہے یعنی مسیح کے ساتھ پیوستہ ہو کر ہر طرح بڑھتے جائیں اِفیسوں۴: ۱۵۔

باب ۹

کاماورزندگی

خدا عالم کے لئے حیات، نُور اور خوشی کا چشمہہے۔ جِس طرح سے کہ روشنی کی کرنیں سورج سے نکلتی رہتی ہَیں اَور پانی کی دھاریں رواں سوتے سے اُچھلتی رہتی ہیں۔ اُسی طرح خُدا کی ذات سے اُس کی مخلوقات کے لِئے برکتیں صادر ہوتی رہتی ہیں۔ اَور جہاں کہیں حیاتِ خدا انسان کے دل میں ہوتی ہے۔ تو وہ بصُورت مُحبت و برکت نِکل کر دُوسروں تک پہنچتی ہے۔

ہمارے مُنجی کی خُوشی اِسی بات میں تھی کہ وہ گِرے ہوئے اِنسان کو اُٹھا کر نجات دے۔ اسی وجہ سے اُس نے اپنی جان کو عزیز نہ

سمجھا بلکہ شرمندگی کی کچھ پرواہ نہ کر کے صلِیب کا دکھ سہ لِیا۔ چنانچہ اسی طور پر فرشتے بھی دوسروں کی خوشی کے کام کرتے رہتے ہیں اور اسی میں اُن کی خوشنُودی ہے۔ خود غرض انسان اِس کام کو حقیر سمجھتا ہے کہ وہ اپنے سے ادنیٰ درجہ والوں کی اَور مُصیبت ذدوں کی خدمت کے۔ تو بھی پاک فرشتوں کا یہی کام ہے۔ مسِیح کی خود انکارانہ مُحبّت کی رُوح وُہی رُوح ہے جو آسمان پر طاری رہتی ہے۔ اَور اُس کی خوشی کا اصل جوہر ہَے۔ یہی وہ رُوح ہے جو خُدا وند مسِیح کے ایمانداروں کو حاصل ہوگی۔ اَور جو کام وہ کرتے ہَیں اُسی رُوح کا نتیجہ ہے۔

جب مسیح کی محبّت دل پر متمکن ہوتی ہے تو بصُورت خُوشبُو اُس کا چُھپانا ممکن نہیں۔

اس کا پاک اثر لوگوں کو محسُوس ہوگا جن سے ہمیں سابقہ و رابطہ پڑے گا۔ مسیح کی محبّت دل میں ایسی ہے جیسے کِسی ریگستان میں بہتا ہوا چشمہ۔ وہ سب کو تازہ کر دیتا ہے۔ اَور جو ہلاکت کو تیاّر ہَیں۔ ان کو آبِ زندگی پانے کی خواہش دِلاتا ہے۔ مسیح سے محبت کا اظہار اُسی کی طرح نسل انسان کی فلاح و بہبُود اَور برکت کے لئے کام کرنے سے ہوگا۔ یہ محبت کی رُوح انسان کو مجبوُر کرے گی۔ کہ جن مخلُوقات کی ہماراآسمانی باپ نگرانی کرتا ہے وہ اُن کے ساتھ نرمی و ہمدردی و مُحبّت سے پیش آئے۔

ہمارے مُنجی ، کی زندگی زمین پر راحت و خود پرستی کی زندگی نہ تھی۔ بلکہ اُس نے بڑی سرگرمی و خلوص و نیّت اَور ان تھک کوشش سے نسلِ انسانی کے لئے کام کِیا۔

چرنی سے کوہِ کلوری تک جو خود انکاری
کا راستہ تھا۔ وہ اِس پر برا بر گامزن رہا اَور
کبھی بھی اس نے یہ نہِیں کِیا۔ کہ اِس مشکل
مہم سے اپنی خلاصی چاہی ہو یا دردناک
سفروں اَور تھکا دینے والی تشویشیوں اَور
محنت سے اپنے آپ کو بچایا ہو۔ ابن آدم اس
لئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ خدمت کرے۔
اَور اپنی جاب بہتروں کے بدلے فدیہ میں دے۔
متی ۲۰:۲۸۔ مسِیح کی زندگی کا یہ واحد
مقصد تھا اَور باقی باتیں ثانی درجہ پر تھیں۔
خُدا کی مرضی کو پُورا کرنا۔ اَور اُس کے کام
کو انجام دینا، یہی اُس کی خورش تھی۔ خُود
ی اَور خود غرضی کا اُس کی محنتوں میں
کوئی لگاؤ نہ تھا۔

چنانچہ جو لوگ فضلِ مسِیح کے حصّہ دار
ہَیں وہ ہر طرح کی خود انکاری کے لِئے تیاّر

ہوں گے۔ تا کہ دُوسرے سب جن کے لئے
مسِیح نے جان دی۔ آسمانی بخشش میں شریک
ہو جائیں۔ اِن سے جو کُچھ ممکن ہوگا۔ وہ اِس
دنیا کی بہتری کے لئے کوشش کریں گے۔ کہ
وہ رہنے کے لائق بنے۔ یہ رُوح ایک ایسی
رُوح کا نتیجہ ہے جِس میں فی الواقعہ تبدیلی
واقع ہوئی ہے۔ جَیسے ہی کوئی شخص مسِیح
کے پاس آتا ہے۔ اُس کے دل میں یہ ظاہر
کرنے کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ
بصُورت مسِیح اُسے کَیسا ایک نادر اَور بیش
قیمت دوست مِلا ہے۔ نجات بخش اَور پاک
بنانے والی صداقت اُس کے دل میں بند نہیں
رہ سکتی ۔ اگر ہم مسیحی صداقت کا جامہ
پہنے ہُوئے ہَیں۔ اَور اُس کی اند ر بسنے والی
خوشی سے معمور ہیں۔ تو ممکن نہیں کہ ہم
ذرا دیر بھی خاموش رہ سکیں۔ اگر ہم نے خُدا
کی مہربانیوں کا مزا چکھا ہے۔ تو خود

بخوداِس کا اظہار ہم سے ہوگا۔ فلپسؔ کی مانند جب اُسے خُداوند مِلا ہم بھی دُوسروں کو اُس کے پاس لائیں گے۔ ہم لوگوں پر مسِیح کی خُوبیاں ظاہر کریں گے۔ اَور آئندہ دُنیا کی نادیدہ خُوبیوں کی دوسروں کو سیر کرائیں گے۔ طبیعت میں مسِیح کے نقشِ قدم پر چلنے کی خواہش ہوگی۔ ہمار ے دِل میں شوق، خواہش اور اُمنگ پیدا ہوگی کہ جو ہمارے گردِ و پیش ہَیں۔ ہم اُنہیں خُداوند کے اُس برّہ کو دِکھائیں جو دُنیا کے گناہ اُٹھا لے جاتا ہے۔

دوسروں کو برکت رسانی کی خواہش خود پر عود کرے گا۔ نجات کو تجویز میں حصّہ دینے سے خدا کا یہی مقصد تھا۔ اُس نے بنی آدم کو الٰہیٰ فطرت میں حصہّ داری کی رعایت بخشی ہے۔ اَور اُس کے عوض ہمیں دوسروں کو برکات دینا ہے۔ یہی عزّت اعظم

ہے۔ اَور سب سے بڑی خُوشی ہے۔ جو خُدا بنی آدم کو دے سکتا ہے۔ اَور جو مُحبت کی خدمات میں شریک ہَیں وہ اپنے خالق کی زیادہ قُربت میں لائے جاتے ہیں۔

اگر خُدا چاہتا تو انجیل کی خوشخبری کے پہنچانے کا کام اَور تمام مُحبّت کی خدمت آسمانی فرشتوں کے سُپر د کر دیتا۔ ممکن ہے کہ وہ اپنی مرضی کی تکمیل کے لئے اَور ذرائع عمل میں لاتا۔ مگر اُس نے اپنی محبّت نا محدود اُمنگ میں یہی پسند کیا۔ کہ ہمیں اپنے ساتھ مسِیح اَور فرشتوں کی شراکت میں عزّت بخشی۔ تا کہ ہم اُس برکت و مُسرت اَور روحانی ترقیّ میں جو بے غرض خدمت کے نتائج ہَیں شریک ہوں۔

مسِیح کے ساتھ اُس کی تکالیف کے ذریعہ سے ہم کو ہمدردی حاصل ہوتی ہے ۔ ہر عمل خوُد اِنکاری جو دُوسروں کے بھلے کے لئے ہو۔ وہ دینے والے کے دل میں روح سخاوت کو مضبوط کرتا ہے۔ اَور دُنیا کے مُنجی کے ساتھ زیادہ مضبوطی سے پیوستہ کرتا ہے۔ حالانکہوہ اگرچہ دولت مند تھا۔ مگر تمہاری خاطر غریب بن گیا۔ تا کہ تُم اُس کی غریبی کے سبب سے دولت مند ہو جاؤ۔۲ کرنتھیوں۹:۸۔ اَور اگر کِسی طرح زندگی ہمارے لئے ایک برکت بن سکتی ہے۔ تو وہ صرف یہ ہَے کہ ہماری زندگی سے جو الہیٰ منشا تھا۔ ہم اُسے پُورا کریں۔

اگر آپ مسِیح کے تجویز کئے ہُوے ارادہ کے مطابق جَیسا کہ اُس کے شاگردوں کو زیبا ہَے۔ اُس کے لئے کام کر کے رُوحوں کو حاصل

کریں۔ تو اُس وقت آپ کو بڑے تجربے اور امور الٰہی میں علم کی ضرورت محسوس ہوگی۔ اَور آپ کے دل میں صداقت کی بُھوک وپیاس پیدا ہوگی۔ اَور آپ اُس وقت خُدا کے سامنے مناجات کریں گے۔ اور آپ کے ایمان میں تقویّت پیدا ہوگی۔ اَور چسشمہ نجات سے آپ کی رُوح خُوب سیر ہوگی۔ مخالفتیں اور امتحانات آپ کو بائبل اَور دُعا کی طرف راغب کریں گے۔ آپ مسِیح کے فضل اَور عِلم میں ترقی کریں گے۔ اَور علیٰ تجربہ حاصل کریں گے۔

دوسروں کے فائدہ کے لِئے ایک بے غرضانہ مُحّبت کی رُوح اِنسان کے چلن کو مضبوطی اَور استحکام اَور مسِیح کی سی خُوبصورتی و پیار بخشتی ہے۔ اَور جِسے یہ حاصل ہو جاتی ہَے۔ اُسےصُلح و سلامتی اَور شادمانی عطا

فرماتی ہے۔ خواہشات زیادہ بُلند ہوتی جاتی ہیں۔ سُستی ا َور خُود غرضی کے لئے۔ بالکل گُنجائش نہیں رہتی۔ جو لوگ اِس طور پر مسِیحی فضائل کو اپنی زندگی میں ظاہر کرتے ہَیں وہ ضُرور ترقی کریں گے اَور خُدا کی خِدمت کے لئے اُنہیں مضبُوطی اَور توفیق مِلے گی۔ اُن کے روحانی نظرئیےصاف ہوں گے اور ایک مستقل طور پر ترّقی کرنے والا ایمان اَور دُعا کے وقت بڑھی ہُوئی طاقتیں حاصل ہوں گی۔ اُن کی رُوح پر رُوحِ الٰہی جُنبش کرتی ہوگی۔ اَو۔ بجواب تحریک الٰہی پاک رُوح کی محبّت اُن کے دلوں میں محسُوس ہوگی جو لوگ اِس طرح خود کو دوسروں کی بھلائی کی بے غرضانہ کوششوں میں مصروف ہَیں۔ وہ یقیناً خُود اپنی نجات کے حصُول کی کوشِش کر تے ہیں۔

فضلِ الٰہی میں بڑھنے کا ایک ہی طریقہ ہَے۔
اَور وہ یہ ہے کہ مسِیح نے جِن باتوں کے
کرنے کی ہمیں تاکید کی ہم وہ بغیر خُود
غرضی کے کئے جائیں ۔ اَور حسبِ طاقت و
لیاقت جِن کو ہم سے مدد کی حاجت ہے۔ اُنہیں
ہم برکت کے ساتھ امداد دیں۔ طاقت مشق قائم
رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ اِس فضل
کی برکتیں حاصل کرتے رہَیں اَور مسِیح کی
خدمت نہ کریں۔ وہ بغیر کام کئے کھا کر زندہ
رہنے کی کوشش کرتے ہَیں۔ اَور جسمانی
زندگی کی طرح رُوحانی زندگی بھی اِن باتوں
کے بغیر خُشک ہو کر کمزور ہو جاتی ہے۔
جو شخص اپنے اعظا کو حرکت دینا چھوڑ
دے گا۔ جلد اُس کے اعظا سے اُس کے اعمال
قدرتی کی طاقت جاتی رہے گی۔ یہی حالت
اِس مسِیحی کی ہے جو خُدا کی دی ہُوئی قوّت
کو کام میں نہیں لاتا۔ اُسے صِرف یہی نُقصان

نہ پہنچے گا کہ مسِیح میں اُس کی ترقی رُک جائے بلکہ جس قدر طاقت اُسے آگے حاصل ہُوئی تھی وہ بھی جاتی رہے گی۔

مسِیح کی کلیسیا اِنسان کی نجات کے لئے مقررہ ذریعہ ہے۔ اُس کا فرضِ منصبی یہ ہے کہ دُنیا میں انجیل کی خوش خبری پھیلائی جائے اَور تمام مسیحوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے۔ ہر شخص پر بقدرِہمّت و توفیق و موقع مسِیح خُداوند کے اِس حُکم کی بجاآوری فرض ہے کہ وہ محبّت جو مسِیح نے ہم پر ظاہر کی ہے۔ اُس نے ہمیں اُن سب کا مقرُوض

کردیا ہے ۔ جو مسِیح سے ناواقف ہَیں۔ خُدا نے ہم کو نُور اِس لئے بخشا کہ ہم اُس کو اپنے ہی تک نہیں بلکہ دوسروں تک بھی پہنچائیں۔

اگر مسِیحی لوگ اپنے فرضِ منصبی پر آمادہ ہُوئے ہوتے تو آج دُنیا کے جن ملکوں میں ایک مُبشّر انجیل نظر آرہا ہے وہاں ہزاروں نظر آتےاَور انجیل کی بشارت کرتے۔ اَور جو لوگ ذاتی طور پر اِس خِدمت میں مصرُوف نہ ہو سکتے وہ اپنے مال، ہمدردی اَور دُعاؤں کے ذریعہ اِس خدمت میں امداد پہنچاتے اَور مسیحی ممالک میں رُوحوں کو بچانے کی خدمت زیادہ سرگرمی کے ساتھ کی جاتی۔

ہمیں بُت پرستوں کے ممالک میں جانے کی ضرورت نہیں اَور نہ اپنے گھرانے کے تنگ حلقوں سے باہر نِکلنے کی ضرورت ہے کہ مسِیحؑ کی خدمت میں شریک ہوں ہم اپنے گھر میں بھی رہ کر مسِیح کی خدمت کر سکتے ہَیں۔ ہم اپنا فرض اپنے گھر میں اَور اپنے مِلنے جُلنے والوں میں اَور اَیسے لوگوں میں

جن سے ہمارے کاروبار کا تعلق ہو، ادا کرسکتے ہیں۔

اس زمین پر ہمارے نجات دہندہ کی زندگی کا ایک بڑا حصّہ صبر اَور سکُون کے ساتھ ایک بڑھئی کی دوکان بمقام ناصرت محنت و جانفشانی میں صرف ہُوا ۔ خدمتگزار فرشتے زندگی کے مالک کی دورانِ زَندگی میں اُس کے ہمراہ رہتے تھے جب وہ بلا کِسی شان و شوکت اَور جان پہچان کاشتکاروں اَور مزدورں کے درمیان آیا جایا کرتا تھا۔ مسیح اپنی آمد کے مقصد کو دنیا پر اُسوقت بھی پورا کرتا تھا جب وہ بیماروں کو شفاء دیتا اَور گلیل کی جھیل کو طوفانی مَوجوں پر چلتا تھا۔ ہم بھی ادنیٰ ترین فرائض زندگی و کم ترین حالت صیات میں اُسی طرح مسیح کے ساتھ رہ کر کام کر سکتے ہیں۔

رَمسول کا قول ہے کہ اگر نتھیوں ۲۴:۷۔
سوداگر اپنا کاروبار ایمانداری سے انجام دے
اُس کی ایمانداری سے مسِیح کا جلال ظاہر ہو۔
اگر وہ مسِیح کا سچّا پیرو ہے تو وہ خواہ
کوئی کام کرے وہ اُس میں بھی اپنے مذہب کو
ظاہر کرے گا۔ ایک ادنیٰ دستکار مزدور بھی
اپنے تئیں اُس کا ایلچی بنا سکتا ہے۔ جس نے
گلیوں کی پہاڑیوں میں محنت کی اَور بالکُل
غربت کی زندگی بسر کی ۔ ہر ایک شخص
جو مسِیح کا نا م لیوا ہے اُس کے اَیسے کام
ہونے چاہیں کہ اُس کے اچھے اعمال کو دیکھ
کر لوگ اپنے خالق و مُنجی کی حمد و تعریف
کرنے لگیں۔

بہت سے لوگ یسُوع مسِیح کی خِدمت کرنے
سے یوں عُذر کرتے ہیں کہ ہم سے زیادہ

لیاقت اَور علم والے اِس خدمت کو اچھّی طرح انجام دے سکتے ہیں ایک عام خیال پَھیل رہا ہے۔ کہ خاص لوگ وہی لوگ خدمت الٰہیٰ کے لئے مُنتخب ہونے کے لائق ہَیں۔ جو کِسی خاص قابلیّت کے مالک ہوں ۔ مگر یہ غلط ہے اور اکثر لوگ یہ سمجھنے لگ گئے ہَیں کہ مسِیحی خِدمت کی لیاقتیں ایک خاص مراعات یافتہ جماعت مقبُول کر دی گئیں ہَیں اَور دوسرے اِن لیاقتوں سے محروم کر دئیے گئے ہَیں اور انکو بیشک اس خدمت میں محنتوں اور نہ انعامات میں شرکت کا موقع دیا گیا ہے۔ مگر تمثیل بالکل اِس کے خِلاف ہے ۔ یعنی جب صاحب خانہ نے خادموں کو طلب کیا تو اُس نے ہر ایک کو اُس کا کام بتا دیا۔

ہم ایک پیار کرنے والی رُوح کے ساتھ زندگی کے سب سے فروتن فرائض بجا لا سکتے ہَیں

کیونکہ وہ سب ہی تو خداوند کے لئے ہیں
کلیسوں ۳:۲۳۔ اگر محبت الٰہی دل میں ہے تو
وہ ضرور ہمارے اعمال زندگی میں ظاہر
ہوگی۔ مسِیح کی مُحبّت کی خُوشبُو ہمارے
اردگرد ہوگی۔ اور ہماری زندگی کا اثر
دُوسروں کو بلند کر کے برکت دے گا۔

اس کی ضرورت نہیں ہے کہ انجام وہی
فرائض کے لئے آپ بڑے بڑے مواقع کے
منتظر رہیں۔ خُدا کی خدمت گُذاری کے لِئے
غیر معمُولی لیاقتوں کا انتظار کریں۔ آپ کو
اِس کا ذرا بھی خیال نہ ہونا چاہئے کہ دُنیا آپ
کی نسبت کیا خیال کرے گی۔ اگر آپ کی
روزانہ طرزِ زندگی سے آپ کے خلوص و
ایمان و ولی پاکیزگی کی گواہی مِلتی ہے۔ اَور
دوسروں کو اِس امر کا یقین ہو کہ آپ ان کو

فائدہ پہنچانا چاہتے ہیں تو یقین جانیں کہ آپ کی کوششیں اَور محنتیں ضائع نہ ہوں گی۔

مسِیح کا سب سے عاجزاَور غریب ترین شاگرد دُوسروں کے لئے برکت بن سکتا ہے، چاہے خود یہ امر مسِیح کے شاگردوں کو محسُوس نہ ہو کہ وہ جو خاص نیکی کر رہے ہیں لیکن اپنے اَیسے اثر سے جس کی خُود اُنہیں خبر نہیں وہ فیض اَور احسان کی مَوجودگی کو چاروں طرف عالم میں پَھیلا سکتے ہَیں۔ اَور ممکن ہے کہ اُن کے کاموں کے مبارک نتائج اُنہیں انعام کے آخری مقررہ دن تک معلُوم نہ ہونے پائیں۔ مسِیح کے شاگردوں کو نہ یہ محسُوس کرنا چاہئے اور نہ جاننا چاہئے کہ وہ کوئی بڑا کام کر رہے ہَیں۔ اُنہیں اس کی بھی ضرورت نہیں کہ وہ اپنے دِلوں کو کامیابی کے خیالات اَور

تصوّرات سے پریشان کریں۔ اُنہیں فقط اتنا چاہئے کہ خاموشی سے صِرف آگے بڑھے جائیں اَور مرضی الٰہی نے جو کام اُن کے حصّہ میں بخش دیا ہے۔ وہ اُس کو دیانتداری سے انجام تک پہنچائیں۔ اَور یقین جانیں کہ اُن کی زندگی ضائع نہ ہونے پائے گی۔ اُن کی اپنی رُوح اور خُوبی مسِیح کی مانند روز بروز بڑھتی جائے گی۔ وہ اِس زندگی میں خود مسِیح کے ساتھ مِل کر کام کرنے والے ہَیں اَور اس طرح وہ اپنے آپ کو بڑھ کام اَور ایسی نفیس و شادمان حالت کے لِئے تیاّر کر رہے ہیں ، جِس پر کبھی غم و الم کا سایہ بھی نہیں پڑا ہے۔

باب ۱

خُدا کی پہچان

خُدا وند خُدا بہت سے طریقوں سے اپنے کو ہم پر ظاہر کرنا۔ اَور ہمیں اپنے ساتھ اتحاد اور میل ملاپ میں لانا چاہتا ہے۔ قدرت کاملہ ہر آم بلا ناغہ ہمارے حواس خمسہ سے اِس کا پرچار کیا کرتی ہے۔ کُھلا ہُوا دِل خُدا کے جلال اَور مُحبّت سے جو اُس کی دستکاریوں سے نمایاں ہے۔ مُوثر ہوگا۔ سُننے والا کان خُدا کے کلامم کو فِطرت کے ذریعہ سے سُن سکتا اَور سمجھ سکتا ہے۔ خُدا کے ہر ے بھرے کھیت لہلہاتے اور سر سبز چراگاہیں، درخت، رنگ برنگے پھُول دیتے ۔ گھٹائیں، بارش، بہتے ہُوئے چشمے، جگمگاتے ہُوئے تارے یہ سب کے سب انسان کے دل سے کلام کرتے

ہَیں۔ اَور کہتے ہیں کہ اَے بشر اُس کی طرف رجوع کر جِس نے تجھے خلق کیا ہے۔

ہمارے شفیع نے اپنی نفیس تعلیم کو اشیائے قدرت کے لباس سے آراستہ کر کے ہمارے رُوبرُو پیش کِیا ہے۔ اُس نے درختوں، چرندونو پرندوں رنگ کے پھولوں پتوں، پہاڑوں، جھیلوں، خوشگوار مناظر آسمان اَور امور زندگی کے متواتر تعلقات و واقعات سب ہی کو تو اپنے کلام برحق کے سِلسِلہ میں شامِل کر لِیا ہے۔ تا کہ اِنسان کی اِس مُتفکر اور دُکھ بھری زندگی میں بھی اُس کی ہدایت وا تعلیم دماغ میں ہر وقت تازہ رہے۔

خُداچاہتا ہے کہ اُس کے فرزنداُس کے کاموں کی قدر کریں۔ اَور اِس تمام سادہ و خاموش

پرسکون خوبصورتی سے محظُوط ہو جس سے اُس نے اِس عالم کو جو دنیوی مسکن ہے زینت بخشی ہے۔ وہ حُسن سے مسرور ہوتا ہے۔ مگر اس تمام بیرونی خُوبصُورتی سے زیادہ لوگو ں کی خوش اطواری کو پسند کرتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ ہم میں پاکیزگی اَور سادگی ظہُور پذیر ہو۔ اَور پُھولوں کی طرح خوبیاں اَور خوشبوُئیں ہم میں سے نکلیں۔

اگر ہم خُدا کی دستکاریوں سے دریافت کریں تو وہ ہمیں کُلّ اَور فرمانبرداری کی بیش بہا تعلیم دیں گی۔ ستاروں اَور سیّاروں سے جو اپنے اپنے دَور اور قیام اور برکت میں زمانہ دراز سے مصرُوف ہَیں۔ چھوٹے چھوٹے ذرّات تک اپنے خالق کی مرضی کے مطابق اپنی روش کو قائم رکھتے ہیں۔ اَور خُدا کی ہر چیز کی فکر کرتا اَور اُسے سنبھالے رہتا ہے۔

جملہ کائنات خلاّقِ عالم کی مرضی بجا لاتی ہے۔ اُس کا حسن انتظام ہر ایک خلقت کی نگہداشت کرتا ہے۔ جو بے انتہا اَور بے شمار عالموں(یعنی دنیاؤں) کا انتظام کرتا ہے۔ پھر بھی ایک چھوٹی سے چھوٹی چڑیا جو اِدھر اُدھر نڈر گاتی پھِرتی ہَے کی بھی جُملہ ضروریات کا خیال رکھتا ہے۔ جب اِنسان اپنی روزانہ محنت و مشقّت میں مشغول ہوتا ہے۔ یا عبادت میں مصروف ہوتا ہے۔ یا جب وہ رات کو سونے لیٹتا یا صُبح کو جاگتا ہے۔ یا جب امیر لوگ اپنے عالیشان محلات میں دعوتیں کھاتے ہیں۔ یا جب غریب لوگ اپنے جھونپڑوں میں بُھوکے پیاسے اپنے بچّوں کے کلیجے سے لگا کر پڑ رہتے ہَیں۔ آسمان کے خُدا کی نگاہَیں بڑی مُحبّت سے سب پر پڑتی ہیں کوئی کیا آنسو نہیں جو خُدا کو معلوم

نہ ہو۔ اَور نہ کوئی اَیسی مسکراہٹ ہے جِسے
خُدا بِغور نہ دیکھتاہو۔

اگر انسان اُس پر پوُرا یقین رکھتے تو تمام
تکالِیف دُور ہو جائیں۔ اَور اِنسان کی زندگی نا
اُمیدی اَور مایُوسی سے جَیسی کہ اب ہے،
پاک ہو جائے۔ اَور ہر ایک ادنٰی و اعلیٰ شے
خُدا ہی کے سُپرد کردی جائے۔ جو فِکروں کی
کثرت سے نہ تو پریشان اور نہ اُ کے ادبار
سے خوف ذدہ ہوتا ہے۔ اِس تدبیر سے رُوح
کو وہ اطمینان اَور سیر ی حاصل ہوگی جِس
سے لوگ مدتوں نا آشنا ء رہے ہیں۔

اس عالم فانی کی چیزیں جب کہ انسان کے
لئے اَیسی دِلکش ہَیں تو بھلا اُس جہاں آئندہ
کے مناظر کی دِلفریبی کا کیا حال ہوگا۔ جہاں
کہ گناہ اَور مَوت کا گُذر تک نہیں۔ اَور جہاں

خُدا کی خلقت لعنت کے سایہ سے محفوظ ہوگی۔ ذرا اُ س دنیا کے نجات یافتہ لوگوں کی سکُونت گاہ پر نظر ڈال کر خیال دَوڑائیں۔ اَور یہ یاد کریں کہ وہاں کی شان و شوکت عظمت و جلال آپ کے تصورات سے کہیں زیادہ ہوگا۔ اُس کی قُدرت کاملہ کی یہ نادر بخشش ہو روزانہ ہماری آنکھیں دیکھا کرتی ہَیں۔ یہ اُس آنے والے جہاں کی خوبیوں کے مقابل میں کُچھ بھی نہیں کیونکہ پا ک کلام میں لِکھا ہے کہ جو چیزیں نہ آنکھوں نے دیکھیں نہ کانوں نے سُنیں نہ آدمی کے دِل میں آئیں۔ وہ سب خُدا نے اپنے مُحبّت رکھنے والوں کے لئے تیار کر دیں۔۱۔کرنتھیوں ۲:۹

شاعر اَور عالم طبیعات دونو کے دونوں خُدا کی قُدرت کاملہ کی بابت بہت کچھ کہتے ہَیں، مگر مسِیحی شخص ہی اُن سے کہیں بڑھ

چڑھ کر ان چیزوں سے لُطف اَور خط اُٹھاتا ہے۔ کیونکہ وہ خدا کی دستکاریوں کو دیکھ دیکھ کر پھُول پتےّ اَور درختوں میں خُدا کی عجیب و غریب مُحبّت کا پتہ لگاتا ہے۔ کوئی شخص پہاڑ وادی ، دریا اور بحر کے مطالب اَور مقاصد کی کامل طور پر قدرومنزلت نہیں کر سکتا ہے۔ تاوقتیکہ وہ اُن چیزوں پر یہ خیال کر کے نظر نہ ڈالے کہ خُدا نے اِن سب کے خلق کر نےمیں انسان کے فوائد اور بہتری کو مدّنظر رکھاّ ہے۔

خُدا اِنسان سے اپنے کام کے ذریعہ سے اُس کے دل پر اثر ڈال کر اپنے پاک روح کے وسیلہ سے ہم کلام ہوتا ہے۔ اگر ہمارے دِل کے دروازے کُھلے ہَیں اور قوّت امتیاز ہم میں مَوجُود ہے۔ توجو جو واقعات، تعلقات اَور تبدیلیاں روز مّرہ ہمارے گردوپَیش ہُوا کرتی

ہَیں۔ اُن سے ہمیں نہایت اعلٰی اسباق حاصل ہو
ں گے۔ مُصنّف زبُور خُدا کی قدرت کا بیان
کرتے ہُوئے یُو ں لِکھتا ہَے کہ زمین خُدا کی
شفقت سے معمُور ہے(زبور۳۳:۵)دانا اِن
باتوں پر توّجّہ کرے گا۔ اَور وہ خُدا کی شفقت
پر غور کریں گے۔ زبور ۱۰۷:۴۳

خُدا اپنے کلام کے ذریعے سے ہم سے ہم
کلام ہوتا ہے۔ اَور اُس میں اُس کی صفات
نہایت صفائی سے بیان کی گئی ہیں اَور اِس
میں اُس کے بنی آدم سے تعلقات اَور نجات
کے کار عظیم کا بھی بیان ہُوا ہے۔ زمانہ
گُذشتہ کے بزرگ، رسُول، انبیاء اَور دیگر
مقدسّوں کی تواریخ بھی درج ہے۔ وہ سب کے
سب ہم طبیعت انسان تھے۔ یعقوب۵:۱۷۔ اِس
میں ہم یہ بھی پڑھتے ہیں کہ وہ کِسی طرح
ہماری مثل ناکامیابیوں میں جدوجہد کرتے

تھے۔ اَور اسی لِئے آخرکار خُداا کے فضل سے کامیاب ہُوئے۔ اُن سب واقعات کو پڑھ کر ہمیں ہمّت اَور دلیری ہوتی ہے۔ کہ ہم بھی راستباری کی پیروی میں قاصر نہ رہیں۔ جب ہم اُن مبارک تجربوں کا جن کا کہ خُدا نے اُن کو موقع دیا۔ اَور وہ نور، مُحبّت، برکات جب کو پا کر وہ مسرور ہُوئے۔ اُن سب کا بیان پڑھتے ہیں۔ اَور اُن فعال پر نظر ڈالتے ہَیں۔ جو اُنہوں نے فضلِ الٰہی کے وسیلہ سے کئے تھے۔ اَور جِس رُوح نے اُن کی ضمیروں کو منّور کِیا تھا تو وہ ہمارے قُلوب میں بھی ایک پاک جوش پیدا کرتی ہے۔ اَور ہمارے دلوں میں یہ حوصلہ پَیداہوتا ہے کہ کیوں نہ ہم بھی اُن ہی کے سے اطوار و خصائل اختیار کریں۔ تا کہ ہر وقت خدا کے ساتھ ساتھ رہیں۔

خُداوند مسِیح نے پر انے عہد نامہ کی بابت
یُوں فرمایا ہے کہ یہ وہ ہیں جو میری گواہی
دیتے ہَیں۔ یُوحنّا ۵:۳۹۔ تو نئے عہد نامہ کی
بابت اُس کا یہ قول بہت زیادہ صحیح ہوگا۔
یعنی یہ دونوں نجات دہندہ کی بابت گواہی
دیتے ہَیں جِس پر کہ ہماری تمام ابدی اُمیدوں
کا دارومدار ہے۔ ابتدائی کتاب پَیدائش سے لے
کر تما کتابِ مُقدّس مسِیح کے تذکرہ سے پُر
ہے۔ پَیدائش کے سب سے پہلے بیان سے کہ
کوئی چیز بھی بغیر اُس کے پَیدا نہیں ہُوئی۔
یوحنّا ۱:۳ کتابِ مُقدّس کے آخری وعدہ تک
دیکھو مَیں جلد آنے والا ہوں۔ مکاشفہ ۲۲:۱۲
ہم اُس کے کاموں کا بیان پڑھتے ہَیں۔ اَور اُس
کی آواز پر کان لگاتے ہَیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں
کہ آپ کی واقفیت شفیع سے ہو جائے۔ تو پاک
نوشتے کی متواتر تلاوت کِیا کریں۔

خُدائے پاک کے کلام سے اپنے دِلوں کو بھریں۔ کیونکہ وہ مثل آب حِیات کے آپ کی پیاس کو رفع کردے گا۔ اَور یہی کلام پاک آسمان کی زندگی بخش روٹی ہے۔ مسِیح نے فرمایا ہے کہ جب تک تُم ابن آدم کا گوشت نہ کھاؤ۔ اَور اُس کا خُون نا پیؤ۔ تُم میں زندگی نہیں۔ اِس جملہ کہ تشتریح اُس نے خُود ہی یہ کہہ کر کردی تھی کہ جو باتیں مَیں نے تُم سے کہیں وہ رُوح اَور زندگی ہَیں۔ یُوحنّا۶:۵۳،۶۳ یہ تو عیاں ہے کہ ہمارے کھانے پینے کی بدولت ہمارا جِسم پرورش پاتا ہے لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہیے۔ کہ جَیسے نظامِ جسمانی لازمی ہے، ویسے ہی نظام رُوحانی بھی ضُروری ہے۔ اسی لئے جب رُوحانی باتوں پر غوروخوض کیا جاتا ہے۔ تو قوّت روحانی کو مزید قُوّت حاصل ہوتی ہے۔

نجات کا مضمُون وہ شے ہے۔ جس کو آسمانی فرشتے دیکھنے کی خواہش رکھتے ہَیں۔ اَور نجات یافتہ لوگوں کا یہ ابدالا باد کے زمانے میں علم اَور حکمت اَور گیت ہوگا۔ اب کیا آپ کے خیال میں یہ مسئلہ اِس وقت قابل غَور نہیں۔ مسِیح کی ناممکن البیان مُحبت و رحم اَور ہمارے لئے اپنی جان قربان کرنا۔ وہ امُور ہیں جِن پر ہمیں نہایت سنجیدگی سے دھیان رکھنا چاہیے۔ ہمیں لازم ہے کہ ہم اپنے پیارے شفیع اَور عزیز وکیل کے اطوارو خصائل کی طرف زیادہ رجُوع ہوں۔ اَور اسِی کے ساتھ ساتھ اس کی خدمت پر بھی غَور کرنا چاہیے۔ جو اپنی اُمّت کو خطاکاری اَور گناہگاری سے بچانے آیا۔ جب ہم آسمانی مسائل پر یُوں غوروفکر کریں گے۔ تو ہمارا ایمان اَور مُحبّت مضبُوط ہو جائیں گے۔ اَور ہماری دُعائیں بہت ہی قابلِ قبُول ہوں گی۔ کیوں کہ اُن میں بکثرت

ایمان و مُحبّت آمیختہ ہوں گے۔ اَور اُن میں جوش و سرگرمی دانش و ہوش پائے جائیں گے۔ اَور مسِیح پر مسلسل توکّل اَور آسرارکھا جائے گا اور انتہا تک اُن کو جو اُسکے پاس آتے ہیں۔ اُس کی بچانے والی قُدرت میں ایک زندہ بحربہ ہوگا۔

جب ہم اپنے شافع کی کاملیّت پر غور کریں گے۔ تو ہم اُس کی سی پاکیزگی اختیار کرنے کی کوشش کریں گے۔ تا کہ ہم اُس پرانی طبیعت کو بدل کر اُس کی سی پاکیزہ صُور ت میں تبدیل ہو جائیں۔ ہماری رُوح ہر آن اُس کی مشابہت اِختیار کرنے کے لئے جِس کے ہم پرستار ہیں۔ بے چین اَور بھُوکی اَور پیاسی رہے گی۔ جِتنا زیادہ ہم مسِیح کی طرف متوجہ ہوں گے۔ اُتنا ہی زیادہ ہم مسِیح کی بابت

لوگوں کو بتا سکیں گے۔ اَور دنیا بھر میں اُس کو ظاہر کریں گے۔

کتابِ مقدّس صرف عالموں ہی کے لئے نہیں لکھی گئی۔ بلکہ برعکس اس کے وہ عام لوگوں کے لئے بھی تحریر ہُوئی۔ جو حقِیقت اَور صداقت نجات کے لئے ضُروری تھیں۔ وہ روزِ روشن کی طرح اُس میں عیاں کردی گئیں ہیں۔ تا کہ کوئی نہ بھٹکے اَور نہ غلطی کرے سوائے اُن لوگوں کے جو اپنی خودنمائی سے خدُا کے احکام کو برطرف کر کے اپنی مرضی پر چلنا چاہتے ہیں۔

ہمیں لازم ہے کہ خود نوشتے کی تلاوت کیا کریں۔ اَور کِسی دُوسرے سے اس کے دریافت کرنے کے لئے ہاتھ پر ہاتھ رکھے نہ بیٹھے رہَیں۔ کہ کلام پاک میں کیا لِکھاہے۔ اگر ہم اُس

غوروفکر کے کام کو جو ہمیں کرنا چاہئے۔
خود نہ کریں۔ بلکہ اَوروں کو سونپ دیں۔
توہماری ذاتی قوتیں اور لیاقتیں بے کار ہوں
جائیں گی۔ دماغ کی اعلٰی قوّتیں اگر اُن سے
کام نہ لِیا جاۂے گا ۔ تو بیکار ہوجائیں گی۔ اَور
کلام خُدا کے حقیقی مطالب کے سمجھنے کی
قابلیّت اُن سے زائل ہو جائے گی۔ لیکن اگر اُن
سے کام لے کر کتاب مُقّدس کے مظامین پر
غور و فکر کر کے ان کی کماحقہ چھان بِین
کرتے رہَیں گے۔ تو آپ کی دماغی قوتیں روز
بروز ترّقی کرتی جائیں گی۔ لازم ہے کہ ہم
ہمیشہ توشتوں کا نوشتوں سے اَور روحانی
باتوں کا روحانی باتوں سے مقابلہ کیا کریں۔

دماغی اَور رُوحانی دونوں طرح کی قوّتوں کو
ترقّی دینے کا۔ اِس سے بڑھ کر اَور کوئی
طریقہ نہیں ہے۔ کہ برابر کلام پاک کی تلاوت

کی جائے۔ بُلندی و سرفرازی خیالات کے لئے اُس سے بڑھ کر اَور کوئی کتاب دُنیا میں نہیں ہے۔ یہ کتاب لیاقت اور قابلیّت کو قوّت بخشتی ہَے۔ اُسکی برحق باتیں بڑی وسعت کے ساتھ سرفرازی بخش ثابت ہوتی ہَیں۔ اگر اِنسان کلام اللہ(یعنی بائبل) کو جَیسا چاہئے وَیسا ہی پڑھے۔ تو پاکیزہ چال چلن اَور منّور دماغ بن جائے گا۔ اَور اِسکے مقاصد و مطالب مینوہ استقلال پیدا ہوگا۔ جو آج کل کم نظر آتا ہے۔

کتاب مقّدس کو سرسری طور پر پڑھنے سے محض معمولی فائدہ پہنچتا ہے ممکن ہے کہ کوئی شخص کتاب مُقّدس کو آخر تی پڑھ جائے۔ اَور اُس کے حسن و مطالب رازوحقیقت سے پُورے طور سے واقف نہ ہو۔ تو ایسے پڑھنے سے کیا حاصل! چاہے تو یہ کہ جب آدمی اِس کلام کی تلاوت کرے تو

بڑے غوروخوصّ سے اُس کے معنی و مطالب ذہن نشین کرتا جائے اَور ایک ایک مسئلہ کو فکر کر کے حل کر لے۔ تب آگے بڑھے اَور سا تھ ساتھ یہ بھی دیکھتا جائے۔ کہ آیا اِس مسئلہ سے تدبیر نجات کا کچھ لگاؤ بھی ہے ۔ یا نہیں۔ اَور ہَے تو کہاں تک ہے۔ اِس طریقہ پر اگر کلام پاک کے چند ابواب روزمرّہ پڑھے جائیں ۔ توو ہ مُفید ہیں۔ کہ بلا سمجھے بُوجھے طوطے کی طرح بہت سے باب پڑھ لِئے۔ اَور اصل مقصد کُچھ بھی ہاتھ نہ آیا۔ اپنی کتاب مقدّس ہمیشہ اپنے ساتھ رکھّا کریں۔ اَور جب فرصت ہُور کرے۔ تو تلاوت کیا کریں۔ اَور نوشتوں کو حِفظ کریں۔ بلکہ چلتے ہُوئے بھی کِسی حصّہ کو پڑھ کر اُس پر غوروخوض کر کے اُسے ذہن نشین کر لینا چاہئے۔ تا وقتیکہ کلام خُدا کی بغور اور دُعا کے ساتھ تلاوت نہ کی جائے فہم و دانش

حاصل نہیں ہو سکتی۔ بعض حِصّے تو کلام
پاک کے اَیسے سادہ اَور صاف ہَیں۔ کہ اُن
کے سمجھنے میں دِقت نہیں ہوتی۔ لیکن بعض
اَیسے گہرے ہَیں کہ اُن کو سر سری طور پر
پڑھنے سے دماغ اُن کے معانی و مطالب تک
پہنچنے میں قاصر رہتا ہے۔ تاوقتیکہ وہ بغور
نہ پڑھےجائیں۔ کلامِ پاک کے مضامین کو
کلام پاک ہی سے مقابلہ کر کر کے دیکھا
جائے۔ اَیسے مظامین کو سمجھنے کے لئے
تحقیق اَور دُعا کی شدید ضرُورت ہے۔ اَور
اِس قسم کا مطاولہ مفید اَور سُود مند ہوگا۔ جِس
طرح کان کن سطح زمین کے نیچے جا کر
معدنیات سے بیش بہا چیزیں کھود کھاد کر
باہر نِکال لاتے ہیں۔ اُسی طرح کلام میں بھی
تلاش کرتا ہے۔ گویا کہ اُس چُھپے ہوئے
خزانے کو برآمد کرتا ہے۔ (یعنی کتاب اللہکے
رازوں کو) اور یوں اُس بیش بہا صداقت کو

جو لاپرواہوں کی نِگاہوں سے اوجھل ہے۔ حاصل کر لینا ہے۔ الہامی الفاظ دل میں تخت نشِین ہو کر چشمۂ آب ِحیات کی طرح رواں رہتے ہیں۔

کتابِ مقدّس کی تلاوت دُعاکے بغیر ہرگز نہ کرنی چاہیے۔ اَور قبل اِس کے کہ کِتابِ مقدس کھولی جائے۔ خُدا سے رُوح القدّس کی مدد مانگیں۔ تا کہ قلب منوّر ہو۔ اَور یاد رکھیّں کہ ہر ایک طالب کو رُوح القدس ملیگا جب نتن ایل مسِیح کے پاس آیا۔ تو مسِیح نے کہا۔ کہدیکھو یہ فی الحقیقت اسرائیلی ہے۔ اِس میں مکر نہیں۔ نتن ایل نے اُس سے کہا تو مجھے کہاں سے جانتا ہے۔ یسُوع نے اُس کے جواب میں کہا۔ اِس سے پہلے کہ فلپس نے تُجھے بُلایا۔ جب تو انجیر کے درخت مے نیچے تھا مَیں نے تجھے دیکھا۔ یُوحنّا۱:۴۸،۴۷۔ اگر ہم

روشنی کی تلاش کریں تا کہ ہمیں سچائی
معلُوم ہو۔ تو وہ ہمیں اُن خلوت خانوں میں بھی
دیکھتا ہے جہاں ہم مصرُوف ہو تے ہَیں۔ جو
حلِیم دل سے خُدا کی ہدایت کے خواہاں ہوتے
ہَیں۔ تو فرشتگانِ عالم نورانی اُن کے ساتھ
رہتے ہَیں۔ روحِ پاک نجات دہندہ کی بزرگی
اَور جلال ظاہر کرتا ہے۔ روح پاک کا کام
مسِیح کو بُلند کرنا۔ اَور اُس کی راستباری کی
پاکیزگی۔ اَور نجات عظیم کو جو اُس کے
وسیلہسے ہمیں نصیب ہوتی ہے۔ ظاہر کرنا
ہے۔ مسِیح نے فرمایا ہے۔ وہ مجھ ہی سے
حاصل کر کے تمہیں خبریں دے گا۔
یُوحنّا۱۴:۱۶ صداقت کی رُوح ہی صداقت
الٰہی کا اُستاد ہے۔ خداوند کو بنی آدم کا اتنا
زیادہ خیال ہے۔ کہ اُس نے اپنا بیٹا اُن کے
عوض مرنے کو دے دیا۔ اَور آپنے رُوح کو

اُس نے بنی نوعِ اِنسان کا اُستاد اَور رَہبر بنا دیا۔

باب ۱۱

دُعا کرنے کا حق

خُدااپنی قدرت کاملہ اَور مکاشفہ ، پروردگار ی اَور اپنے رُوح کی تاثیر سے انسان سے ہمکلام ہوتا ہے۔ لیکن صِرف اتنا ہی کافی نہیں ہے۔ اِس کے ماسوا ہمیں لازم ہے۔ کہ ہم اپنے دِلوں کو خُدا کے روبروپیش کریں۔ رُوحانی زندگی اَور تقویت حاصل کرنے کے لئے۔ ہمیں آسمانی باپ کے ساتھ حقیقی رشتہ و تعلق پَیدا کرنا لازمی و ضررُوری ہے یہ تو مُمکن ہے۔ کہ ہمارے دلوں کا دھیان خُدا کی جانب ہو اَور ہم نے اُس کی عنایات اَور برکات پر غوروفکر بھی کِیا ہو۔ لیکن فی الحقیقت تقربِ آلٰہیٰ اَور نزدیکی پروردگار کے اصلی معنی یہ نہیں۔ خُدا سے یگانگت حاصل کر نے کے

لئے اور اپنی زندگی کے متعلق اُس سے کہنے کے لئے ضرور کُچھ نہ کُچھ ہونا چاہیے۔

اپنے دِل کو خُدا کے روبرو اِس طرح کھول دینا ہے جَیسے کہ اپنے حقیقی دوست سے جِی کھول کر گُفتگو کی جاتی ہے۔ دُعاکا یہ منشاء نہیں ہے۔ کہ ہم خُدا سے اپنی حالت کا اظہار کرنے بیٹھیں کہ ہم کیا کُچھ ہَیں۔ بلکہ یہ کہ اُس سے برکت حاصل کر نے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ دُعا خُدا کو ہمارے پاس نِیچے نہیں لاتی۔ بلکہ ہمیں خُدا تک اُوپر پہنچاتی ہے۔

جب مسِیح اِس دنیا میں تھا۔ تو اُس نے اپنے شاگردوں کو دُعا مانگنا سِکھایا تھا۔ اُس نے اُنہیں بتایا۔ کہ اپنی روزِمرّہ کی حاجتوں کو

خُدا کے روبرُو پیش کِیا کریں اَور اپپنی تمام
فکریں اَور نگرانی خدا کے ہاتھ میں سونپ
دیں۔ اَور اُس نے اُن کو اُس کا پُورا پُورا
اِطمینان کرادیا تھا۔ کہ تمہاری درخواستیں
پُوری کی جائیں گی۔ اَور یہی اطمینان آج
ہمارے لئے بھی ہَے۔

جب مسِیح آدمیوں کے درمیان رہتا تھا۔ تو وہ
بسا اوقات دُعا میں مشغول رہا کرتا تھا۔
ہمارے شفیع نے اپنے کو ہماری احتیاج
اَورکمزوریوں میں شامل کر لِیا اَور دُعا و
التجا میں مصرُوف ہو کر اپنے باپ یعنی خُدا
سے تازہ قوّت کی توفیق طلب کی۔ تا کہ
فرائض کی بجا آوری میں آزمائش کے لئے
مضبُوط و طاقت ور ہو۔ وہ سب باتوں میں
ہمارا نمونہ ہے۔ اَور وہ ہماری کمزوریوں میں
ہمارا بھائی ہے۔ وہ سب باتوں میں ہماری

طرح آزمایا گیا۔ لیکن اُس بے گناہ کی ذات پاک گُناہ سے مبّرا رہی۔ اِس کی انسانیت نے دُعا کو لازمی اور ضرُوری ثابت کر دیا ہے۔ اُس کو اپنے باپ سے میل ملاپ اَور یگانگت میں لُطف اَور شادمانی حاصل ہوتی تھی۔ اَور اگر نجات دہندہ یعنی ابن خُدا کو دُعا کی اَحتیاج ہوئی۔ تو بھلانا تو ان گنہگار اَور خطا کار فانی انسان کو متواتر سرگرمی سے کیوں نہ دُعا کی حاجت ہوگی!

ہمارا آسمانی باپ اپنی عنایات اَور برکات بکثرت ہم پر نازل کرنے کو تیاّر ہے۔ اب یہ ہمارا حق ہے۔ کہ ہم اُس لامحدود مُحبّت کے چشمہ سے بخُوبی پئیں اَور سیر ہوں۔ کیا یہ تعجب انگیز بات نہیں ہے۔ کہ ہم دُعا میں اتنی کوتاہی کرتے ہَیں! خُدا اپنے ناچیز سے ناچیز بچےّ کی عاجزانہ دُعا سُننے کے لئے ہر وقت

تیار رہتا ہے۔ لیکن ہم اپنی احتیاج کے اظہار
میں بہت ہی ٹال مٹول اَورسُستی کرتے ہَیں۔
آسمانی فرشتِے اِس لاچار اَور بے بس نوع
انسان کی بابت جو مصیبتوں اَور خطروں کا
شِکار ہے۔ کیا سوچتے ہوں گے۔ جب کہ خُدا
کا دِل اپنی لا محدُود اُلفت و مُحبت کے ساتھ
اُن لوگوں کے لئے تڑپتا ہے۔ اَور اُن کو اُن
کے مانگنے اَور سوچنے سے زیادہ دینے کے
لئے تیاّر ہے! مگر اِس پر بھی لوگ بالکُل
ضعیف ا الایمان اَور نہایت ہی کم دُعا مانگنے
والے ہَیں۔ فرشتے خدا کے سامنے سر بسجُود
ہونا پسند کرتے ہَیں۔ اَور اُس کے نزدیک
رہنے سے خوش ہَیں۔ اُن کے نزدیک سب
سے بڑی مُسّرت اَور خُوشی کا باعث خُدا کے
ساتھ رہنا ہے۔ لیکن انسان جنہیں اُس مدد کی
جو صِرف خُدا ہی دے سکتا ہے۔ بے
انتہاضرُورت ہے مگر معلُوم ہوتا ہے۔ کہ وہ

خُدا کے رُوح کی تجّلی ۔ اَور نُور اَور اُس کی رفاقت کے بغیرچلنے پر رضامند ہیں٠

جو لوگ دُعا سے غفلت کرتے ہَیں۔ اُن پر شیطان کی طرف سے تاریکی چھا جاتی ہے۔ اَور شیطان کی موہ لینے والی آزمائشیں انسان کو گناہ کے جال میں جکڑ لیتی ہَیں۔اَور یہ سب محض اِس لئے وقوع میں آتا ہے۔ کہ لوگ اُن حقُوق کو جو خُدا نے اُنہیں دُعا کی الہٰی بخشش میں عطا کئے ہَیں عمل میں نہیں لاتے ہَیں کیوں خُدا کے بچّے اَور بچیاّں دُعا سے اتنا احتراز کرتے ہَیں۔ حالانکہ دعا ایمان کے ہاتھ میں بطور ایک اَیسی کُنجی ہے۔ جو آسمانی خزانوں کے قُفلوں کو جن میں خُدائے قادرِمُطلِق کی بے شمار برکتیں بھری پڑی ہَیں کھول دیتی ہے! تاوقتیکہ ہم لگاتار دُعا کی کوشش اَور نگرانی نہ کریں۔ یہ بہت ہی ممکن

ہے۔ کہ ہم بے خبری کی دَل دَل میں دھنس
جائیں۔ اَور سیدھے راستے سے بھٹک جائیں
ہمارا دشمن ہر وقت یہ کوشش کرتا ہے۔ کہ
ہماری رسائی خُدا تک نہ ہو۔ کہ کہیں اَیسا نہ
ہو کہ ہم بڑی سرگرمی سے دُعا میں مشغُول
ہوکر ایمان کے وسیلہ سے فضل اَور قوّت
حاصل کر کے آزمائشوں کا مقابلہ کرنے
لگیں۔

چند شرطیں اَیسی ہَیں کہ اگر ہم اِن کا لحاظ
رکھّیں۔ تو خُدا ہماری دُعاؤں کو سُن کر جواب
دے گا۔ ان میں سے اوّل یہ ہے۔ کہ ہم اپنے
خُدا کی مدد کا محتاج جانیں۔ کیونکہ اُس نے
وعدہ کِیا ہے۔ کہ میں پیاسی زمِین پر پانی
اُنڈیلُوں گا۔ اَور خُشک زمین میں نَدیاں جاری
کروں گا۔ یُسعیاہ۳:۴۴۔ جو لوگ راستبازی کے
بُھوکے اَور پیاسے ہَیں۔ اَور جو خُدا کے طالب

ہَیں اُن کو یقین رکھنا چاہیے۔ کہ وہ اچھّی
طرح سے آسودہ کئے جائیں گے۔ اُنہیں رُوح
سے معمُور ہونے کے لئے اپنے دِل کے
دروازوں کو کھولنا چاہیے۔ ورنہ خُدا کی
برکتوں سے محرُوم رہیں گے ۰

ہماری ضرورت خُود ہی ایک اعلیٰ دلیل ہے
جو ہمارے حق میں بڑی صفائی کے ساتھ
التجاء کرتی ہے۔ لیکن پھر بھی اِن سب باتوں
کے لئے خدا کی طرف رجُوع کرنا بہت
ضروری ہے۔ تا کہ وہ ہماری ضرورت پُوری
کرے۔ مانگو تو تُم کو دیا جائے گا۔ متی۷:۷ اَور
جِس نے اپنے بیٹے ہی کو دریغ نہ کِیا۔ بلکہ
ہم سب کی خاطر اُسے حوالہ کردیا۔ وہ اُس
کے ساتھ اَور سب چیزیں بھی ہمیں کِسی طرح
نہ بخشے گا۔ رومیوں۸۔۳۲

اگر ہم اپنے دلوں میں گُناہ کو جگہ دیں۔ اَور عمدًا گُناہ سے لپٹے رَہیں۔ تو خُدا کبھی ہماری نہ سُنے گا۔ مگر شکستہ اَور تائب دل کی دُعا ہمیشہ مقبُول ہوتی ہے۔ جب تمام دانستہ بُرائیوں کی اصلاح کی جائے تو یقین کرنا چاہئے۔ کہ خُدا ہماری دُعاؤں کا جواب دے گا۔ ہماری ذاتی قابلیّت ہمیں کبھی خُدا کی عنایتونتک نہیں پہنچا سکتی۔ ہاں صرف مسِیح کی قابلیت ہی ہے جو ہمیں بچائے گی۔ اَور اُس کا خُون ہمیں تمام خرابیوں سے پاک و صاف کر ے گا۔ تاہم مقّبولیت حاصِل کرنے کے لئے۔ ہمیں ان شرائط کو پورا کرنا ہے۔

غالب آنے والی دُعا کا دُوسرا عنصر ایمان ہے۔ اِس لئے خُدا کے پاس آنے والے کو ایمان لانا چاہئے۔ کہ وہ موجُود ہَے۔ اَور اپنے طالبوں کو بدلہ دیتا ہے۔ عبرانیوں٦:١١۔ مسِیح

نے اپنے شاگردوں سے کہا۔مَیں تُم سے کہتا ہُوں۔ کہ جو کُچھ تم دُعا میں مانگتے ہو یقین کر و کہ تُم کو مِل گیا۔ اَور تمہارے لئے ہو جائے ۔ مرقس۱۱:۲۴۔ کیا ہم کو اُس کے کلام کا یقین ہَے؟ یہ یقین وسیع اَور بے سد ہے۔ کیونکہ جِس نے وعدہ کِیا ہے وہ بڑا صادق القول اور وفادار ہے۔ جو دُعا میں مانگتے ہَیں۔ وہ اُس وقت مقبُول نہ ہو۔ اَور ہم کو نہ مِلے تو بھی ہمیں یقین کرنا لازمی ہے کہ خُدا سُنتا ہے۔ اَور وہ ہماری دُعاؤں کا جواب ضُرور دیتا ہَے۔ واقعی ہم اَیسے نافہم اَور کوتاہ اندیش ہَیں کہ بعض اوقات ہم ایسی ایسی چیزیں خدا سے مانگتے ہَیں۔ جو ہمارے لئے مفید اور برکت بخش نہیں ہوتی ہیں مگر خُدا وند ایسی چیزیں عطا فرماتا ہَے جو ہمارے لئے مفید ہوتی ہَیں۔ اگر ہماری کوتاہ نظری دُور ہو جاتی اَور ہماری آنکھیں ہر بات کی

حقیقت اِسی طرح دیکھ سکتیں جَیسی کہ وہ اصل میں ہَے۔ تو ہم بھی ان ہی چیزوں کو مانگتے۔ اگر ہماری دُعاؤں کے سُنے جانے میں دیر ہو تو ہمیں اُس وعدہ سے لپٹے رہنا چاہئے۔ کیونکہ ایک نہ ایک دن مقبُولیت کا وقت آہی جائے گا۔ اور جس برکت کی ہمیں بے حد ضرُورت ہے۔ وہ ضرُور ہم کو مِلے گی۔ لِیکن اِس امر کا دعویٰ کرنا کہ ہماری دُعا ہر ایک بات میں ہماری حسبِ منشاء اُسی وقت پُوری ہوجائے۔ نہایت گُستاخی ہے۔ خُدا عقل و دانش کا بڑامنبع ہے اِس لئے کہ اِس سے گُناہ اَور خطا کا امکان نا ممکن ہے۔ وہ ایسا نیک ہے۔ کہ وہ اُن لوگوں کو جو راہ راست پر چلتے ہَیں۔ بھلی چیزیں دینے میں ہرگز قاتل نہیں کرتا۔ اِس لئے اُس پر بھروسہ رکھنے میں خوفزدہ نہ ہونا چاہئے۔ خواہ آپ کی دُعا کا جواب فوراً مِلے یا نہ۔ آپ اُس کے

وعدے پر پورا ایمان رکھیں۔ مانگو تو تمہیں
دِیا جائے گا۔ متی۷:۷

قبل اِس کے کہ ہم میں کامل طور پر ایمان پایا جائے۔ اگر ہم شکوک اَور خوف کا لحاظ کریں۔ اَور ہر ایک اَیسی بات کو جس کو روز روشن کی طرح بخوبی سمجھ نہ سکیں حل کرنے کی کوشش کریں۔ تو ہمارا شک اَور بھی زیادہ بڑھتا جائے گا۔ لیکن اگر ہم یہ سمجھیں کہ ہم نہایت ہی ناتواں ہَیں۔ خُدا کے پاس امداد کے لئے آئیں۔ خاکساری میں کامِل ایمان اَور اعتقاد سے اپنے اغراض اُس مالک کے رو برو پیش کریں۔ جو حاضر و ناظر اَور اپنی تمام خلقت کے احوال سے پوُرے طور سے واقف ہَے۔ اَور جِس کا علم لامحدود ہے اَور جو اپنے کلام سے سب پر حکُومت کرتا ہے۔ وہی اِس پر قادر ہےکہ ہماری

دُعاؤں کو بزرگی کا مرتبہ بخشے۔ اَور ہمارے قلوّب کو منّور کرے۔ سچےّ دِل سے دُعا اَور مُناجات کے ذریعہ سے ہمارا اُس لامحدُود خدا وند سے تعلق پَیدا ہو جاتا ہَے۔ ممکن ہے کہ اُس وقت ہمارے پاس کوئی ثبوُت اِس امر کا نہو کہ ہمارا مُنجی ہم پر مہربانی کی نگاہوں اَور مُحّبت بھری نظروں سے جُھکا ہُوا ہَے۔ لیکن فی الحقیقت اَیسا ہی ہے۔ چاہے ہم اُس کی حرکات کو ظاہرہ طور پر دیکھ سکیں یا نہ دیکھ سکیں۔ مگر اُس کا دستِ شفقت ہم پر ہے۔ اَور اُس کی مُحبّت و مہربانی ہمارے شاملِ حال ہے۔

جب ہم خُدا سے رحم اَور برکات کے لئے مُلتجی ہوتے ہیں۔ تو ہمارے دِل میں مُحبّت اَور معافی کی رُوح ہونی چاہئے۔ ورنہ یہ دُعا ہم کِس مُنہ سے مانگ سکتے ہَیں

جس طرح کہ ہم اپنے قرضداروں کو مُعاف کیا ہے۔ تُو بھی ہمارے قرض ہمیں معاف کرمتی۱۲:٦۔ اگر ہم یہ چاہتے ہَیں کہ ہماری دُعائیں سُنی جائیں۔ تو ہمیں لازم ہے کہ ہم بھی دُوسروں کی خطائیں اِسی طریقے اَور کثرت سے معاف کریں۔ جَیسے کہ ہم اپنے گناہوں کی مُعافی کے خواہاں ہَیں۔ دُعاؤں میں استقلال اَور ثابت قدمی مقبُولیّت کی شرط ٹھرائی گئی ہے۔ اگر ہم ایمان اَور تجربہ میں ترقّی کرنا چاہتے ہیں تو چاہئے کہ ہم دُعا مانگنے میں مشغُول رہیں(رُومیوں۱۲:۱۲) دُعا کرنے میں مشغُول اَور شُکر گذاری کے ساتھ اُس میں بیدار رہیں کُلسّیوں۳:۴۔ پطرس نے ایماندارونکو یُوں ہدایت کی ہَے کہ پس ہوشیار رہو اَور دُعا مانگنے میں تیار۔ پطرس۳:۷ پولُوس رسُول کہتا ہَے۔ کہ ہر ایک

بات میں تُمہاری درخواستیں دُعا اَور مِنّت کے وسِیلے سے شکر گذاری کے ساتھ پیش کی جائیں۔ فلپیوّں ۶:۴۔ یہوداہ کے خط میں آیا ہَےرُوح القدّس میں دُعا کر کے . . . . خُدا کی محبّت میں قائم رہو۔ یہوداہ۲۱:۲۰۔ بلا ناغہ خُدا اَور رُوح کے درمیان ایک نہ ٹوٹنے والا سِلسِلہ ہَے۔ اَور اسِی تعلق سے حیات کا چشمہ خُدا سے ہماری زندگیوں میں آتا ہے اَور ہماری زندگیوں سے پاکیزگی اَور نیکی صادر ہو کر خُدا کی طرف رجُوع کرتی ہَے۔ دُعا میں ہوشیاری اَور بیداری کی ضُرورت ہے۔ کوئی چیز آپکو اِس سے نہ روکے۔ ہر ممکن طریقہ کو کام میں لا کر اپنی روح اَور مسِیح کے درمیان تعلّق اَور رِشتہ کو قائم رکھّیں۔ جہاں کہیں دُعا اَور مُناجات کی جارہی ہو وہاں ضُرور شامل ہوں۔ جو لوگ فی الحقِیقت تقربِ آلہیٰ کے جویاں ہَیں وہ ضرُور

دُعا اور مُناجات میں ثابت ہوں گے۔ اَور سرگرمی و مستعدی سے ہر ایک جائز اور ممکن فائدے کو حاصل کریں گے۔ وہ ہر ایک اَیسے موقع کو جس سے آسمانی روشنی اُن کے دلوں میں چمکنے کا موقع ہو۔ ہاتھ سے نہ جانے دیں گے۔

ہمیں اپنے گھرانے میں دُعا ومناجات جاری رکھنا چاہئے۔ اُس کے علاوہ علیحدگی میں جا کر دُعا مانگنا ترک نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ یہی رُوح کی جان ہے۔ اگر دُعا سے غفلت کی جائے۔ تو رُوح خُوش حال نہیں ہو سکتی ہَے۔ جماعتی یا خاندانی دُعا ہی کافی نہیں ہے۔ بلکہ تنہائی میں اپنی رُوح خداوند کے رُوبرو پیش کر کے دعا مانگیں۔ پوشیدہ دُعا صرف دُعا سُننے والا خدا ہی سُنتا ہے۔ اُس کے سِوا اَور کِسی معمولی انسان کے کان میں اَیسی دُعائیں

نہ پہنچائی جائیں۔ پوشیدہ دُعائیں آس پاس کے اثرات اَور فضولیات سے آزاد ہوتی ہیں۔ اِس طرح رُوح سنجیدگی اَور سرگرمی سے خُدا تک رسائی حاصل کرتی ہے۔ وہ خُدا جو پوشِیدگی میں دیکھتا ہَے۔ اَور جِس کے کان اُس دُعا پر لگے رہتے ہَیں جو سچّے دل سے کی جاتی ہے۔ اُس کی ذات پاک سے تسلیّ اَور اطمینان دُعا کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے۔ صِرف سادہ ایمان اَور تسکین کی بدولت رُوح کو خُدا سے تعلق حاصل ہوتا ہے۔ اَور خُدا کے نُور کی کرنیں مجتمع ہو کر رُوح کو اَیسی قوّت بخشتی ہیں کہ وہ ابلیس سے مقابلہ کرنے کی طاقت اَور مدد حاصِل کر لیتی ہے۔ خُدا ہماری قوّت و توانائی کا حصار ہے۔

اپنی خلوت گاہ میں دُعا کِیا کریں۔ اَور جب اپنے روزمرّہ کے کام کاج میں مصرُوف و

مشغُول ہوں۔ تو اُس وقت بھی آپ کے لئے
باعث سلامتی ہَے کہ آپکے دل کی لَو خدا
سے لگی رہا کرے۔ اسی طرح حسنُوک خُدا
کے ساتھ ساتھ چلتا تھا۔ دل ہی دل میں جو ُعا
مانگی جاتی ہے۔ وہی خُدا کے تخت کے
سامنے بیش قیمت بخُور کی طرح مہکتی ہے۔
جو دل اس طرح خُدا سے لگا ہو اُس پر
شیطان غلبہ نہیں پا سکتا۔

کوئی وقت اَور مقام ایسا نہیں ہے۔ جہاں سے
اِنسان دُعا نہ کر سکے۔ دُنیا میں کوئی شے
اَیسی نہیں ہے۔ جو ہمارے دِلوں کو سرگرم
رُوحانی دُعا کی طرف مائل ہونے سے روک
سکے۔ جس حال کہ ہم اپنے کاروبارمیں
مشغُول ہوں۔ یا بازار میں لوگوں کے مجمع
میں گِھرے ہوں اُس وقت بھی ہم خُدا سے
مُناجات کر کے الہیٰ رہبری کے لئےمِنّت کر

سکتے ہَیں۔ اَورنحمیاہ نبی کی طرح جیسے
اُنہوں نے ارتخششستاہ بادشاہ سے عرج کرتے
وقت خُدا سے مناجات کی تھی۔ ہم بھی خُدا
کے فضل کے لئے عرض کر سکتے ہَیں۔ ہم
جہاں بھی ہوں خُدا سے دُعا کرنے کے لئے
تنہائی کا موقع نِکال سکتے ہَیں۔ ہمیں اپنے دل
کے دروازہ کو برابر کُھلا رکھنا چاہئے۔ اَور
عالم بالائی کی طرف استدعا کرتے رہنا
چاہئے۔ تاکہ آسمانی مہمان کی طرح مسِیح
ہماری رُوح میں بسیرا کرے۔

گو ہمارے اِردگِرد بُری اَور ناقص ہوا تمام
اطراف میں بھری ہو۔ تو بھی ہمیں اُس میں
سانس لینے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ آسمانی
صاف و شفاف ہواپر اپنے زندگی گُذاریں۔
سچّی دُعا میں اپنے دِلکر اپنے خُدا کی طرف
بُلندکر کے ہم ہر ناقص تصّور اَور گندہ خیال

کو روکنے کے لئے۔ ہر مُمکن طور سے دل
کے بند دروازہ کو بندکر سکتے ہَیں۔ جن
لوگوں کے دل خُدا وند کی برکات اَور امداد
کے لئے کُھلے ہیں۔ وہ بُری کی بجائے مقدّس
ہوا میں چلیں گے۔ اَور ہمیشہ خُدا کی یگانگت
میں رہیں گے۔

ہمیں مسِیح کی خُوبیوں کو زیادہ صفائی سے
دیکھنا چاہیے۔ اَور ابدی چیزوں کی قدروقیمت
زیادہ سمجھنے کی ضرُورت ہے۔ خدا پاکیزگی
کی خُوبصورتی سے اپنے فرزندوں کے دلوں
کو بھرتا ہے۔ اَور اِس کی تکمیل کے لئے
ہمیں خُدا سے جو آسمانی چیزوں کا ظاہر
کرنے والا ہَے۔ مُلتجی ہونا چاہئے۔

رُوح کو عالم بالا کی طرف رجُوع ہونے دیں۔
تاکہ خُدا آسمانی فضا میں سے سانس عطا

کرے۔ ہم کو خُدا سے اَیسی قُربت حاصل کرنا چاہئے۔ کہ ہر غیر مترقبہ حادثہ کے موقع پر ہمارے خیالات فطرتاً اُسکی طرف اَیسے رجُوع ہُوا کریں جَیسے کہ پھُول قدرتی طور پر سوُرج کی طرف رجوُع کرتا ہَے۔

اپنی حاجتیں۔ ضرورتیں۔ رنج۔ فکریں۔اَور خوف و خطر خُد ا کے سامنے پیش کریں۔ کیونکہ اس طرح آپ نہ خُدا پر بوجھ ڈال سکتے ہَیں۔ اَور نہ اُس کو پریشان کر سکتے ہَیں۔ جِس نے آپ کے سر کے بالوں کو بھی گِن لِیا ہے۔ وُہ اپنے بچّوں کی ضرورت سے غافل نہ ہوگا۔ خدا وند کا بہت ترس اَور رحم ظاہر ہوتا ہے۔ یعقُوب۱۱:۵۔ ہمارے غموں سے بلکہ اُن کے ذکر سے بھی خُدا کے پُر مُحبّت دل پر اثر ہوتاہے۔ جو چیز آپ کے دل کو پریشان کئے ہُوئے ہے اُسے اُس کے پاس

لے جائیں۔ اُس کے لئے کوئی چیز گراں
بھاری نہیں وہ تمام عالموں کو برقرار رکھتا
ہے۔ اَور اُن کا انتظام قائم کرتا ہے۔ جو چیز
ہماری صُلح و سلامتی کے مُتعلّق ہو۔ وہ اُس
کی نگاہ میں ادنیٰ اَور ناچیز نہیں ٹھہرتی ہے۔
ہماری عملی زندگی کا کوئی باب بھی ایسا
نہیں ہے۔ جس کو وہ نہ پڑھ سکے۔ کوئی
مصیبت اَیسی نہیں جِسے وہ سُلجھا نہ سکے۔
اُس کے ادنیٰ سے ادنیٰ فرزند پر کوئی آفت،
کوئی پریشانی اُس کی رُوح کو اذیت پہنچائے۔
کوئی سچّی دُعا اُسکے لبوں سے نکلے۔ کوئی
اَیسی چیز جِس سے ہمارا آسمانی باپ واقف نہ
ہو۔ اَور اس کا فوراً تدارک نہ کرے۔ وہ
شکستہ دلوں کو شفا دیتا ہے۔ اَور اُن کے زخم
باندھتا ہَے۔ زبور۱۴۷:۳۔ خُدا کو ہر ایک بشر
کی رُوح سے جُدا جُدا ایسا دِلی تعلق ہَے۔ کہ

گویا کوئی اَور رُوح نہ تھی۔ جِس کے لئے اُس نے اپنے عزیز ترین بیٹے کو مرحمت فرمایا۔

مسِیح نے فرمایا ہے۔ کہ تُم میرے نام سے مانگو گے اَور مَیں تم سے یہ نہیں کہتا کہ باپ سے تُمہارے لئے درخواست کرُوں گا۔ اِس لئے کہ باپ آپ ہی تم کو عزیز رکھتا ہے.......اگر باپ سے کُچھ مانگو گے تو وہ میرے نام سے تُم کو دیگا۔ مَیں نے تمہیں چُن لِیا....... تا کہ میرے نام سے جو کُچھ باپ سے مانگو وہ تُم کو دے۔ یُوحنّا۱۶:۲۶،۲۷۔ باب ۱۵:۱۶۔ لیکن مسِیح کے نام سے مانگنے کے معنی اِس سے اپنی دُعاؤں کے اوّل اور آخر میں اُس کا نام لے لِیا۔ کہِیں زیادہ ہیں لیکن یاد رہے کہ اِس منشاء یہ ہے۔ کہ مسِیح کے مزاج اَور رُوح میں دُعا کرنا ہے۔ اور جب کہ ہم اُس کے وعدوں کا یقین کرتے ہَیں۔ تو اُس کے

فضل پر بھروسہ رکھ کر اُس کی خدمت میں مشغُول بھی رہنا ہے۔

خُدا یہ نہیں چاہتا کہ ہم میں سے کوئی فقیر یا تارک دُنیا ہو کر گوشہ نشین ہو جائے اور خانقاہوں میں راہب یا زاہد بن کر بیٹھے تا کہ دنیوٰی امور سے مُنہ موڑ کر محض عبادت میں مشغُول رہے۔ بلکہ مسِیح خُداوند کی مانند زنگی ہونی چاہئے۔ یعنی تنہائی اَور مجمع دونو ں میں بسر کریں۔ جَسے وہ کبھی تو پہاڑوں میں تنہائی کی غرض سے چلا جاتا تھا۔ اَور کبھی لوگوں کے بڑے بڑے مجمع میں موجُود ہوتا تھا۔ جو شخص شب و روز دُعا کے سوا اَور کُچھ بھی نہیں کرتا ہے۔ وہ یقیناً تھوڑے دِنوں میں دُعا کرنا چھوڑ دے گا۔ یا اُس کی دُعائیں محض ایک رسمی طریقہ بن کر رہ جائیں گی ۔ جب انسان ملنساری اَور

سماجی زندگی سے علیحدٰہ ہو جاتے ہَیں۔ اَور مسِیحی فرض ا َور صلِیب اُٹھانے سے کنارہ کش ہو جاتے ہَیں۔ جب وہ لوگ اپنے اُس آقا کے لئے دلچسپی اَور سرگرمی سے خدمت کرنا چھوڑ دیتے ہَیں۔ جس نے خود اُن کے لئے دلچسپی اَور سرگرمی سے خدمت کیہے۔ تو وہ دُعا کا اصلی مفہوم بُھو جا تے ہَیں۔ اَور اُن کے دل سے دُعا کی خواہش اَور رغبت جاتی رہتی ہَے۔ اُن کی دُعاؤں میں خود غرضی اَور خود پسندی بھری ہوتی ہے۔ اَیسے لوگ نسل اِنسانی کی بھلائی اَور بہتری کے لئے کبھی دُعا نہیں مانگتے۔ اور نہ وہ مسِیح کی بادشاہت کی ترقی اَور اُس کے قیام کے لئے دُعا کرتے ہیں۔ تا کہ وہ طاقت پا کر خُوب کام کاج کر سکیں۔

جب ہم خُدا کی خدمت میں باہم مِل کر ایک دُوسرے کی ہمّت افزائی اَور حَوصلہ افزائی نہیں کرتے۔ تو بڑا نقصان اُٹھاتے ہَیں۔ خُدا کے کلام کے حقائق اَور خُوبیاں ہمارے دلوں سے جاتی رہتی ہیں۔ پاک کرنے ولے اثر سے ہمارے دلوں کو تحریک اَور سرگرمیں حاصل نہیں ہوتی ہَے۔ اَور ہماری روحانیّت کمزور ہو جاتی ہے۔ ہم بحیثیت مسِیحی ایک دُوسرے سے ہمدردی اَور دل سوزی نہ کر کے بہت نُقصان اُٹھاتے ہَیں۔ جو شخص کِسی سے ملنا پسند نہیں کرتا۔ وہ خُدا کےاُس ارادے کو جِس کے لئے اُس شخص کو خلق کیا ہَے۔ سلب کرتا ہَے۔ ہم میں سماجی و مِلنسار عناصر کی باقاعدہ بالیدگی اور نشوونما ہو تو ہم میں دوسروں کے لئے مُحبّت و ہمدردی پَیدا ہوتی ہے۔ اَور خُدا کی خدمت میں ہماری ترقی اَور قوّت کا مُوجب ہوتی ہے۔

اگر مسِیحی آپس میں برادرانہ اتحاد قائم رکھ
کر خُدا کی مُحبّت کا تذکرہ اَور نجات کی بیش
بہا صداقت کی بابت گفتگو کِیا کریں۔ تو خود
اُن کے دِل تازہ ہوں گے اور وہ دُوسروں کو
بھی تازگ بخشیں گے۔ ہم روز بروز اپنے
آسمانی باپ کی بابت واقفیّت حاصل کرتے
جائیں گے۔ اَور اُس کے فضل و جلال کا نیا
نیا تجربہ ہمیں ہو جائے گا۔ تب ہم اُس کی
مُحبّت کا ذِکر کرنے کی خواہش کریں گے۔
جب ہم اَیسا کریں گے تو ہمارا اپنا دل سرگرم
اَور با ہمّت ہوگا۔ اگر ہم مسِیح کی با بت زیادہ
خیال اَور زیادہ بات چیت کریں گے۔ ا َور
اپنے مُتعلق کم خیال کریں گے۔ تو ہمیں اُس
کی حضُوری بہت زیادہ حاصل ہوگی۔

اگر ہم خُداوند کا اُتنا ہی خیال کریں۔ جِتنا کہ وہ ہمارا خیال رکھتا ہَے۔ تو ہم اُسے ہر وقت اپنے دلوں میں رکھیں گے۔ اَور ہمیں اُس کی بابت بات چیت کرنے اَور اُس کی حمد و تعریف سے خُوشی و شادمانی ہوگی۔ حقیقی سرُور حاصل ہوگا۔ ہم کو دنیوی چیزوں سے محبّت اور دلچسپی ہوتیی ہے۔ اِس لئے ہم اُن کے مُتعلق گفتگو کرتے رہتے ہیں۔ دوستوں کی بابت اِس لئےبات چیت کرتے ہَیں کہ اُن سے مُحبّت رکھتے ہَیں۔ ہمارے رنج وراحت کا تعلق اُن ہی سے ہے۔ لیکن اِن فانی دوستوں کی نسبت خُدا سے مُحبّت و پیار کرنے کے لئے ہمارے پاس ایک بہت ہی بڑا و عجیب سبب ہے۔ دُنیا میں رہ کر ہماری طبیعت کے لئے یہ ایک لازمی امر ہونا چاہئے۔ کہ ہم خُدا کے تصّور میں سب سے مقدم ٹھہرا کر اُس کی قُدرت قوّت اَور خُوبیوں کا چرچا کریں۔

وہ نادر نعمتیں جو خُدا نے عطا کی ہیں۔ وہ اِس لئے نہیں ہَیں کہ ہم اُنہیں کے تخیلاّت میں اِس قدر مشغول رہیں۔ اَور یادِ خُدا سے غافِل ہو جائیں۔ اَور اُن ہی سے مُحبّت کرنے لگیں۔ بلکہ اِن چیزوں کے عطا فرمانے سے خُدا کا مقصد یہ ہے۔ کہ لوگ اپنے آسمانی باپ کے مشکور ہوں اُس سے تعلق پیدا کریں۔ اَور اُس کی مُحبّت کے رشتہ میں مُنسلک ہوں۔ ہم دُنیا کی چیزوں میں بے حد مشغول ہو گئے ہَیں۔ ہمیں لازم ہے۔ کہ اب ہم اپنی نظریں آسمانی ہیکل کے کُھلے ہُوئے دروازوں کی طرف بُلند کریں۔ جہاں کہ خُداوندتعالیٰ کا جلال مسِیح کے نُورانی چہرے سے مُنوّر ہے۔ اَور جو لوگ اُس کے وسلیے سے خُدا کے پاس آتے ہیں۔ وہ اُنہیں پُوری نجاب دے سکتا ہے۔ عبرانیوں۲۵:۷۔

پس یہ ضروری ہے کہ ہم خُدا وند کی
حمدوثناء زیادہ سے زیادہ کِیا کریں۔ خُدا وند
کی شفقت کی خاطر۔ اَور بنی آدم کے لئے اُس
کے عجائب کی خاطر اُسکی سِتائش کریں۔
زبور۸:۱۰۷۔ سچّی اَور حقیقی عِبادت کے
صرف یہ معنی نہیں ہَیں کہ ہم خُداوند سے
ہمیشہ کُچھ مانگتے اَور پاتے ہی رَہیں۔ ہمیں
اپنی طبیّعت اَیسی نہ بنانا چاہئے۔ کہ ہم ہمیشہ
اپنی خواہشوں کے پُورا کرنے کی فِکر میں
لگے رہیں۔ اَور کبھی اُن بخششوں کا خیال
بھی نہ کریں۔ جو خُدا سے باافراط ملتی رہتی
ہَیں۔ دُعا مانگنے میں زیادہ وقت صِرف اپنی
حا جتوں کو خُدا کے روبرُو پیش کرنے میں
صرف نہ کرنا چاہئے۔ بلکہ اُس کی بخششوں
کے لئے مشکُور رہتے ہیں۔ تاہم ہم اُس کی
عبادت سے احتراز اَور حمد و ثناء میں کوتاہی
ہی کرتے ہَیں۔ پچھلے زمانہ مین جب بنی

اسرائیل خُدا کی عِبادت کرنے کے لئے اکِٹھے
ہوئے۔ تو خُدا نے فرمایا کہ تم خُداوند اپنے
خُدا کے حضُور کھانا۔ اَور اپنے گھرانوں
سمیت اپنے ہاتھوں کی کمائی کی خوشی بھی
کرنا جِس میں خُدا نے تُجھ کو برکت بخشی
ہو۔ اسِتثنا۷:۱۲ پس جو کُچھ خُداوند کے اظہار
اور جلال کے لئے کِیا جائے۔ وہ بصد خوشی
و شُکرگزاری اَور حمدو ثناء کے گیت گا کر
کِیا جائے نہ کہ رنج و ملال کے ساتھ بادِل
نخواستہ۔

ہمارا خُدا ایک نہایت مہربان اَور رحیم باب
ہے۔ اُس کی خدمت کو بوجھل اَور مشکل
تصّور نہ کیا جائے۔ بلکہ اُس کے احکام کی
بجاآوری اَور اُس کی فرمانبرداری کو باعثِ
مُسّرت تصّور کرنا چاہئے۔ وہ خُدا جس نے
اپنے فرزندوں کے لئے اتنی بڑی نجات مہیّا

کر دی ہے۔ یہ نہیں چاہتا ہے ۔ کہ لوگ اُسے
ظالم بادشا ہ اَور سخت گیر حاکم تصّور کریں۔
وہ تو لوگوں کا سب سے عزیز دوست ہے اَور
جب لوگ اُس کی عبادت کرتے ہَیں۔ تو وہ اُ ن
کے شامل حال ہو کر اُنکو تسلّی و تشفی ،
برکت اَور اطمینان عطا فرماتا ہے۔ اَور اُن
کے دِلوں کو مُحبّت اَور شادمانی سے معمُور
کر دیتا ہے۔ خُدا چاہتا ہے کہ لوگ اُس کی
عبادت سے دل لگا کر مسرُور ہوں اَور اُس
کے احکام کی بجا آوری کو مُشکل نہ سمجھیں
بلکہ اُس سے مِلے رہیں۔ وہ ی چاہتا ہَے کہ
جو لوگ اُس کی عبادت میں شرکت کریں۔ وہ
اپنے ساتھ اُس کی حفاظت اَور محبت کے بیش
بہا خیالات رکھّیں۔ تا کہ وہ اپنی زندگی اَور
روزمّرہ کے کاموں میں خُوش ہوں اَور اُن کر
خُدا کا فضل نازل ہو اَور وہ ہر ایک کام میں
وفادار اَور دیانت دار ثابت ہوں۔

ہمیں صلِیب کے چوگرد مجتمع ہونا چاہئے
اَور یہ الابدی امر ہے کہ ہم قولاً فعلاً اَور
ارادتاً مسِیح مصلُوب کو یاد کرتے رہیں۔ اپنے
دِلوں کو اُس کی یاد سے مسرُور کِیا کریں۔ ہر
ایک نعمت جو خدا کی طرف سے نازل ہوتی
ہے۔ ہمارے لئے ضروری ہے۔ کہ ہم اُس کا
خیال رکھیں۔ اَور جب اُس کی کامل مُحبت کا
احساس ہو تو اپنے تمام امور کو اُن ہاتھوں
میں سونپ دینا چاہیے۔ جو ہمار ے لئے صلِیب
پر کِیلیں ٹھونک کر زخمی کئے گئے تھے۔

حمدوثناء کے پر لگا کر رُوح بہشت بریں کے
نزدیک پہنچ سکتی ہے۔ خُداوند دوعالم کی
تعریف آسمان پر گیتوں میں گائی جاتی ہے۔
اگر ہم بھی اسی طرح ُس کا شکریہ ادا کرتے
ہَیں۔ تو گویا آسمانی جماعت کی عبادت میں

شرکت کرتے ہیں۔ جو شکر گزاری کی قُربانی
گُذارنتا ہے۔ وہ میری تمجید کرتا ہَے۔
زبور۲۳:۵۰۔ لہذا ہمارے لئے مناسب یہ کہ ہم
سچیّ اَور پاک خوشی سے اپنے خالق کے
حضور شُکر گزاری اور گانے کی آواز کے
ساتھ(لسبعیا۳:۵۱۰) حاضر ہوں۔

باب ۱۲

شک کا علاج

اکثر مسیحی خصوصاً اَیسے شخص جنہیں مسیحی زندگی میں تھوڑا تجربہ ہوتا ہَے۔ بسا اوقات شک و شُبہ کا شکار ہو کر دور بہک جاتے ہیں۔ کتاب مقدّس میں بہت سی باتیں اَیسی ہیں جنہیں وہ نہ توہ سمجھتے ہَیں۔ اور نہ اُن کی تشریح کر سکتے ہیں۔ اَور اُنہی باتوں کو شیطان پیش کر کے کلامِ خُدا پر سے اُن کے ایمان کو ہلا دینے کی کوشش کرتا ہے۔ تا کہ وہ اُس کو غیر الہامی سمجھ کر اِنسان کے لئے خُد ا کامکاشفہ نہ سمجھیں۔ وہ اَیسے سوال کرتے ہیں کہ بھلا ہم کَیسے راہ حقّ پائیں؟ اگر کتابِ مقدّس فی الحقیقت کلامِ

خدُا ہے۔ تو ہماری یہ پریشانی اَور شکوک کَیسے رفع ہوں؟

خُدا ہمیں اُسوقت ایمان لانے کے لئے نہِیں کہتا جب تک کہ کافی اَور ٹھوس ثبوت نہیں دیتا۔ جِن پر ہم اپنے ایمان کی بُنیاد رکھّ سکیں۔ خُدا کی ہستی اَور اُ س کے خصائص و اطوار اَور اُس کے کلام پاک کی سچائی کے اثبات اَیسی گواہی پر منحصر ہَیں جو قوّت امتیاز میں بالکُل معقول ہے۔ اَور یہ شہادتیں بکثرت موجُو د ہَیں۔ تاہم خُدا وند عالم نے شکوک کا امکان بالکُل نہیں ہٹایا ہے۔ ہمارے ایمان کو دلیل اَور ثبوت پر نہیں بلکہ شہادت پر قائم ہونا چاہئے۔ جو شک کی تلاش کریں گے۔ اُن کو اَیسے موقع مِل جائیں گے۔ جہاں وہ شک کر سکیں۔ لیکن جو لوگ فی الحقیقت سچائی ا َور حقیقت کے خواہاں اَور جویاں ہیں اُنہیں

سینکڑوں شہادتیں و گواہیاں ملیں گی۔ جب پر
اُن کے ایمان کی مضبوط و مستحکم بنیاد
رکھیّ جا ئے گی۔

محدود دماغوں سے یہ اسرار بالکُل نا ممکن
ہے۔ کہ ہستی غیر محدود(یعنی خُدا) کے
اطوار و افعال کو پُوری طرح سمجھ
سکیں۔ عقلمند سے عقلمند اَور عالم سے عالم
شخص کی عقل کے سامنے بھی خُدا کی پاک
ذات پردہ میں پوشیدہ رہتی ہے۔ کیا تُو تلاش
سے خُدا کو پا سکتا ہے؟ کیا تُو قادر مطلق کا
بھید کمال کے ساتھ پا سکتا ہے؟ وہ تو آسمان
کی طرح اُونچا ہَے۔ تو کیا کر سکتاہے؟ وہ
پاتال سے گہرا ہے۔ تو کیا جان سکتا ہے؟
ایوب۷،۸:۱۱

پولوس رسُول فرماتے ہیں کہ واہ!خُدا کی دولت اَور حکمت اَور عِلم کیا ہی عمیق ہَے!اُس کے فَیصلے کِس قدر ادراک سے پرے اَور اُس کی راہیں کیا ہی بے نشان ہَیں! رومیوں۱۱۔۳۳۔ اَور صداقت اَور عدالت اُس کے تخت کی بنیاد ہیں زبور۲:۹۷

ہم یہاں تک اُس کے تعلقات کو جو وہ ہم سے رکھتا ہَے۔ سمجھ سکتے ہَیں اَور اُن مقاصد کو جو اُسے متحرک کرتے ہیں۔ پہچان سکتے ہَیں۔ جن کے ذریعہ سے وہ ہمارے ساتھ سلُوک کرتا ہَے۔ تا کہ ہم اُس کی لا محدود اَور بے انتہا محبّت اور رحم کو جو اُس کی قُدرت سے وابستہ ہَیں دیکھ سکیں۔ ہم خُدا کے اِرادوں میں سے جِتنا ہماری بہتری و بہبُودی کے لئے ہے بخوبی سمجھ سکتے ہَیں۔ اَور اُس کے آگے جاننے کے لئے ہمیں اُس قادرِ

مُطلق کے دستِ قُدرت اَور اُس کے محبّت بھرے دل پر توکل رکھنا چاہئے۔

جَیسے محدودالعقل اِنسان خُدا کے بھیدوں سے پُورے طَور پر واقف نہیں ہو سکتا ہے۔ اُسی طرح اُس کا پاک کلام بھی پُر معنٰی ہے۔ جس کو محدود اِنسان سمجھ نہیں سکتا ہے۔ گُناہ کا اِس دُنیا میں داخل ہونا۔ مسیح کا مجسّم ہونا۔ نئی پیدائش۔ قیامت اَور اِن کے علاوہ اَور بہت سے مضامین بائبل مُقدّس میں ایسے ہَیں۔ جو انسانی عقل و فہم سے باہر ہَیں۔ اِس لئے اِنسان نہ تو اُن کی تشریح کر سکتا ہے۔ اَور نہ اُن کو پُورے طَور سے سمجھ سکتا ہے۔ چونکہ ہم خُدا کے پاک کلام کے بھیدوں کو نہیں سمجھ سکتے ہَیں۔ اِس لئے یہ کوئی سبب نہیں کہ ہم خُدا کے کلام پر شک کریں۔ مادی دُنیا جِس میں ہم بستے ہیں۔ اِس میں ہمارے چاروں

طرف سینکڑوں باتیں ایسی ہَیں جن کو ہم
مُطلق نہیں سمجھ سکیتے۔ زندگی کی سب
سے چھوٹی چھوٹی مخلوقات اَیسی ہیں۔ کہ دانا
و عالم اَور قابل فلسفہ دان اُن کو نہیں سمجھ
سکتے۔ چاروں طرف ایسی باتیں ہَیں ۔ جو
ہماری عقل و سمجھ سے باہر ہیں۔ پس جب
ہماری دُنیا میں یہ حال ہے ۔ تو کیا تعجب ہے
کہ روحانی عالم میں بہت سی بھید کی باتیں
ہوں جو ہماری سمجھ سے باہر ہوں؟ فی
الحقیقت بات یہ ہے کہ انسان کی دماغی
کمزوری اور تنگ نظری ہی اِس مُشکل کی
وجہ ہَے۔ خُدا نے اپنے کلام میں بے شمار
شہادتیں پیش کی ہَیں۔ جن سے ہم معلُوم کر
سکتے ہَیں کہ وہ الہامی ہَیں۔ اَور چونکہ ہم
اِس کے سارد ے بھید نہیں سمجھ سکتے۔ اِس
لئے چاہئے کہ ہم اپنے دِل میں پاک کلام کے
متعلق شک و شبہ نہ رکھّیں۔

پطرس رسوُل فرماتے ہیں۔ کہ کلام ربّانی مینبعض باتیں اَیسی ہَیں ، جن کا سمجھنا مشکل ہَے۔ اَور جاہل اَور بے قیام لوگ اُن کے معنوں کو بھی۔۔۔کھینچ تان کر اپنے لئے ہلاکت پیدا کرتے ہیں۔ (۲پطرس۳:۱۶) چونکہ کتاب مقدّس میں اَیسے مقامات ہَیں۔ جب کا سمجھنا مُشکل ہے ۔ اس لئے منکر لوگوں کا یہ دعویٰ ہے۔ کہ نوشتوں کے جھُوٹے ہونے کے ثبوت ہیں۔ مگر بر عکس اِن کے یہ مُشکل مقامات ہی بائبل کے الہامی ہونے کے اثبات ہَیں۔ اگر اُس میں الہیٰ امور صرف اَس قدر مذکور ہوں جتنے کہ ہم آسانی سے سمجھ سَکتے ہَے۔ اور اگر خُدا کی عظمت اَور بزرگی کا اُتنا ہی تذکرہ ہو جِتنا کہ محدود عقل بخوبی جان سکتی ہے۔ تو پھر کتاب مقدّس میں آلہٰی اختیار کے اثبات ہرگز نہ ہوں گے۔

بلکہ بات یہ ہے کہ کِتاب مُقدّس کے مظامیں
کی عظمت اَور بَھید ہی ہَیں کہ جو انسان میں
ایمان پیدا کرتے ہَیں۔ کہ یہ خُدا کا کلام ہے۔

کتاب مقدّس تمام صداقتوں کو ایسی سادگی
مُنکشف کرتی ہے اَور انسان کی دلی
خواہشات کو اَیسی تکمیل کے ساتھ پُورا کرتی
ہے۔ کہ بڑے تعلیمیافتہ اَور فاضل حیران ہو
جاتے ہَیں۔ اَور اِن کی حیرانی کا باعث ہوتا
ہے کہ کِس طرح یہ غریب اور معمولی تعلِیم
یافتہ انسان کو مدد دیتی ہے۔ کہ وہ راہِ نجات
سے باخبر ہو جائے۔ تو بھی اِن سادگی آمیز
بیانوں میں صِداقت اعلیٰ ترین اَور اِنسان کے
فہم اور ادراک اور سمجھ سے اِس قدر بالا
ترین مضامیں پائے جاتے ہَیں۔ کہ ہم اُن کو
صرف اِس لیے قبول کرتے ہَیں۔ کہ خُدا ہی
نے اُنہیں فرمایا ہَے۔ یُوں تدبیر تجات یعنی

مسیح کے کفّارہ سے نجات کی تجویز ہمارے سامنے کُھل جاتی ہے۔ تا کہ ہر ایک انسان کو وہ اقدام معلوم ہو جائیں۔ جو اُسے تو بہ میں خُدا کی طرف اَور ایمان میں مسیح کی طرف اُٹھانے ہیں۔ تا کہ وہ خُدا کے مقرّرہ انتظام کے مطابق نجات حاصل کر لے۔ تاہم اِن صداقتوں میں جو باآسانی سمجھ میں آسکتی ہَیں اَیسے بھید چُھپے ہوئے ہیں۔ جو اُس کے جلال میں وابستہ ہَیں۔ یہ ایسے بھید ہَیں جو کھوج و تلاش سے دماغ سے بعید ہوتے ہَیں۔ لیکن سچّے کھوجنے والے کے دل میں خَوف تعظیم اَور ایمان پَید ا کر دیتے ہیں۔ اَور جِس قدر وہ کلامِ پاک کی جُستجو میں عر ق ریزی کرتا ہے۔ اَسی قدر اُس کا دِل اس بات کا قائل ہو جاتا ہے کہ یہ زندہ خُدا کا کلام ہے۔ اَور اِس آلہیٰ مُکاشفہ کے سامنے اُسے اِنسانی عِلم

و دانش اَور دلیل و حجّت ہیچ و ناچیز نظر آتے ہیں۔

اس بات کا اقرار کرنا۔ کہ کلامِ پاک کی اعلیٰ صداقتیں ہماری سمجھ میں پوُرے طور سے نہیں آسکتیں ہَیں۔ اِس امر کے مترادت ہے کہ محدود دماغ غیر محدود وجوُد کو پُور ے طور سے سمجھنےسے قاصر ہَے اَور محدود العقل اِانسان اس عالم الغیب کے مقاصد مو سمجھنے سے قاصر ہَے۔

چو نکہ مُنکر اَور شکیّ خُدا کے کلام کی تہ تک نہیں پہنچ سکتے ہَیں۔ اس لئے وہ خُدا کے کلام سے مُنحرف ہو جاتے ہَیں۔ اَور جِتنے لوگ کتاب مقدّس کے ماننے کا دعویٰ کرتے ہَیں۔ وہ سب کے سب اُس خطرے سے محفوظ نہیں ہیں۔ رسُو ل مرماتا ہے کہ اے بھائیو!تُم

میں سے کِسی کا اَیسا بُرا اَور بے ایمان دِل نہ ہو جو زندہ خُدا سے پِھر جائے۔
عبرانیوں۳:۱۲ کلامِ خُدا کو نہایت گہری نظر سے دیکھنا اَور اُس کی تعلیم پر غور کرنا نہایٹ ضُروری ہے۔ بلکہ خُدا کی تہ کی باتوں پر بھی جہاں تک کہ وہ مُنکشف کی گئی ہَیں۔ نظر غور رہنا چاہئے۔ جبکہ غیب کا مالک تو خُدا ہی ہے پر غیب کی باتیں جو ظاہر کی گئیں ہیں۔ وہ ہمارے لئے ہیں۔ استثنا۲۹:۲۹۔ لیکن شیطان کا کام دماغ کی محقق قوّتوں کو اُلٹا کرنا ہَے۔ اَور بعض احباب کے دل میں

کِتاب مُقدّس کی سچائی کی تحقیقات کرنے میں کُچھ نہ کُچھ فخرِوابستہ ہوتا ہے جب اِنسان کتاب مُقدّس کے ہر حِصّہ کو اپنی تسلیّ سے سمجھ نہیں سکتا تو بے صبر اَور مایوس ہو جاتا ہَے اَور اُسکو یہ کہتے شرم آتی ہَے۔ کہ

یہ کلام الہامی میری سمجھ میں نہیں آتا۔ اَور
وہ اُس وقت تک صبر اَور تحمل کے ساتھ
مُنتظر رہنا گوارا نہیں کرتا۔ جس وقت کہ
خُداوند اپنی صداقت اَور سچائی کو اُس پر
ظاہر کرنا مناسب نہ سمجھے وہ سوچتا ہے
کہ اُس کی عقل ہر صُورت سے اِس قابل ہے
کہ وہ کتاب الہامی کو بخوبی سمجھ سکے۔
اَور اِس میں ناکام ہر کر وہ اُس کے الہامی
ہونے سے قطعی منحرف ہو جاتا ہے۔ یہ
بالکل سچ ہے کہ آج کل ہماری دُنیا میں بہت
سے اَیسے قیاس اَور مقبُول مفرُوضہ تعلییمات
مذہبی ہیں۔ جو مانی جاتی ہَیں کہ یہ بائبل سے
اخذ ہیں۔ حالانکہ بائبل سے اُن کو انس بھی
نہیں۔ بلکہ وہ اُس کے بالکُل خلاف ہَیں۔ یہی
تعلیمات بہت سے لوگوں کے دلِوں میں قِسم
قِسم کے شکُوک پَیدا ہونے کی وجوہات ہَیں۔
لِیکن اِن شکوک کا الزام کلام پاک پر کِسی

طرح عائد نہیں ہو سکتا ہے۔ بلکہ اِنسان ہی کی اُلٹی تعلِیم پر اس کا دارومدار ہے۔ اگر یہ خُدا کی مخلُوق کے قبضہ قُدرت میں ہوتا کہ خُدا کی ذات پاک اَور اُس کی قُدرت کی پُوری پُوری شناخت حاصل کر سکے تو کیا ہوتا۔ اُس کے بعد کیا نتیجہ نِکلتا سِوائے اس کے کہ اُس کو حق کی تلاش کا آئندہ موقع نہ ملتا اَور نہ وہ اپنی واقفیت وعلم میں کُچھ اَور ترقی کر سکتا اَور نہ اُس کے دل و دماغ کو ترقیّ نصیب ہوتی۔ خُداکی ہستی ایک اعلیٰ وجُود و متصوّر نہ ہوتی اَور اِنسان عِلم و اقفیّت کی حد تک پہنچ کر ترقیّ کرنا چھوڑ دیتا۔ پس آئیے خُدا کا شکر ادا کریں۔ کہ ایسا نہیں ہَے۔

خُدا لا محدود ہے۔جس میں حکمت اَور معرفت کے سب خزانے پوشِیدہ ہَیں۔ کُلسیوں۲:۳ انسان ہمیشہ تک اُس کا جویاں اَور طالب رہے

تو بھی اُس کی حکمت اَور نیکی اَور قدرت
کے خزانے ہرگز خالی نہ ہوں۔ خُدا چاہتا ہے
کہ اُس کے کلامِ پاک کی صداقت اُس کے
بندوں پر اِس زندگی میں بھی مُنکشف ہوتی
جائے۔ اَور اُس اِنکشاف کا صِرف ایک ہی
ذریعہ ہَے کہ ہم خُدا کے کلام کو اُسی پاک
رُوح سے جس سے یہ کلام عطا ہُوا ہَے۔
سمجھنے کی سعی کریں۔ کیونکہخُدا کے رُوح
کے سوا کوئی خُدا کی باتیں نہیں جانتا ہے۔
کیونکہ رُوح سب باتیں بلکہ خُدا کی تہ کی
باتوں کو بھی دریافت کر لیتا
ہے۔۱۔کرنتھیوں۱۱،۱۰:۲۔ اَور نجات دہندہ نے
اپنے لوگوں سے یہ دعدہ کیا تھا ۔ کہ جب وہ
یعنی رُوح حق آئے گا۔ توتُم تمام سچائی کی
راہ دِکھائے گا۔ اِس لئے کہ وہ اپنی طرف سے
نہ کہے گا لیکن جو کُچھ سُنے گا وہی کہے

گا۔۔۔۔ اِس لئے کہ مجھ ہی سے حاصلکر کے تمہیں خبر دیگا۔ یوُحنّا۱۶:۱۳،۱۴۔

خُدا یہ چاہتا ہے کہ انسان اپنی عقل اَور تحقیقات کی قوّت کو کام میں لائے کِتاب مقدّس کی تلاوت اَور اس پر غور و خوض کرنا دُنیا بھر کی دُوسروی کتابوں کے پڑھنے سے زیادہ دماغ کو مضبوط اَور منّور کرے گا۔ لیکن ہمیں اپنی دماغی قوّت کو ایک خُدا نہیں بنانا چاہئے۔ کیونکہ وہ انسان کی کمزور اَور ناتوانی کے ماتحت ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ پاک کلام کے سمجھنے میں ہماری سمجھ پر اندھیرا چھا جائے۔ اَور پھیر چھوٹی سے چھوٹی صداقت بھی ہماری سمجھ میں نہ آئے۔ اِ س لئے ہمیں بچّوں کی طرح سادگی۔اَور ایمان چاہئے اَور ہر وقت سیکھنے میں مُستعد و آمادہ رہنا اور ہر آن مدد طلب کرتے رہنا

چاہیے۔ خُدا کی حِکمت و قُدرت کا احساس اَور اُس کی عظمت کی پُوری واقفیت کے سمجھنے میں اپنی نا اہلی کا احساس ہمیں حلیمی و فروتنی پر آمادہ کرے کہ ہم اُس کی حضُوری میں ظاہر ہوتے وقت اُس کے کلام کو تعظیم وہ عِزّت سے کھولیں۔ جب کتابِ مُقدّس زیر نظر ہو تو چاہئے۔ کہ ہماری سمجھنے کی قوّت اُس کے اعلیٰ اختیار کے ماتحت رہے۔ اَور دِل و عقل دونوں اُس وجُود کے رو برُو سر جُھکاتے رہَیں۔ جِس نے فرمایا کہ میں جو ہوں سو میں ہوں۰

بہت سی باتیں کِتاب مقدّس میں اِیسی ہِیں۔ جو بظاہر دشوار اَور دھندلی نظر آتی ہَیں۔ لِیکن خُدااُن باتوں کو لوگوں پر مُنکشف کر دیتا ہے۔ جو اُ س سے سمجھنے کے خواستگار ہو تے ہَیں۔ لیکن رُوح القُدس کی تائید اَور ہدایت کے

بغیر ہم بائبل کے صفحوں کی اُلٹ پلٹ تشریح کر لیں گے۔ بسا اوقات بائبل کی بکثرت تلاوت بجائے فائدہ کے نُقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ جب خُدا کا کلام تعظیم و دُعا کے بعد کھولا جاتا ہے۔ یا پڑھنے والے کا شوق اَور خیال خُدا کی طرف مائل نہیں ہوتا یاخُدا کی مرضی کے مطابق نہیں ہوتا تو انسان کا ذہن کُند ہو جاتا ہے۔ اور بائبل مقدّس کی ہر تلاوت سے دہریت اَور شک بڑھتا ہے۔ دشمن یعنی شیطان انسان کے خیالا ت کو قابو میں کر کے پاک کلام کی تشریح و تعبیر میں غلط اَور اُلٹ پلٹ مشورہ دیتا ہے۔ جب کبھی قول و فعل سے انسان خُدا کی مطابقت کی تلاش نہیں کرتا۔ تو چاہے کیسا ہی عالم و فاضل کیوں نہ ہو۔ وہ ضرور کلام پاک کے سمجھنے میں غلطی کرے گا۔ اَور اُس کی تشریحات پر بھروسہ کرنا محفُوظ نہیں۔ جو لوگ کتابِ مُقدّس کو

صِرف اِس غرض سے پڑھتے ہَیں۔ کہ اختلافات اَور اعتراضات تلاش کریں۔ اُن میں رُوحانی دانش اوربینائی مُطلق نہِیں۔ غلط خیال کے سبب سے ایسے لوگ نہایت سیدھی سادھی اَور صاف عبارت میں شکوک کی باتیں پائیں گے۔

یہ لوگ خواہ کَیسی ہی بناوٹ کریں۔ اَور واقعات کو کَیسا ہی چُھپائیں۔ مگر اکثر شک اَور شبہ کی عموماً خاص وجہ گُناہ کی مُحبّت ہُوا کرتی ہے۔ پاک کلام کی تعلیم اَور بندشیں غُرور اَور گُناہ کو پسند کرنے والے قُلوب کو ہرگز پسند نہیں آتی ہَیں۔ اَور جو خُدا کے کلام پر عمل کرنا پسند نہیں کرتے۔ وہ ضُرور خُدا کے کلام کی صداقت پر شک کرنے لگتے ہیں۔ سچائی کو سمجھنے کے لئے ہمارے دِل میں سچیّ خواہش ہونی چاہئے اَور اُس پر

عمل کرنے کے لئے دل سے رضامندی ہونی چاہئے۔ پس جو کوئی اَس طبیعت اَور اِس طور پر کتابِ مُقدّس کی تلاوت کرے گا۔ وہ ضُرور بہت سے ثبُوت اَیسے پائے گا۔ کہ یہ کتاب مُقدّس خُدا کا کلام ہے اور اُسکو صداقت کی اَیسی سمجھ عطا ہوگی۔ جو اُسے نجات کے لئے عقلمند بنائے گی۔

مسیح کا قَول ہَے۔ کہ اگر کوئی اُسکی مرضی پر چلنا چاہے۔ تو وہ اِس تعلیم کی بابت جان جائے گا۔ یُوحنّا۱۷:۷۔ جو باتیں آپ کے قیاس و فہم سے دُور ہَیں۔ اُن کے لئے نکُتہ چِینی اَور حُجت کرنے سے بہتر یہ ہَے۔ کہ اُس نور کی طرف متوّجہ ہوں جو آپ پر چمکتا ہے۔ اَیسا کرنے سے آپ بکثرت نُور اَور روشنی حاصل کریں گے۔ ہر ایک فرض منصبی کو جو آپ پر ظاہر ہو چُکا ہَے۔ مسیح کے فضل

کی بدولت بجا لائیں اگر آپ اَیسا کریں گے۔ تو جِن باتوں کی بابت اب آپ کو شک ہِے۔ اُن کو سمجھنے اَور اُن پر عمل کرنے میں آپ کو مدد ملے گی۔

اَیسی شہادت یعنی تجربہ کی شہادت سے ہر شخص خواہ عالم ہو یا جاہل واقف ہَےخُدا ہمیں اِس لئے بلاتا ہے کہ اپنے کلام کی حقیقت اور اپنے وعدوں کی صداقت کو ہمارے مفید مطلب ثابت کردے۔ وہ کہتا ہے کہآزما کر دیکھو کہ خُدا کیسا مہربان ہے۔ زبور۸:۳۴۔ بجائے اِس کے کہ اوروں کی باتوں پر اعتبار کیا جائے چاہئے کہ ہم خود اِس کے مزے سے واقف ہوں۔ اَور بموجِب اس نیک قاعدے کے کہ مانگو تو پاؤ گےیُوحنّا۲۴:۱۶۔ اُس کے قول و قرار ضرور پورے ہوں گے اُن کے پُورے ہونے میں نہ کبھی غلطی ہوئی ہے ۔ نہ

ہو سکے گی۔ جتنی زیادہ مسیح کی قُربت اَور اُسکی مُحبّت کی پُوری شادمانی نصیب ہوگی۔ اُتنی ہی عظمت اور تاریکی مسیح کے نُور سے رفع ہوگی۔

پولوس رسُول فرماتے ہیں۔ کہ خُدا نے ہم کو تاریکی کے قبضے سے چھڑا کر اپنے عزیز بیٹے کی بادشاہی میں داخل کِیاکُلسیوں۱۳:۱۔ اَور ایک شخص جو موت سے گُذر کر زندگی میں داخل ہُوا ہے۔ اس نےاِس بات پر مہر کی ہے کہ خُدا سچاّ ہے یُوحنّا۳۳:۳۔اَور وہ اس کی تصدیق کرتا ہے کہ مُجھے جس امداد کی ضرورت تھی وہ مسیح یسُوع میں حاصل ہو گئی ۔ ہر ایک احتیاج پُوری اَور رُوح کی بھُوک رفع ہُوئی۔ اور کِتاب مقدّس اب میرے لئے خُداوند مسیح کا مکاشفہ ہے۔ کیا آپ مُجھ سے یہ پُوچھتے ہَیں۔ کہ کیوں میں یسُوع

مسِیح پر ایمان رکھتا ہُوں؟ اِس کا جواب یہ ہے۔ کہ وہ میرے لئے الہیٰ منجیّ ہے۔ میں کتاب مقدّس کو کیوں مانتا ہوں۔ اِس لئے کہ اِس مٰن میرے لئے خُداوند کی آواز پائی جاتی ہِے۔ ہمارا حق یہ ہے کہ کتابِ مقدّس کے سچّے ہونے کی گواہی ہماری زندگی سے ظاہر ہو۔ کہ یسُوع مسیح خُدا کا بیٹا ہے۔

پطرس بھائیوں کو نصیحت کرتا ہے کہ بلکہ ہمارے خُدا اَور مَنجی یُسوع مسیح کے فضل اَور پہچان میں بڑھتے جاؤ۔۲پطرس۱۸:۳ ۔ جب خُداکے بندے فضل میں ترقیّ کرتے جاتے ہَیں۔ تو وہ متواتر کلام ربانیّ کے سمجھنے کی توفیق حاصل کرتے رہیں گے۔ اَور وہ اُس کی صداقتوں سے نئی روشنی اَور خوبصورتی پاتے رہیں گے۔ تواریخ کُلیسیا سے عیاّں ہے ۔ کہ تمام زمانے میں یہ با ت

سچ رہی ہے۔ اَور اِسی طرح دُنیا کے آخر تک ہوتا رہے گالیکن صادقوں کی راہ نورِ سحر کی مانند ہے۔ جِس کی روشنی دوپہر تک بڑھتی ہی جاتی ہے۔ امثال۱۸:۴۔

ایمان کی آنکھوں سے ہم عاقبت کو دیکھیں اَور عقل و ذہن کی ترقیّ کے لِئے خُدا کے وعدہ پر بھروسہ رکھّیں۔ انسانی قابلیت الٰہی قابلیت سے ملتی رہے اَور رُوح کی تمام قوتیں نور کے چشمے سے مُتعلق کی جائیں۔ ہمیں اِس لئے شادماں و خوش ہونا چاہئے۔ کہ خُدا کے انتظام میں جن باتوں کا سمجھنا ہمارے لئے مُشکل معلُوم ہوتا تھا۔ اورپریشان کُن تھا۔ وہ سب کی سب ہم پر صفائی سے ظاہر کرد ی جائیں گی۔ جو باتیں اب سمجھ میں نہیں آتی ہیں۔ وہ اس وقت صریح و صاف ہو جائینگی۔ اورجہاں ہمارے دماغ حیران ہو کر کُچھ ٹوٹے

پُھوٹے اِرادے اور مقاصد کے علاوہ کُچھ نہیں دیکھتے تھے۔ وہاں ہمیں پوری عظمت اور کامِل یگانگت نظر آئے گی۔اب ہم کو آئینہ میں دُھندلا سا دکھائی دیتا ہے۔ مگر اُس وقت رُوبرُو دیکھیں گے۔ اِس وقت میرا عِلم ناقص ہے۔ مگر اُس وقت اَیسے پُورے طَور سے پہچانوں گا۔ جَیسے مَیں پہچانا گیاہوں۔ اکرنتھیوں۱۲:۱۳۔

باب ۱۳

خُدا وند میں خُوشی و خرّمی

فرزندانِ خُدا کو مسیحؔ کے ایلچی ہونے کے لئے بُلایا گیا ہے۔ تا کہ وہ خُدا وند کی خوبیاں اور نزاحمّ کا اِظہار کریں۔ مسیحؔ نے جِس طرح خُدا کا اصلی جلال اور خصلتیں ظاہر کی ہیں۔ اُسی طرح ہمیں بھی مسیحؔ کی سچیّ اور تراحم آمیز محبّت کو دُنیا پر جو اُسے نہیں جانتی ظاہر کرنا ہے۔ مسیحؔ نے فرمایا۔ جِس طرح تُو نے مُجھے دنیا میں بھیجا۔ اُسی طرح مَیں نے بھی اُن کو دُنیا میں بھیجا۔۔۔۔مَیں اُن میں ہُوں اور تُو مُجھ میں اور دنیا جانے کہ تُو ہی نے مجھے بھیجا۔
یُوحنّا۱۸:۱۷۔۲۳۔پولوس رسُول مسیحؔ کے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہتا ہے۔ کہ تُم

مسیحؔ کے وہ خط ہو۔۔۔جسے سب آدمی جانتے اور پڑھتے ہیں۔۔۲کرنتھیوں۲،۳:۳۔ مسیحؔ اپنے ہر ایک فرزند کے ذریعہ تمام عالم کو خط بھیجتا ہے۔ اگر آپ مسیحؔ کے پَیرو ہیں۔ تووہ آپ کے ذریعہ گھرانوں میں، گاؤں میں، گلی میں جہاں جہاں آپ رہتے ہیں اپنا پیام پہنچاتا ہے۔ مسیحؔ آپ میں سکونت کر کے اُن لوگوں سے ہمکلام ہونا چاہتا ہے۔ جو اُن سے نا واقف ہیں۔ کیونکہ ممکن ہے کہ وہ کلام مقدّس کی تلاوت نہ کرتے ہُوں یا اِس آواز سے بے بہرو رہتے ہوں۔ جو کتابِ مقدّس کے صفحات کے ذریعہ اُن سے بات چیت کرتی ہے۔ یا شاید یہ لوگ خُدا کی دستکاریوں سے اُس کی محبّت کو نہ دیکھتے ہیں۔ پس اگر آپ مسیحؔ کے سچےّ پیروہوں۔ تو آپ کو دیکھ کر اور آپ کی عادتوں اور خصلتوں کو چانچ کر لوگ مسیحؔ کی خوبیوں سے کُچھ نہ کُچھ واقف ہو جائیں

گے۔ اور اِس طرح وہ مسیحؔ کی محبّت اور اُس کی خدمت کے لئے جیتے جائینگے۔

مسیحی لوگ اُس راستہ میں جو بہشت کو جاتا ہے۔ روشنی بردار مُقرّر کئے گئے ہیں۔ اور جو روشنی مسیحؔ سے ظاہر ہو کر اُن پر پڑتی ہے۔ انہیں اِس روشنی کو دُنیا پر منعکس کرنا ہے۔ اُنکے چال چلن اور اُن کی زندگی اَیس اچھی ہونی چاہئے۔ کہ اور لوگ اُن کو دیکھ کر مسیحؔ اور اُن کی خدمت گذاری کے پوُرے پوُرے مفہوُم سے آگاہ ہو جائیں۔

اگر ہم مسیح کو ظاہر کرنا چاہیں۔ تو لازم ہے کہ ہم مسیحؔ کی خدمت کو اُ س عُمدگی اور دلکش طریقہ میں ظاہر کریں۔ جَیسے وہ فی الحقیقت ہے۔ جو مسیحی لوگ اپنی روحوں پر رنج و الم لا د لیتے ہیں۔ اور بُڑبڑاتے اور

شاکی ہوتے ہیں۔ وہ مسیحی زندگی اور خُدا کا ایک غلط اور بُرا نموُنہ دنیا پر ظاہر کرتے ہیں۔ وہ دُنیا پر یہ آشکار کرتے ہیں کہ خُدا اپنے فرزندوں کی شادمانی سے مسُرور نہیں ہے۔ اَیسا کرنے سے وہ لوگ گویا ہماررے آسمانی باپ کے خلاف جھُوٹی گواہی دیتے ہیں۔

شیطان فرزندانِ خُدا کو شک اور مایوسی کی حالت میں مُبتلا کر کے نہایت شادماں ہوتا ہے۔ جب وہ دیکھتا ہے کہ ہمارا بھروسہ خُدا پر سے جاتا جا رہا ہے۔ اور ہم اُ س کی رضامندی اور نجات کی قُوّت پر اِیمان نہیں رکھتے تو وہ اور بھی خُوش ہوتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ ہم محسوس کر یں کہ خُدا اپنی پروردگارؒ سے ہمیں نقصان پہنچائے گا۔ شیطان کا یہ کام ہے کہ وہ ظاہر کرے کہ خُدا

محبت اور ترس کرنے والا نہیں ہے۔ وہ خُدا کی نسبت سچائیوں کو غلط طَور پر سے پیش کرتا ہے۔ وہ خُدا کی بابت ہمارے دماغوں کو غلط خیالات سے پُر کر دیتا ہے۔ اور ہم اپنے آسمانی باپ کی بابت حق بات پر خیال رکھنے کی بجائے اکثر شَیطان کے جُھوٹے الزاموں پر زیادہ خیال کرتے ہیں۔ اور خُدا اپر بھروسہ نہ رکھنے اور شاکی ہونے سے ہم اُس کی بے عزتی کرتے ہیں۔شَیطان ہمیشہ دیندارانہ زندگی کو غمزدہ بنانے کی فکر میں لگا رہتا ہے۔وہ یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ اَیسی زندگی بڑی کھٹن اور دشوار ہے۔ اور اگر مسیحی شخص بھی اپنی مذہبی زندگی سے اِس طرح کا منظر عیاں کرتا ہے۔ تو گویا وہ اپنی کم اعتقادی سے شَیطان کے جُھوٹ اور فریب کی تائید کرتا ہے۔

بہت سے لوگ اَیسے ہیں جو اپنی زندگی میں
اپنی غلطی، ناکامیابیاں اور نا اُمیدی کو ترک
نہیں کرتے بلکہ اُن ہی سے لگے لپٹے رہتے
ہیں۔ اَیسے ہی لوگوں کے دِل رنج و الم اور کم
ہمتی سے بھر ے رہتے ہیں۔ جب میرا قیام
یورپ میں تھا۔ تو مُجھے ایک بہن نے جو
اَیسی حالت میں نہایت رنجیدہ تھی۔ لکھاّ کہ
مہربانی کر کے مُجھے ہمت کو بڑھانے والی
نصیحت تحریر فرمائیے۔ جِس دن مَیں نے اُس
کا خط پڑھا اُسی رات کو مَیں نے اپنے آپ کو
ایک خوشنما باغ میں پایا۔ اور مَیں نے دیکھا
کہ باغ کا مالک مُجھے باغ کی سَیر کرارہا
ہے۔ مَیں پُھول توڑ توڑ کر اکھٹا کر رہی ہُوں۔
اور اُن کی خُوشبُو سے میرا دماغ مُعطّر ہُوا
جاتا ہے۔ اتنے میں اُسی بہن نے (جس کا خط
مَیں نے دِن کو پڑھا تھا اور وہ میرے ساتھ
ساتھ اسی باغ میں گھوُم رہی تھی) مجُھے آواز

دی مَیں نے جو پلٹ کر دیکھا۔ تو کیا دیکھتی ہوں ۔ کہ کچھُ کانٹے دار جھاڑیاں نہایت ہی بد نام سی اُس بہن کی راہ میں پڑی ہیں۔ اور وہ رنجیدہ ہو کر رو رہی ہے۔ وہ رہبر کے پیچھے پیچھے راہ میں نہیں چلتی تھی۔ بلکہ اُس سے منحرف ہو کر کانٹے دار جھاڑیوں میں خراماں چلتی تھی۔ اُس نے بلند آواز سے کہا۔ کیسے خُوشنما باغ کو اِن کانٹوں نے غارت کر رکھاّ ہے۔ تب رہبر نے جواب دِیاتم کانٹوں سے الگ رہو۔ کانٹوں میں گھسُنے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ تو تُم کو زخمی کر دیں گے۔ تم گلاب چنبیلی اور سوسن توڑ کر جمع کرو۔

کیا آ پ کی زندگی میں کبھی اچھےّ موقعوں کے تجربے حاصل نہیں ہُوئے؟ کیا آپ کو کبھی اَیسا اِتفاق نہیں ہوُا۔ کہ جب خُدا کے

رُوح کے جواب میں آپ کا دِل خُوشی کے مارے اُچھلا ہو؟ جب آپ اپنی عُمرِ گذشتہ کی کتاب کر نظر ثانی کرتے ہیں۔ تو کیا آپ کو اُس میں کُچھ اور عُمدہ صفحات نظر نہیں آتے ہیں؟ کیا خُدا کے وعدے خُوشنما لہلہاتے اور مہلکتے ہوئے پُھولوں کی طرح آپکی زندگی کے راستہ کے دونوں طرف نہیں کِھلےہیں؟ کیا آپ اپنے دِل کو اِن پھولوں کی خُوشنمائی اور خُوشبُو سے مُعطّر اور مسرُور نہ ہونے دینگے؟

خار اور کانٹے دار جھاڑیاں تو آپ کو زخمی کر دیں گی۔ اور رنج ہی پہنچایں گی۔ اور اگر آپ صرف خار دار کانٹے ہی جمع کر کے اَور لوگوں کو بھی دیتے ہیں۔ تو کیا آپہی نہ صرف خُدا کی تعمتوں سے محروم رہتے ہیں ۔ بلکہ اور لوگوں کو بھی جو آپ کے اِردگِرد

بستے ہیں زندگی کی راہ پر چلنے سے
محرُوم نہیں کرتے ہیں؟

اپنی گذشتہ عُمر کی ناکامیوں ، برائیوں اور
خرابیوں کو جمع کر کے اُن پر با ر بار نظر
ڈالنا۔ اُن کی بابت کلام کرنا۔ اُن پر ماتم کرنا
اور یہاں تک اُن کو بیان کرنا کہ ہماری
زندگی غم اور نااُمیدی سے لبریز ہو جائے۔
کوئی دانشمندی کی بات نہیں ہے۔ کیونکہ
مایُوس اور نا اُمیدی رُوح تاریکی سے بھرپُور
ہو کر خُدا کے نُور سے جُدا ہو جاتی ہے۔ اور
دُوسروں کی راہ پر بھی تاریکی چھانے کا
مؤجب ہوتی ہے۔

خُدا نے جو اچھی تصاویر ہمیں عطا فرمائی
ہیں۔ اُن کے لئے ہم کو شکر گزار ہونا چاہیے۔
آئیے اُس کی محبّت آمیز برکات کو جمع کر

کے اُن پر متواتر غور کر تے رہیں۔ اور کبھی اُن کو نظر انداز نہ کریں۔ ابنِ خُدا نے اپنے باپ کے تخت سے کنارہ کشی اِختیار کر کے اُلو ہیت کا جامہ پہنا۔ تا کہ وہ اِنسان کو شیطان کے پنجہ سے بچا لے۔ اُس نے ہمارے لئے فتحمندی حاصل کی اور آسمان کے دروازے کھول دئیے اُس نے اِنسانوں کے سامنے وہ مقامات ظاہر کر دئیے۔ جہاں خُدا کا جلالی منظر بے پردہ صفائی سے نظر آتا ہے۔ اُس نے نسلِ اِنسانی کو تباہی کی اِس دلدل سے جہاں گُناہ نے اِس کو دھکیل دِیا تھا۔ ہاتھ پکڑ کر باہر نکالا۔ اور خُدائے لا محدُود کے حضور میں لا کر پیش کر دِیا۔ اور مسیحؑ پر ایمان کے ذریعہ الٰہیٰ آزمائش کو برداشت کر کے اور مسیحؑ کی راستبازی اور نیکو کاری کا جامہ پہن کر ہم اُس کے تخت تک سرفراز

کِئے جاتے ہیں۔ خُدا یہ چاہتا ہے کہ ہم اِن تصویروں پر نظرِغور کریں۔

جب ہم خُدا کی مُحبّت پر شک کرتے ہیں اور اُس کے عہدوپیمان کو ناقابلِ اِعتبار سمجھتے ہیں۔ تو ہم اُس کی بے عزتی کرتے اور اُس کے پاک رُوح کو رنجیدہ کرتے ہیں۔ اگر بچے اپنی ماں کی برابرشکایت کرتے رہیں۔ اور جب اُس کی ماں نے اپنی ساری عُمر اُن بچوں کی بھلائی اور آرام دہی اور فائدہ پہنچانے میں صرف کی ہو۔ تو اُس ماں کا دِل کیا کہے گا؟ فرض کریں کہ وہ بچےّ اُس کی مُحبّت پر شک رکھیں۔ تواُس کا دِل پاش پاش ہو جا ئیگا۔ اگر والدین کے ساتھ بچےّ ایسا سلوک کریں۔ تو اُ ن کے دل کی کیا حالت ہوگی؟ اُسی طرح ہمارا آسمانی باپ بھی اگر ہم اُس کی سچی محبّت پر شک کریں۔ جس نے اُسے اپنے

اکلوتے بیٹے کو دینے پر مائِل کیا۔ تا کہ ہم زندگی پائیں کیا خیال کریگا!رسُول لکھتا ہے کہ جِس نے اپنے بیٹے ہی کو دریغ نہ کِیا۔ بلکہ ہم سب کی خاطر اُسے حوالہ کر دیا۔ وہ اُس کے ساتھ اور سب چِیزیں بھی ہمیں کِس طرح نہ بخشیگا؟ رومیوں۸:۳۲ حالانکہ بہت سے لوگ ہیں جو اپنے منہ سے تو نہیں مگر اپنے افعال سے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ خُدا کا میرے لئے یہ مطلب نہیں ہے۔ شاید وہ دوسروں سے تو محبّت رکھتا ہے۔ مگر مُجھ سے محبّت نہیں رکھتا۔

یہ سب باتیں آپ کی روح کے لئے ہی نقصان دہ ہیں۔ کیونکہ ہر ایک اَیسا لفظ جو آپ کے مُنہ سے نِکلتا ہے۔ اگر وہ مشکوک ہو۔ تو شَیطان کو آزمائش کے لئے بُلاتا ہے۔ یہ شک کا لفظ آپ کے شک کو روز بروز بڑھاتا ہے۔

اور خدمتگذار فرشتگان کو رنجیدہ کرتا ہے۔
جب شیطان آپ کو آزمائے۔ تو اپنے مُنہ سے
کوئی لفظ شک و شُبہ کا ہرگز نا نِکالیں۔
کیونکہ اگر آپ اُس کی صلاح اور مشورے پر
کان لگائینگے تو وہ آپ کے دل و دماغ کو بد
اعتقادی اور بغاوت انگیز خیالات سے بھر
دے گا۔ اور اگر آپ اپنے خیالات کا اِظہار
کریں گے تو ہر ایک شک نہ صرف آپ ہی
پر بُرا اثر ڈالے گا۔ بلکہ بُرے بیج کی طرح
اُگ کر اوروں کی زندگیوں کو بھی خراب کر
یگا۔ اور جب الفاظ آپ کے منہ سے نِکل کئے
تو اُن کے برُے اثر کو دُنیا پر سے ہٹانا غَیر
ممکن ہوگا۔ ہاں یہ مُمکن ہے کہ آپ خُود کو
شیطان کی آزمائش اور پھندے سے نِکل آئیں۔
مگر دُوسرے جو آپ کے اثر بد کا شکار ہو
چکے ہیں۔ وہ اُس بد اعتقادی اور بے اِیمانی
سے جِس کا بیج آپ نے اُن کے دِل میں بویا

ہے۔ کیونکر بچ سکتے ہیں؟ اب دیکھا آپ نے۔ کہ اِس کی کَیسی ضُرورت ہے۔ کہ ہم صِرف وُہی بات کریں جو رُوحانی مضبوطی اور زندگی کے لئے ہو! فرشتے اِس بات کو سُنتے ہیں۔ کہ آپ اپنے آسمانی باپ کی بابت دُنیا میں کیا کیا کہتے ہیں۔ اِس لئے آپ کی تقریر ہر لحظہ اُسی کی بابت ہونی چاہئے۔ جو آپ کے لئے آسمانی باپ کے رُو برُو ہمیشہ آپ کی سفارش کرتا ہے۔ جب کِسی دوست سے ہاتھ ملائیں تو اپنے دل اور اپنی زبان سے خُدا کی حمدوثناء کریں۔ کیونکہ اَیسا کرنےسے اُس کا دِل بھی خُدا وند کی طرف مائِل ہوگا۔

سب کو دقتیں پیش آتی ہیں۔ مصیبتیں جھیلنا پڑتی ہیں۔ آزمائشوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ اِس لئے اپنی تکلیفوں کا ذکربنی نُوع اِنسان سے نہ کریں۔ بلکہ اپنے خُدائے غَیرفانی کے

سامنے دُعاؤں میں پیش کیا کریں۔ ہمیشہ اِس بات کا خیال رکھیں بلکہ اپنا دستوُرالعمل بنا لیں۔ کہ آپ کے مُنہ سے کبھی کوئی لفظ بد اعتقادی یا شک کا نہ نِکلے پائے۔ اپنے ہمّت افزاء اور پُر اُمید الفاظ سے آپ دوسروں کی زندگی کو مُنوّر اور اُنکی کوششوں کو مضبُوط کر سکتے ہیں۔

بہت سے اَیسے بہادر لوگ ہیں۔ جن کو آزمائشوں نے دبا ڈالا ہے۔ اور قریب ہے کہ وہ نفس اور شیطان سے لڑتے ہُوئے بالکل مغلُوب ہو جائیں۔ اَیسوں کو ہرگز اَیسی جنگ میں بیدل نہ کریں۔ بلکہ اُنہیں پُر ہمّت اور تقوّیت بخش کلام سے مدد دیں۔ تا کہ وہ اس راہ میں کامیاب ہوں۔ یُوں مسیحؔ کی روشنی آپ سے چمکے گیہم میں سے ۔۔۔کوئی اپنے واسطے نہیں جیتا ہے(رومیوں۷:۱۴) ہمارے

نا دانستہ اثر سے دوسروں کو تقوّیت اور ہمّت
حاصل ہوتی ہے یا وہ ہمت ہار کر مسیحؔور
سچائی سے دُور ہ جائیں گے

دُنیا میں بہت سے لوگ اَیسے ہوں جو مسیحؔ
کی زندگی اور اُس کی خصائل کی با بت غلط
خیال رکھتے ہیں۔ اُن کا خیال ہے کہ وہ
خُوشی اور جوش سے خالی تھا۔ وہ سخت بد
مزاج اور غمناک تھا۔ اکثر حالات میں تمام
مذہبی تجربات اَیسے ہی غمناک مناظر کے
رنگ میں رنگ دئیے جاتے ہیں۔

اکثر یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ مسیحؔ رویا تو
ضُرور ہے۔ لیکن کہیں اُسکے ہنسنے کا کوئی
ذکر نہیں۔ اِس میں کلام نہیں کہ ہمارا منجی
فی الحقیقت مردِ غمناک اور رنج و تکلِیف کا
آشنا تھا۔ اور اُس نے نسلِ اِنسانی کے غم و الم

کے لئے اپنے دِل کے دروازے کھول رکھے تھے۔ گو اُس کی زندگی سراسر خُود اِنکاری اور خاکساری میں بسر ہوتی تھی۔ اور رنج و غم کا سایہ اُس پر رہتا تھا مگر ان تمام مصائب سے بھی اُس کی رُوح مغلُوب نہ ہوئی۔ اُس کے چہرے پر کبھی رنج و تکلِیف کے آثار تمایاں نہ ہوتے تھے۔ بلکہ اِطمینان اور سنجیدگی اُ س کے چہرے سے ظاہر ہوتی تھی۔ اُس کا دِل چشمۂ حیات تھا۔ اور جہاں وہ جاتا تھا۔ اپنے ہمراہ آرام۔صُلح، شادمانی اور اطمینان لے جاتا تھا۔

ہمارا مُنجی بہت سنجیدہ اور سرگرم تھا۔ لیکن وہ کبھی غمگین اور رنجیدہ نہ تھا جو لوگ اُس کی زندگی کی نقل کرتے ہیں۔ اُن کی زندگی بھی سنجیدگی اور سرگرمی سے معمور ہوگی۔ وہ شخصی ذمہ داری کا پُورا

پُوار احساس رکھیں گے۔ اُنکا سبک پن جاتا رہیگا۔ بیجا فخر ناجائز خُوشی اور بیہُودہ مذاق اُن سے الک ہو جاتا ہے۔ مسیحی مذہب دریا کی طرح صُلح اور اطمینان بخشتا ہے۔ وہ خُوشی کے چراغ اور شادمانی کی شمع کو نہیں بجھاتا۔ وہ خُوشنما اور مُسکراتے ہُوئے چہرے کو نا خُوش و اُداس نہیں کرتا۔ مسیحؔ خدمت کرانے نہیں بلکہ خدمت کرنے آیا تھا۔ اور جب مسیحؔ کی محبّت ہم میں سکونت کرتی ہے تو ہم اُس کے نقشِ قدم پر چلنے لگتے ہیں۔

اگر ہم ہر وقت اپنے دِل میں دوسروں سے غیر مُنصفانہ اور بے رحمی کے کاموں کے سلُوک رکھتے رہیں۔ تو یہ ہمارے لئےناممکن ہوگا۔ کہ ہم اُن لوگوں سے اِس طرح مُحبّت کریں۔ جِس طرح مسیحؔ نے ہم سے مُحبّت کی۔

لیکن اگر ہمارے خیالات اِس عجیب رحم اور ناد محبّت پر لگے رہیں۔ جو مسیحؑ ہمارے ساتھ رکھتا ہے۔ تو ہم بھی دُوسروں سے وَیسا ہی برتاؤ اور محبّت رکھیں گے۔ اور اُن کی کمزوریوں اور قصوروں سے درگُزر کریں گے۔ فروتنی اور صبر ہم میں پَیدا ہونا چاہئیے اور دوسروں کی خطاؤں سے صبر و تحمّل کے ساتھ درگذا کرنا چاہئیے۔ اگر ہم اَیسا کریں گے۔ تو اِس سے خُودغرضی اور تمام کم ظرفی دُور ہوگی اور ہم نہایت کُشادہ دل اور فیاّض شخص بن جائیں گے۔

زبور نویس لکھتا ہے کہ خُداوند پر توکّل رکھ اور نیکی کر مُلک میں آباد رہ اور اُس کی وفاداری سے پرورش پا۔ زبور۳:۳۷۔ خُداوند پر توکلّ رکھ ہر روز کے غم و الم، رنج و فکر جُدا جُدا ہوتے ہیں۔ جب ہم اپنے کسی

دوست سے ملتے ہیں۔ تو کَیسی آمادگی سے اپنی تکالیفاور مُصیبتیں سُناتے ہیں۔ بہت سی بے فائدہ فکریں لاحق ہو جاتی ہیں۔ اور بہت سے خوف و ہراس کے پہاڑ سر پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ ہم اپنی فکروں کے بوجھ کا اِس قدر بیان کرتے ہیں۔ کہ جو سُنتا ہے۔ وہ یہ سمجھتا ہے ۔ کہ اُس شخص کا کوئی رحیم اور ہمدرد منجی موجُود نہیں ہے۔ جو اُس کی درخواستوں کو سُنے اور ہر حاجت کے وقت اُس کا مُستعد مددگار ہو۔

بعض لوگ ہمیشہ لرزاں و ترسان رہتے ہیں۔ اور خُود دُکھ و درد کو گویا مُول لیتے ہیں۔ حالانکہ خُدا کی محبّت کی علامتیں اُن کے چاروں طرف روزانہ نظر آتی ہیں۔ اور وہ روزمرّہ اُس کے فیض عام سے فائدہ اُٹھاتے رہتے ہیں۔ لیکن پِھر بھی وہ اِن مَوجودہ برکات

کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اُن کے خیالات
ہمیشہ ناساز امور کی طرف رجُوع کرتے ہیں۔
اور وہ ڈرتے ہیں۔ کہ اَیسے حالات ہم پر وارد
ہونے کو ہیں۔ اور بعض ناساز امُور معرضِ
وجود میں آنے کو ہیں۔ خواہ ادنیٰ ہی کیوں نہ
ہوں اُن کی آنکھوں پر پردے ڈال دیتے ہیں۔
اور وہ اِن نعمتوں کے لئے خُدا کا شکریہ نہیں
ادا کرتے ۔ اَور جو مصیبتیں اُن پر آتی ہیں۔ اُن
کو خُدا کے پاسلے جانے کی بجائے جو اُن
کی واحد مدد کا مرکز ہے۔ اُن خو خُدا سے
دُور کر دیتی ہَیں۔ کیونکہ اُنہوں نے بے چینی
اور اُداسی کو جگہ دی ہے۔

کیا اَیسی بے اعتقادی اچھیّ بات ہے؟ کیوں ہم
اَیسے نا شکرگزار اور بے اِیمان بنیں؟ مسیحؑ
تو ہمارا سچاّ دوست ہے۔ کُل آسمان ہماری
بہتری کے لئے فکر مند اور کوشاں ہے۔ ہمیں

روزمرّہ کی مصیبتوں اور فکروں سے اپنے دلوں کو فکر مند اور غمزدہ نہیں کرنا چاہئیے۔ اور اگر ہم کرینگے۔ تو ہمارے دِل ہمیشہ پریشانی اور اضطراب کے مسکن بنے رہیں گے۔ ہمیں اَیسے معاملہ میں نہ پڑنا چاہئیے۔ جو محض ہماری دِقّت اور پریشانی کا باعث ہوتا ہے۔ اور اِمتحان اور آزمائش میں ہمیں کِسی طرح کی امداد نہیں دیتا ہے۔

ممکن ہے کہ آپ اپنے کاروبار میں پریشان ہوں۔ اور آپ کی ترقیوّں پر نا آمیدی کی کالی کالی گھٹائیں چھا جائیں۔ اور نقصان کا اندیشہ ہو۔ جِس سے آپ کا دِل ٹُوٹ جائے لیکن نا اُمید ہو کرگھبرانا نہیں چاہئیے۔ بلکہ اپنی فکروں کو خُدا پر ڈال دیں۔اور خُوش و خرم اور با اِطمینان رہیں۔ خُدا سے دانش و حکمت کے لئے دُعا کریں۔ تا کہ آپ اپنے تمام کاموں

کو عقلمندی سے انجام دے سکیں۔ اور یوں نقصان اور مصیبت سے بچ سکیں۔ اور اپنی کامیابی کے لِئے حتّی المقدُور کوشش کریں۔ اور جو کچھ اُس کا نتیجہ ہو۔ خُوشی سے اُ س کو تسلیم کریں۔

خُدا یہ نہیں چاہتا کہ اُس کے لوگ فکروں کے بوجھ سے بالکل دب جائیں۔ خُداوند ہمیں دھوکہ میں رکھنا نہیں چاہتا ہے۔ اُس نے ہم سے یہ نہیں کہا ہے کہ خوفزدہ نہ ہو کہ راہ میں کِسی طرح کا خَوف و خطرہ نہیں ہے۔ وہ بخوبی جانتا ہے۔ کہ ہمارےراستہ میں طرح طرح کی آزمائشیں اور مصائب درپیش ہیں۔ اِس لئے اُس نے اُن کا بیان بلکل ہی صاف صاف کردِیا ہے۔ وہ اِس کو مناسب نہیں سمجھتا ہے۔ کہ اس بُری اور گُناہ آلُودہ دنیا سے اپنے لوگوں کو نکال لے۔ بلکہ اُس نے

اُن کی بھلائی کے لئے ایک نہایت مُستحکم پناہ گاہ بنا دی ہے۔ اُس کی دُعا اپنے شاگردوں کے لئے یہ تھی کہ میں یہ درخواست نہیں کرتا کہ تُو اُنہیں دُنیا سے اُٹھا لے بلکہ یہ کہ اُس شریز سے اُن کی حفاظت کر۔ یُوحنّا۱۵:۱۷۔ اِس کے علاوہ یہ بھی فرمایا ہے کہ تم دنیا میں مصیبت اُٹھاتے ہو۔ لیکن خاطر جمع رکھو۔ مَیں دُنیا پر غالب آیا ہونیُوحنّا۳۳:۱۶

خُداوند مسیحؔ نے اپنے مشہور پہاڑی وعظ میں اپنے شاگردوں کو خُدا پر بھروسہ رکھنے کی ضرورت کے اچھّے سبق سکھائے۔ اِن اسباق کا مقصد ہر زمانہ میں خُدا کے بندوں کو حَوصلہ و ہمّت بخشناتھا۔ اور یہ تعلیم اور ہدایت سے ہم تک معمُور پہنچے ہیں۔ مسیحؔ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا۔ کہ ذرا ان

خُوش الحان پرندوں کو تو دیکھو یہ کَیسی بے
فکری اور خُوشحالی اور اطمینان سے راگ
گاتے اور چہچہاتے ہیں۔دیکھو یہ نہ بوتے
ہیں۔ نہ کاٹتے ہیں نہ کوٹھیوں میں جمع کرتے
ہیں۔ تَو بھی آسمانی باپ اُن کی تمام حاجتیں
پوری کرتا ہے۔ خُداوندمسیحؔ پُوچھتے ہیں۔ کیا
تم اِن پرندوں سے زیادہ قدر نہیں رکھتے
متی٦:٢٦۔ اِنسان و حیوان کا پیدا کنندہ یعنی
پروردگار اپنی مُٹھی کھولتا ہے اور تمام
مخلوقات کی حاجتوں کو رفع کرتا ہے۔ آسمان
کے پرندے اُس سے نظر انداز نہیں ہوتے۔ وہ
اپنے ہاتھ سے چڑیوں کی چونچیں کھول
کھول کر تودانہ نہیں کھلاتا۔ مگر اُن کی تمام
ضروریات کے لِئے سامان بہم پہنچا دیتا ہے۔
جو غلّہ اُس نے اُن کے لئے بکھیرا ہے۔ اُسکو
چُگنا اُن کا کام ہے۔ اپنے گھونسلوں کے بنانے
کے لئے سامان جمع کرنا اور اپنے بچّوں کی

پرورش کرنا اُن کا کام ہے۔ وہ راگ گاتی اور چہچہاتی اپنے کام میں مشغول رہتی ہیں۔ آسمانی باپ اُن کو کھلاتا ہے۔ کیاتُم اُن سے زیادہ قابلِ قدر نہیں ہو؟ کیا آپ ہوشمند اور خُدا کے رُوحانی پرستار اِن پرندوں سے زائد قابلِ قدر نہیں ہیں؟ کیا وہ خالقِ جس نے ہماری ہستی کو بنایا اور ہماری زندگی کو مُحفوظ رکھتا ہے۔ اور جِس نے اپنی ہی صُورت کے مطابِق ہمیں خلق کیا ہے۔ اگر ہم اس پر توکّل کریں۔ تو ہماری حاجت روائی نہ کر یگا؟

مسیحؑ نے اپنے شاگردوں کو مَیدان کے پھُولونکو دکھا کر جَو میدان میں نہایت خُوشنما اور نفیس لباس سے آراستہ تھے۔ اور اپنی سادگی و دلفریب کا جو خُدا نے اُنہیں دِیا تھا۔ اَظہار کرتے تھے اور اُسکی محبّت کا دم بھرتے تھے۔ فرمایا۔ کہ جنگلی سوسن کے

درختوں کو غَور سے دیکھو۔ کہ وہ کِس طرح بڑھتے ہیں اُن پھولوں کی خُوبصورتی و سادگی حضرت سلیمان کی شان و شوکت سے کہیں بڑھ چڑھ کر تھی۔ اِنسان کے اِیجاد کر دہ ایک سے ایک بڑھ کر لباس بھی خُدا کے پَیدا کردہ پُھولوں کی معمولی سادگی اور خُوبصُورتی کے مقابلہ میں کُچھ وقعت نہیں رکھتے۔ مسیحؔ نے فرمایا۔ پس جب خُدا مَیدان کی گھاس کو جو آج ہے ۔ اور کل تنور میں جُھونکی جائے گی۔ اَیسی پوشاک پہناتا ہے ۔ تو اے کم اعتقادو! تم کو کیوں نہ پہنائیگا؟ متی۲۸،۳۰:۶۔ جب حقیقی مُصّور یعنی خُدا ا یک معمولی پُھول کو جو آج ہے اور کل مُرجھا جائے گا۔ اَیسی رنگا رنگ پوشاک سے آراستہ کرتا ہے توہ وہ اُن لوگوں کی کِتنی زیادہ فکر اور نگرانی کریگا۔ جو خُود اُسی صُورت پر پیدا کئے گئے ہیں؟ مسیحؔ کی یہ

تعلِیم فکر مندوں اور شک و شُبہ کرنے والوں
اور بد اعتقاد لوگوں کے لئے بطَور ملامت
کے ہے۔

خُدا وند چاہتا ہے کہ اُس کے تمام بیٹے اور
بیٹیاں خوش و خرّم اور فرمانبردار رہیں۔
مسیحؔ فرماتا ہے۔ کہ مَیں تمہیں اِطمینان دئے
جاتا ہوں۔ آپنا اِطمینان تمہیں دیتا ہوں ۔ جِس
طرح دُنیا دیتی ہے۔ مَیں تمہیں اُس طرح نہیں
دیتا۔ تمہارا دل نہ گھبرائے۔ اور نہ
ڈرےیوُحنّا١۴:٢٧۔مَیں نے یہ باتیں اِس لِئے تُم
سے کہی ہیں۔ کہ میر ی خُوشی تُم میں ہو اور
تمہاری خُوشی پُوری ہو جائے یُوحنّا١١:١۵

وہ شادمانی اور مسّرت جو فرائض کی راہ
سے الک ہو کر خُود غرضی سے تلاش کی
جاتی ہے۔ وہ مُضر۔ ناپائیدار ااور بیکار ہوتی

ہے۔ وہ گزر جاتی ہے۔ مگر رُوح غم و الم میں پھنس جاتی ہے۔ لیکن خُدا کی خدمت سے خُوشی اور اطمینان پَیدا ہوتا ہے۔ شک کے راستہ میں مسِیحی کوچلنے کے لئے نہ چھوڑا جاتا اور نہ اُسے بیکار افسوس اور مایوسی میں دھکیل دِیا جاتا ہے اگر ہمیں اِس دنیا کی شادمانیاں ہاتھ نہ آئیں۔ تو بھی ہم اُس آنے والی مُسّرت اور حیات کا اِنتظار کر کے خُوشی حاصل کر سکتے ہیں۔

لیکن اِس دنیا میں بھی مسیحی شخص کو خُداوند کی قربت کا لُطف اور خُوشی حاصل ہو سکتی ہے۔ اُس کی مُحبت کی نورانی کرنیں اُن کر پڑ سکتی ہیں۔ جو اُ س کی حضُور ی سے متواتر تسلّی و اِطمینان لاتی رہتی ہیں ہر قدم جو ہم اپنی زندگی میں اُٹھاتے ہیں۔ وہ ہمیں مسیحؔ کے قریب تر لے جاتا ہے۔ اور اُس کی

محبّت کا زیادہ تجربہ ہمیں حاصل ہوتا جاتا ہے۔ اور ہمیں اُس صُلح کے مُبارک گھر کے زیادہ قریب لے جاتا ہے۔ اِس لئے ہمیں اپنا تو کلّ اُس پر سے ہرگز نہیں ہٹانا چاہئیے۔ بلکہ اپنے اِیمان اور یقین کو پہلے سے بھی زیادہ مضبُوط اور پختہ کر دینا چاہئیے۔ کیونکہ یہاں تک تو خُدا نے ہماری امداد کی۔
اسموئیل۷:۱۲۔ اور یقین ہے کہ وہ ہماری مدد آخر تک کرتا رہے گا۔ آئیے ہم یادگار کے ستُونوں کو فراموش نہ کریں۔ جو اِس بات کے شاہد ہیں۔ کہ خُدا نے ہمیں تسلّی دینے اور تباہ کُن کے ہاتھ سے بچانے کے لئےکیا کیا کِیا ہے۔ آئیے ہم خُدا کی تمام عنایات پر ہر لحظہ نِگاہ رکھیں۔ جو اُس نے ہم پر کی ہیں۔ آنسُو جو اُس نے پُونچھے ہیں۔ دُکھ و درد جو اُس نے دُور کیے۔ فکریں دُور کیں۔ خوف و ہراس ہٹا دئیے حاجتیں رفع کیں۔ برکات بخشیں۔ یُوں

جو کُچھ ہمارے سامنے ہے۔ اُس کے ذرِیعہ سے ہماری باقی ماندہ زندگی میں ہماری تقویت فرمائی ہے۔

آنے والے معرکہ کی پریشانی مصیبتوں کو دیکھ کر ہم کیا کر سکتے ہیں!جیسے ہم آنے والی مصیبتوں پر نظر کرتے ہیں۔ وَیسے ہی ہمیں گذشتہ باتوں پر بھی غور کر کے یُوں کہنا چاہئیے کہخُداوند نے یہاں تک تو ہماری مدد کی۔ جیسے تیرے دِن ہوں ویسی تیری قُوّت ہو۔ اِستثناء۳۳:۲۵۔ آزمائشیں ہماری اِس قوّت سے جو ہمیں برداشت کرنے کے لئے مرحمت ہُوئی ہے۔ زیادہ نہ ہونگی۔ پس جہاں موقع ملے ہمیں اپنا کام شرُوع کر دینا چاہئیے۔ اور اِس بات کا یقین رکھیں۔ کہ اگر آزمائش آئیگی۔ تو اُس کے برداشت کرنے کی قُوّت بھی اُسی نسبت سے عطا ہوگی۔

رفتہ رفتہ آسمانی مکانات کے پھاٹک فرزندانِ خُدا کے داخل ہونے کے لئے کھولے جائیں گے۔ اور جلال کے بادشاہ کی زبانِ مُبارک سے یہ دلکش الفاظ سُنائی دینگے۔اے میرے باپ کے مبارک لوگو جو بادشاہی بنائے عالم سے تمہارے لئے تیاّر کی گئی ہے اُسے میراث میں لو متی ۲۵:۳۴

اُس وقت نجات یافتہ لوگوں کو اُن مکانات میں جن کو مسیحؐ تیار کر رہا ہے۔ خُوش آمدید کہا جائے گا۔ وہاں اُن لوگوں کے ہم صحبت بدکار جھُوٹے۔ بت پرست۔ناپاک اور بے اِعتقاد نہ ہونگے۔ بلکہ وہ لوگ ہوں گے۔ جو شیطان پر فتح حاصل کر چُکے ہیں۔ اور خُدا کے فضل سے نہایت ہی پاکیزہ چال چلن حاصل کر چُکے ہیں۔ ہر بُری خواہش، ہر ناپاکی جو اُن

کو اِس دنیا میں تکلیف دیتی ہے۔ مسیحؔ کے خُوں کی بدولت اُن سے جُدا کر دی گئی ہے۔ اور اُس کے جلال کی روشنی جو آفتاب کو بھی شرمندہ کرتی ہے۔ اُن کو دی جائے گی۔ اخلاقی خُوبی اور مسیحؔ کی سِیرت کی کاملیت کی جھلک اُن میں نظر آئے گی۔ جو اُس ظاہری جاہ و جلال سے کہیں بلند پایہ ہے۔ وہ اُس عظیم الشان تخت کے رُو برُو بے گُناہ ہوں گے۔ اور فرشتوں کے درجوں میں شریک ہونگے۔

اس جلالی میراث کو مدّنظر رکھتے ہُوئے۔جو انسان کو مِلتی ہے۔ وہ اپنی جان کے بدلے کیا دے گا؟ متی ۱۶:۲۶۔ ممکن ہے کہ وہ غریب ہو۔ تاہم وہ ایک اَیسی عزّت و دولت رکھتا ہے جِسکو دُنیا نہیں دے سکتی ہے۔ اور جس کے مقابل مالِ دنیا ناچِیز اور ہیچ ہے۔ وہ نجات

یافتہ رُوح جو گُناہ سے پاک اور صاف کی گئی ہو۔ اور اپنی تمام قُوتّوں سمیت خُدا کی خدمت کے لئے مخصوص کی گئی ہو۔ نہایت ہی بیش قیمت اور انمول شے ہے۔ ایک نجات یافتہ رُوح کے لئے خُدا کے حضُور اور فرشتوں کے مابین خُوشی ہوتی ہے۔ اور اِس خُوشی کا اِظہار فتح کے راگوں کے ذریعہ کیا جا تا ہے۔

تمام شُد

مزید میں

https://m.egwwritings.org/ur/folders/1080